



گناہ اور توبہ

تالیف: ابو حمزہ عبدالناق صدیقی مائتہ خالد وود الخیری

تقریظ: شیخ عبداللہ ناصر رحمانی

www.KitaboSunnat.com

انصار السنہ پبلیکیشنز لاہور

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

*** توجہ فرمائیں! ***

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب.....

عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔

مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد آپ

لوڈ (UPLOAD) کی جاتی ہیں۔

متعلقہ ناشرین کی اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔

دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی

نشر و اشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

تنبیہ

کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر
تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

نشر و اشاعت، کتب کی خرید و فروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں

ٹیم کتاب وسنت ڈاٹ کام

webmaster@kitabosunnat.com

www.KitaboSunnat.com

قُلْ يُعْبَادِي الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ (الزمر: ٥٢)

گناہ اور توبہ

تالیف: ابو حمزہ عبدالخالق صدیقی حافظ حامد محمود انصاری

تقریظ: شیخ رشید عبداللہ ناصر رحمانی



انصار السنہ پبلیکیشنز لاہور



جملہ حقوق بحق
انصار السنۃ پبلیکیشنز
محفوظ ہیں

نام کتاب: گمناہ اور توبہ

تالیف: ابو حمزہ عبدالقادر صلیقی حافظ حامد محمود انصاری

تقریظ: شیخ عبداللہ ناصر رحمانی

اہتمام: محمد رمضان محمدی، محمد سلیم جلالی

ناشر: ابو مومن منصور احمد

اسلامی اکادمی، الفضل مارکیٹ، 17- اردو بازار لاہور فون: 042-7357587

Dar-us-Salam

486 ATLANTIC AVE, BROOKLYN, NY 11217

TEL (718) 625-5925 FAX: (718) 625-1511

E-Mail: darussalamny@hotmail.com

Web Site: www.darussalamny.com



نہایت مختصر

- 16 ----- ❁ تقریظ
- 34 ----- ❁ مقدمہ مؤلف

حصہ اول

باب نمبر 1

گناہ کی تعریف اور اقسام

- 41 ----- ❁ گناہ کی تعریف
- 41 ----- ❁ گناہ کی اقسام
- 41 ----- کبیرہ
- 43 ----- صغیرہ

باب نمبر 2

گناہوں کے اسباب، علامات اور نقصانات

- 45 ----- ❁ گناہ اور اقوام عالم کی تباہی
- 47 ----- ❁ گناہ کی مذمت میں رسول اللہ ﷺ کے چند ارشادات گرامی
- 48 ----- ❁ گناہوں کے اسباب
- 49 ----- پہلا سبب
- 50 ----- دوسرا سبب

- 50 ----- تیسرا سبب
- 52 ----- ❀ گناہوں کی علامات
- 52 ----- دولت کی کثرت گناہوں کی ایک علامت
- 55 ----- مال و زر، مدح و ثنا اور ستر پوشی میں گناہوں کی علامت
- 56 ----- آخر زمانہ میں خطا کار لوگوں کی علامت
- 56 ----- کفار سے دوستی کرنا بھی خطا کاروں کی ایک علامت
- 57 ----- انسان کے دل پر گناہ کی ایک علامت
- 58 ----- ❀ گناہوں کے نقصانات
- 58 ----- ۱۔ گناہ پر اصرار کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے محبت میں کمی
- 59 ----- ۲۔ علم سے محرومی
- 59 ----- ۳۔ رزق سے محرومی
- 60 ----- ۴۔ حیات کا ختم ہو جانا
- 60 ----- ۵۔ دل میں گھبراہٹ کا پیدا ہونا
- 61 ----- ۶۔ دل و جان میں کمزوری کا آ جانا
- 61 ----- ۷۔ برو بخر اور کائنات میں فساد کا رونما ہونا
- 62 ----- ۸۔ دل کی بصیرت کا ختم ہو جانا
- 62 ----- ۹۔ گنہگار کا نگاہ الہی میں گر جانا
- 63 ----- ۱۰۔ ملائکہ کی دعا سے محرومی
- 64 ----- ۱۱۔ زمین کی برکتوں کا ختم ہو جانا
- 65 ----- ۱۲۔ نعمت الہیہ کا زائل ہونا
- 65 ----- ۱۳۔ انسان کے دل کا خوف اور وحشت سے بھر جانا

- ۱۳۔ گناہوں کی نحوست کا عام ہو جانا ----- 66
- ۱۵۔ انسان کے لیے ذلت کا دروازہ کھلنا ----- 66
- ۱۶۔ دل پر تاریکی کا چھا جانا ----- 67
- ۱۷۔ گناہ کا آدمی کی نظر میں چھوٹا ہو جانا ----- 68
- ۱۸۔ نیک نامی کا بدنامی میں تبدیل ہو جانا ----- 69
- ۱۹۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق منقطع ہو جانا ----- 70
- ۲۰۔ انسان کی توبہ اور استغفار سے دُوری ----- 71
- ۲۱۔ اُمت کے گنہگار لوگوں کا اُخروی بُرا انجام ----- 71

باب نمبر 3

مہلک گناہ

- ۷۷۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا ----- ❁
- ۷۸۔ اقسامِ شرک ----- ❁
- ۷۸۔ شرک اکبر کی تفصیل ----- ❁
- ۷۹۔ غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا -----
- ۸۰۔ قبر پرستی -----
- ۸۱۔ ستاروں میں تاشیر کا عقیدہ رکھنا -----
- ۸۲۔ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء کو حلال، اور حلال کو حرام ٹھہرانا -----
- ۸۴۔ جادو اور علم نجوم -----
- ۸۶۔ بعض اشیاء میں نفع کی موجودگی کا عقیدہ رکھنا -----
- ۸۷۔ قومیت پرستی -----
- ۸۹۔ عقیدہ ”نورٌ مِّنْ نُورِ اللّٰهِ“ -----

- 90 ----- ❀ شرک اصغر کی تفصیل
- 94 ----- ❀ غیر اللہ کی قسم کھانا
- 96 ----- ❀ بد شکونی لینا
- 97 ----- ❀ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا اُمید ہونا
- 99 ----- ❀ اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرنا
- 100 ----- ❀ اللہ تعالیٰ کی صفات کا انکار کرنا اور تاویل کرنا
- 102 ----- ❀ اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلانا
- 103 ----- ❀ اللہ تعالیٰ کی ذات پر جھوٹ باندھنا
- 104 ----- ❀ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھنا
- 105 ----- ❀ اطاعت رسول ﷺ پر تقلید کو ترجیح دینا
- 109 ----- ❀ رسول اللہ ﷺ کی شان کو گھٹانا یا بڑھانا
- 114 ----- ❀ رسول اللہ ﷺ کو اپنی جان اور مال سے زیادہ محبوب نہ سمجھنا
- 115 ----- ❀ رسول اللہ ﷺ کا نام نامی سن کر درود و سلام نہ پڑھنا
- 117 ----- ❀ روز قیامت کا مذاق اُڑانا اور انکار کرنا
- 119 ----- ❀ عذاب قبر کا انکار کرنا
- 122 ----- ❀ تقدیر کو جھٹلانا
- 124 ----- ❀ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالی دینا
- 127 ----- ❀ اہل بیت کا احترام نہ کرنا
- 128 ----- ❀ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرنا
- 131 ----- ❀ حدود اللہ کا مذاق اُڑانا

- 136 ----- دین اسلام کا مذاق اڑانا ❀
- 138 ----- اسلام کو دوسرے جدید میں ناقابل عمل قرار دینا ❀
- 141 ----- مسلمان کو کافر کہنا ❀
- 141 ----- مسلمان کو ناحق قتل کرنا ❀
- 143 ----- مسلمان پر اسلحہ اٹھانا ❀
- 144 ----- مسلمان کو ناحق تکلیف پہنچانا ❀
- 144 ----- مسلمان سے قطع کلامی کرنا ❀
- 146 ----- بلا وجہ لعنت کرنا ❀
- 147 ----- نماز میں سستی اور کاہلی کرنا ❀
- 148 ----- نماز میں طہانیت ترک کرنا ❀
- 151 ----- نماز میں لغو اور فضول حرکات کرنا ❀
- 152 ----- مقتدی کا امام سے (عدماً) سبقت لے جانا ❀
- 154 ----- بلا عذر نماز کو تاخیر سے پڑھنا ❀
- 155 ----- نماز باجماعت سے پیچھے رہ جانا ❀
- 157 ----- بلا عذر نماز چھوڑنا ❀
- 158 ----- بلا عذر نماز جمعہ ترک کرنا ❀
- 160 ----- زکوٰۃ ادا نہ کرنا ❀
- 162 ----- طاقت کے باوجود حج نہ کرنا ❀
- 162 ----- بلا عذر رمضان کے روزے ترک کرنا ❀
- 164 ----- کفار کی پیروی کرنا ❀

- 165 ----- ❁ بدعتی کو پناہ دینا
- 167 ----- ❁ سود خوری
- 170 ----- ❁ رشوت لینا اور دینا
- 171 ----- ❁ زمین پر ناجائز قبضہ کرنا
- 172 ----- ❁ سفارش کے عوض تحفہ قبول کرنا
- 174 ----- ❁ سرکاری خزانے میں خرد برد کرنا
- 174 ----- ❁ یتیم کا مال کھانا
- 176 ----- ❁ حرام مال کھانا
- 178 ----- ❁ ناپ تول میں کمی کرنا
- 180 ----- ❁ دھوکہ، فریب دینا
- 181 ----- ❁ دھوکے سے بولی بڑھانا
- 182 ----- ❁ خیانت کرنا
- 183 ----- ❁ مال غنیمت میں خیانت کرنا
- 184 ----- ❁ ظلم کرنا
- 186 ----- ❁ حاکم وقت کا رعایا پر ظلم کرنا
- 187 ----- ❁ جانوروں پر ظلم کرنا
- 188 ----- ❁ احسان جتلاتا
- 189 ----- ❁ غیبت
- 191 ----- ❁ چغل خوری
- 192 ----- ❁ وعدہ خلافی

- 194 پڑوسیوں سے بدسلوکی ❀
- 194 مزدور کو پوری اجرت نہ دینا ❀
- 197 قرض ادا نہ کرنا ❀
- 198 چوری کرنا ❀
- 200 ڈاکہ ڈالنا ❀
- 202 جوا کھیلنا ❀
- 203 شراب نوشی ❀
- 204 تمباکو نوشی ❀
- 206 ہیر و من کی تباہی، ہلاکت ❀
- 208 افیون کا استعمال ❀
- 209 حشیش کے نقصانات ❀
- 209 زنا کاری ❀
- 209 لواطت ❀
- 211 مشیت زنی ❀
- 213 تکبر ❀
- 213 کپڑا منوں سے نیچے رکھنا ❀
- 214 حسد کرنا ❀
- 216 جھوٹ بولنا ❀
- 217 بدگمانی ❀
- 217 جھوٹی گواہی ❀

- 218 ----- جھوٹا خواب بیان کرنا
- 219 ----- لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولنا
- 220 ----- جھوٹی قسم کھانا
- 220 ----- * اقسام قسم
- 220 ----- * یمن لغو
- 221 ----- * یمن غموس
- 222 ----- * یمن معلقہ
- 223 ----- * دیوثیت
- 224 ----- * حلالہ کرنا یا کر دانا
- 225 ----- * گنجوی کرنا
- 225 ----- * فضول خرچی
- 227 ----- * دنیا کی حرص
- 228 ----- * سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا
- 229 ----- * مردوں کا سونے کے زیور پہننا
- 231 ----- * خودکشی کرنا
- 233 ----- * دوسروں کو دعوتِ عمل دینا اور خود بد عمل ہونا
- 234 ----- * لوگوں کے گھروں میں بلا اجازت جھانکنا
- 235 ----- * دوا دمیوں کا تیسرے آدمی کو چھوڑ کر سرگوشی کرنا
- 236 ----- * فحاشی و عریانی پر مبنی فلمیں دیکھنا

- 237 ----- ❀ حقیقی والد کی بجائے کسی دوسرے کی طرف نسبت کرنا
- 239 ----- ❀ بالوں کو سیاہ خضاب لگانا
- 239 ----- ❀ خوبصورتی کے لیے چہرے کے بال اکھیڑنا
- 240 ----- ❀ داڑھی کا مذاق اڑانا
- 241 ----- ❀ پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنا
- 242 ----- ❀ قبروں پر بیٹھنا، قبروں کو روندنا اور قبرستان میں قضائے حاجت کرنا
- 243 ----- ❀ عورتوں کا باریک، تنگ اور چھوٹا لباس پہننا
- 245 ----- ❀ مردوں کا عورتوں کی اور عورتوں کا مردوں کی مشابہت کرنا
- 246 ----- ❀ عورت کا خوشبو لگا کر باہر نکلنا
- 247 ----- ❀ عورت کا محرم کے بغیر سفر کرنا
- 248 ----- ❀ مرد و عورت کا مصنوعی بال لگوانا
- 248 ----- ❀ بغیر عذر خاوند کا بستر ترک کرنا
- 249 ----- ❀ بلا عذر شرعی عورت کا طلاق مانگنا
- 250 ----- ❀ غیر محرم عورت سے مصافحہ کرنا (ہاتھ ملانا)
- 252 ----- ❀ غیر محرم عورت کو دیکھنا
- 253 ----- ❀ دورانِ حیض عورت سے جماع کرنا
- 254 ----- ❀ عورت کی غیر فطری جگہ میں جماع کرنا
- 254 ----- ❀ عدل و انصاف برقرار نہ رکھنا
- 255 ----- ❀ پاک و امن عورتوں پر تہمت لگانا

دوسرا حصہ

باب نمبر 1

- 259 توبہ کا معنی و مفہوم
- 259 ❀ توبہ کا لغوی معنی
- 259 ❀ قرآن مجید سے توبہ کے مختلف معانی
- 260 ❀ شریعت میں توبہ سے مراد

باب نمبر 2

- 261 توبہ کی فضیلت

باب نمبر 3

- 265 سچی توبہ کرنے کے وجوب کا بیان

باب نمبر 4

- 267 گناہوں سے بچاؤ کی تدابیر
- 267 ❀ چھوٹے چھوٹے گناہوں سے بھی بچنا
- 268 ❀ صغیرہ گناہوں کو بھی کبیرہ سمجھنا
- 269 ❀ گناہوں کو ظاہر کرنے اور لوگوں کو بتانے سے بچنا
- 271 ❀ توبہ کرنے میں تاخیر نہ کرنا
- 272 ❀ گناہ پر اصرار نہ کرنا
- 272 ❀ دوسرے لوگوں کو دیکھ کر گناہ کا ارتکاب نہ کرنا
- 272 ❀ عارضی دنیاوی نعمت سے دھوکہ نہ کھانا
- 273 ❀ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا

274 دینی کاموں میں سستی نہ کرنا

باب نمبر 5

275 توبہ کی شرائط

باب نمبر 6

278 توبہ پر ہمیشگی کرنے میں معاون اُمور

باب نمبر 7

281 رحمت الہی کی وسعتیں

باب نمبر 8

286 توبہ کے فوائد و ثمرات

286 توبہ گناہوں کو مٹا دیتی ہے

286 توبہ گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیتی ہے

286 توبہ تائب کے دل کو پاک و صاف کر دیتی ہے

287 توبہ آدمی کی زندگی سکون و اطمینان کا سبب ہے

287 توبہ رزق اور قوت میں زیادتی کا سبب

288 توبہ دنیا اور آخرت میں کامیابی کا زینہ

288 توبہ محبت الہی کا ذریعہ ہے

باب نمبر 9

289 میں کیسے توبہ کروں؟

باب نمبر 10

294 توبہ کس سے ٹوٹتی ہے

باب نمبر 11

295 ----- توبہ کرنے والوں کے درجات

باب نمبر 12

295 ----- بے مثال توبہ کے چند واقعات

296 ----- ❀ آدم علیہ السلام کی توبہ

297 ----- ❀ نوح علیہ السلام کی توبہ

300 ----- ❀ یونس علیہ السلام کی توبہ

301 ----- ❀ سوادیموں کے قاتل کی توبہ

303 ----- ❀ سیدنا معاذ اسلمی رضی اللہ عنہ کی توبہ

304 ----- ❀ غامدیہ خاتون کی توبہ

باب نمبر 13

306 ----- گناہوں کو دھو دینے والے چند اعمال

306 ----- ❀ مسجد کی طرف چلنا

307 ----- ❀ ایک نماز کے بعد آنے والی دوسری نماز کا انتظار کرنا

308 ----- ❀ عاشورا اور یوم عرفہ کا روزہ رکھنا

308 ----- ❀ رمضان کا قیام

309 ----- ❀ حج مبرور کرنا

309 ----- ❀ تنگ دست کو مہلت دینا

310 ----- ❀ برائی کے فوراً بعد نیکی کرنا

310 ----- ❀ سلام کہنا اور اچھی کلام کرنا

- 310 ----- ❁ آزمائش پر صبر کرنا
- 311 ----- ❁ نماز جمعہ اور رمضان کے روزوں پر محافظت کرنا
- 311 ----- ❁ اچھی طرح وضو کرنا
- 312 ----- ❁ گناہوں کو مٹانے والے اذکار
- 314 ----- ❁ اذان دینا
- 315 ----- ❁ نماز پنجگانہ
- 316 ----- ❁ کثرتِ جود (نوافل)
- 317 ----- ❁ نماز کے لیے چلنا
- 318 ----- ❁ نماز میں آمین کافرشتوں کی آمین سے ملنا
- 318 ----- ❁ رکوع سے اٹھنے کے بعد ”رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ“ پڑھنا
- 318 ----- ❁ قیام اللیل
- 319 ----- ❁ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا
- 319 ----- ❁ حج و عمرہ میں متابعت
- 320 ----- ❁ صدقہ دینا
- 320 ----- ❁ حد کا قائم کیا جانا
- 321 ----- ❁ اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے اچھی مجالس میں حاضر ہونا
- 321 ----- ❁ اتباعِ رسول ﷺ

باب نمبر 14

- 322 ----- ❁ چند مسنون اذکار



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تقریظ

محدث العصر، فضیلۃ الشیخ عبداللہ ناصر الرحمانی رحمۃ اللہ

ان الحمد لله ونحمده، ونستعينه، ونستغفره، ونعوذ بالله
من شرور انفسنا ومن سيئات أعمالنا، من يهده الله فلا
مضل له، ومن يضل فلا هادي له، وأشهد أن لا اله الا الله
وحده لا شريك له، وأشهد أن محمداً عبده ورسوله.

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُمْ
مُسْلِمُونَ ٥٥﴾ (آل عمران: ١٠٢)

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ
مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي
تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ٥١﴾ (النساء: ١)
﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ٥٢﴾ يُضْلِحْ لَكُمْ
أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَ مِنَ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ
فَوْزًا عَظِيمًا ٥٤﴾ (الاحزاب: ٧٠-٧١)

وبعد!

فإن أصدق الحديث كتاب الله، وخير الهدى هدى محمد ﷺ
وشر الأمور محدثاتها، وكل محدثة بدعة، وكل بدعة
ضلالة، وكل ضلالة في النار.

زیر نظر کتاب ”گناہ اور توبہ“ کا موضوع، کتاب کے نام سے واضح ہے، یاد رہے کہ گناہ سے مراد وہ محرمات ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ یا اُس کے رسول ﷺ نے حرام قرار دیا ہے، جن سے بچاؤ از حد ضروری ہے، اور اسی کو توبہ اور رجوع الی اللہ کہا جاتا ہے، کیونکہ یہ بات معلوم ہے کہ شریعت جن چیزوں کو حرام قرار دیتی ہے تو اُس کی وجہ اُن کا خبیث ہونا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ﴾

(الاعراف: ۱۵۷)

”یعنی رسول اللہ ہر طیب چیز کی حلت، اور ہر خبیث چیز کی حرمت بیان فرماتے ہیں۔“ اس سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ ہر وہ چیز جو حرام کی گئی ہے، خبیث ہے، لہذا کسی بھی حرام کام کے ارتکاب کا معنی یہی ہوگا کہ ایک خبیث چیز اختیار کر لی گئی ہے، جس کی بظاہر خباثت کا شاید ہمیں علم نہ ہو سکے، لیکن اللہ رب العزت جو اپنے تمام حلال و حرام امور کے اسرار کو جانتا ہے، وہ ہر شے کے خبث سے بخوبی واقف ہے، جس کا معنی یہ ہے کہ وہ اس امر محرم کا ارتکاب کرنے والے کو ایک خبیث شے اپنانے کی وجہ سے دنیا یا آخرت یا دونوں جہانوں میں اسے اپنے عذاب کا نشانہ بنائے گا۔

یہی وجہ ہے کہ شریعت اسلامیہ نے حلال و حرام امور کو واضح طور پر ذکر کر کے بندوں پر حجت تمام کر دی ہے، چنانچہ درج ذیل روایت ملاحظہ ہو:

((عَنْ نُعْمَانَ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: الْحَلَالُ بَيْنَ وَالْحَرَامِ بَيْنَ، وَبَيْنَهُمَا مُشَبَّهَاتٌ لَا يَعْلَمُهَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ، فَمَنْ اتَّقَى الْمُشَبَّهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ، وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ كَرَعَ يَرَعَى حَوْلَ الْحِمَى، يُوشِكُ أَنْ يُوَاقِعَهُ أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى،

أَلَا إِنَّ جِمَى اللّٰهُ مَحَارِمُهُ.....)) ❶

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ: ”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے، اور ان دونوں کے درمیان کچھ مشتبہ امور ہیں، جنہیں بیشتر لوگ نہیں جان پاتے، پس جو شخص ان مشتبہ امور کے ارتکاب سے اپنے آپ کو بچا گیا، اُس نے اپنے دین اور عزت کو بچا لیا، اور جو شخص ان مشتبہ امور میں پڑ گیا تو اُس کی مثال اس شخص جیسی ہے جو اپنے مویشی اپنے کھیت کے کنارے چرتا ہوا چھوڑ دے، عین ممکن ہے کہ وہ مویشی کنارے پر ہونے کی وجہ سے (پڑوسی کے کھیت میں گھس جائیں۔

خبردار! ہر بادشاہ کی ایک سرحد ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کی زمین پر سرحد اُس کے حرام کردہ امور ہیں۔“

اس حدیث سے کئی مسائل اخذ ہوتے ہیں، ان میں سے ایک مسئلہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حلال اور حرام امور کو الگ الگ، کھول کھول کے بیان فرمادیا ہے، جس کی حکمت یہ ہے کہ جو امور خالق کائنات نے حلال بیان فرمائے ہیں، انہیں دل و جان سے قبول کیا جائے، اور اپنایا جائے؛ کیونکہ وہ سب کے سب طیب اور پاک ہیں۔ اور جو امور اللہ رب العزت نے حرام فرمائے ہیں، اُن سے یکسر اجتناب کیا جائے، کیونکہ وہ سب خبیث ہیں۔

اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ حلال و حرام کے درمیان کچھ مشتبہ امور ہیں جن کے حکم سے اکثر لوگ نا آشنا ہوتے ہیں، تقویٰ اور ورع کا تقاضا یہ ہے کہ ان امور سے بھی پوری طرح احتراز کیا جائے، کیونکہ ان امور کا ارتکاب بندے کو حرام بین میں داخل

❶ صحیح بخاری، کتاب الإيمان، باب فضل من استبرا لدينه، رقم: ۵۲۔ صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ، رقم: ۴۰۹۴۔

کردیتا ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے حدیث مذکور میں یہ نکتہ سمجھایا ہے۔

اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ زمین پہ اللہ تعالیٰ کی سرحدیں وہ امور ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دے دیا ہے، یہ بات نہایت زبردست وعید اور تنبیہ کی حامل ہے، چنانچہ زمین کے بادشاہوں کی اپنی اپنی سلطنتوں کی طے شدہ حدود ہوتی ہیں، اگر کوئی بادشاہ کسی دوسرے بادشاہ کی سرحد عبور کر کے بلا اجازت اس کی مملکت میں داخل ہو جائے، یا کسی طور اُس کی حد بندی میں تجاوز ہو جائے، تو اُس بادشاہ کو اسے سزا دینے یا اُس سے جنگ کرنے کا پورا حق حاصل ہے۔ واضح ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ، جو بادشاہوں کا بادشاہ ہے، کی بھی حدود ہیں، اُن حدود کی مخالفت کرنے والا یا تجاوز کرنے والا کس قدر اس احکم الحاکمین کے عذاب کا نشانہ بنے گا؟

اللہ تعالیٰ کی حدود کیا ہیں؟ وہ امور جنہیں اُس ذات نے حرام قرار دیا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ دنیا کے بادشاہوں کی سرحدوں کو تجاوز کرنے والے درحقیقت اُن کی غیرت کو لکارتے اور چیلنج کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی حدود سے تجاوز کرنے والا یعنی محرمات کا ارتکاب کرنے والا بھی اس ذات کی غیرت کو لکارتا ہے۔

((عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَا مِنْ

أَحَدٍ أَغْيَرُ مِنَ اللَّهِ، مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ)) ❶

”سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ

تعالیٰ سے بڑا غیرت والا کوئی نہیں، اسی لیے اُس نے فواحش کو حرام کر دیا ہے۔“

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ يُغَارُ

وَغَيْرَةُ اللَّهِ أَنْ يَأْتِيَ الْمُؤْمِنُ مَا حَرَّمَ اللَّهُ.)) ❷

❶ صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب الفیرة، رقم: ۵۲۲۰.

❷ صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب الفیرة، رقم: ۵۲۲۳.

”سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو غیرت آتی ہے، اور یہ غیرت اُس وقت آتی ہے، جب بندہ مومن اللہ تعالیٰ کے کسی حرام کردہ کام کا ارتکاب کر بیٹھے۔“

مذکورہ بالا دونوں حدیثوں سے کئی ایک باتیں معلوم ہوئیں۔ ایک یہ کہ غیرت میں آنا اللہ تعالیٰ کی صفات میں شامل ہے۔ اور دوسری یہ کہ اللہ تعالیٰ سب سے بڑا باغیرت ہے۔

اس جملہ کی تہہ میں بڑی خوفناک وعید ہے، اور وہ اس طرح کہ انسانوں کے اندر بھی غیرت کی حس موجود ہے، اگر کسی انسان کی غیرت کو لٹکا جاوے، تو وہ کس قدر غضبناک ہو جاتا ہے؟ اللہ رب العزت تو سب سے بڑا صاحب غیرت ہے، اُس کی غیرت کو لٹکانے والا اُس کے کس قدر غضب اور عذاب الیم کا نشانہ بنے گا..... غور کیجیے۔

اب سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی غیرت کا مظہر کیا ہے؟ اور اللہ تعالیٰ کی غیرت کو کیسے لٹکا جاتا ہے؟ ان دونوں سوالوں کا جواب مذکورہ بالا دونوں حدیثوں میں موجود ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کی غیرت کا مظہر، علامت اور پہچان قرآن و حدیث کی وہ نصوص ہیں، جن میں حرام امور کا ذکر ہے، وہ تمام امور خبیث اور فحش ہیں، اللہ تعالیٰ کی غیرت ان تمام امور کے حرام کرنے کی متقاضی ہے، لہذا اللہ تعالیٰ نے انہیں حرام کر دیا۔

دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی غیرت کو وہ بندہ لٹکاتا ہے جو اُس پر ایمان لانے کے باوجود اُس کے حرام کردہ امور کا ارتکاب کرے۔

یہی بات رسول اللہ ﷺ کی غیرت کو بھی اُبھارنے کا سبب تھی، چنانچہ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے یہ حدیث موجود ہے:

((مَا اتَّقَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِنَفْسِهِ إِلَّا أَنْ تُتْهَكَ حُرْمَةُ اللَّهِ

فَيَسْتَقِمَ لِلَّهِ بِهَا.)) ❶

”اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ کو کوئی شخص کتنا بھی دکھ دیتا آپ اپنی ذات کے لیے کوئی انتقام نہ لیتے، لیکن جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے کسی امر محرم کا ارتکاب کر کے اللہ تعالیٰ کی حد کو پامال کرنے کی کوشش کرتا، تو آپ ﷺ (شدت غضب کی بناء پر) اللہ تعالیٰ کے لیے اُس سے ضرور انتقام لیتے۔“

کسی بھی امر محرم کا ارتکاب کتنا شدید گناہ ہے، اس کا اندازہ درج ذیل دو حدیثوں سے لگایا جائے۔

((عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: سِتَّةٌ لَعَنَهُمُ اللَّهُ وَكُلُّ نَبِيٍّ كَانَ: الزَّائِدُ فِي كِتَابِ اللَّهِ، وَالْمُكَذِّبُ بِقَدَرِ اللَّهِ، وَالْمُتَسَلِّطُ بِالْجَبَرُوتِ لِيُعْزَّ بِذَلِكَ مَنْ أَذَلَ اللَّهُ وَيَذُلَّ مَنْ أَعَزَّ اللَّهُ، وَالْمُسْتَحِلُّ لِحُرْمِ اللَّهِ، وَالْمُسْتَحِلُّ مِنْ عِتْرَتِي، وَالتَّارِكُ لِسُنَّتِي.)) ❷

”ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چھ قسم کے انسانوں پر اللہ تعالیٰ کی، میری اور مجھ سے قبل ہر نبی کی لعنت ہے: ایک اللہ تعالیٰ کی شریعت میں اضافہ کرنے والا، دوسرا اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو جھٹلانے والا، تیسرا قہر و جبر سے تسلط حاصل کرنے والا، تاکہ اس تسلط کے ذریعے اُن لوگوں کو عزت دے، جنہیں اللہ تعالیٰ نے ذلیل کیا ہے اور ان لوگوں کو ذلیل کرے، جنہیں اللہ تعالیٰ نے عزت عطا فرمائی ہے، چوتھا اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ امور کو

❶ صحیح بخاری، کتاب المناقب، رقم: ۳۵۶۰۔ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، رقم: ۶۰۴۵۔

❷ سنن ترمذی، کتاب الولاء والہبۃ، رقم: ۲۱۵۴۔ مستدرک حاکم، رقم: ۱۰۹۔ امام حاکم نے اسے صحیح الاسناد کہا ہے اور امام ذہبی نے اس پر موافقت فرمائی ہے۔

حلال کرنے والا، پانچواں میرے خاندان میں سے کسی کی عزت و حرمت پر ہاتھ ڈالنے والا، چھٹا میری کسی سنت کو ترک کر دینے والا۔“

اس حدیث میں وہ چھ افراد مذکور ہیں جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک، نیز تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی زبانوں پر ملعون ہیں، اُن میں سے ایک وہ شخص بھی ہے جو اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء کو حلال سمجھنے والا ہو، واضح ہو کہ وہ اگر اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء میں سے کسی شے کو محض عملاً اختیار کرے تو یہ فسق و فجور ہے، اور اگر وہ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء کو حلال قرار دینے کا عقیدہ رکھتا ہو تو یہ کفر ہے۔ اَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنَ الْفُسْقِ وَالْفُجُورِ وَالْكَفْرِ.

دوسری حدیث:

((عَنْ ثَوْبَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: لَا عَلَمَنَّ أَقْوَامًا مِنْ أُمَّتِي يَأْتُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِحَسَنَاتٍ أَمْثَالِ جِبَالٍ تَهَامَةٌ بَيْضًا، فَيَجْعَلُهَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ هَبَاءً مَنْثُورًا.)) قَالَ ثَوْبَانُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! صِفْهُمْ لَنَا، جَلِيهِمْ لَنَا، أَنْ لَا نَكُونَ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَا نَعْلَمُ، قَالَ: ((أَمَّا إِنَّهُمْ إِخْوَانُكُمْ وَمِنْ جِلْدَتِكُمْ، وَيَأْخُذُونَ مِنَ اللَّيْلِ كَمَا تَأْخُذُونَ، وَلَكِنَّهُمْ أَقْوَامٌ إِذَا خَلَوْا بِمَحَارِمِ اللَّهِ انْتَهَكُوا.)) ❶

”سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اپنی امت کے کچھ لوگوں کو جانتا ہوں جو قیامت کے دن تہامہ پہاڑوں کی طرح بڑی بڑی چمک دار نیکیاں لائیں گے، مگر اللہ رب العزت انہیں غبار بنا کے اڑا دے گا۔

❶ سنن ابن ماجہ، کتاب الزہد، رقم: ۴۲۴۵۔ اسے امام منذری نے الترفیب والترہیب (۱/۱۷۸۳) میں مستحجج روایت کیا ہے، اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے ”المصباحہ“ میں اس حدیث کو صحیح اور اس کے تمام رواۃ کو ثقہ قرار دیا ہے، ۳۲/۲، رقم: ۵۰۰.

سیدنا ثوبانؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمیں ان لوگوں کی صفات سے آگاہ فرمائیے، کہیں لاعلمی میں ہم ان میں شامل نہ ہو جائیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ تمہارے ہی طرح بھائی بند ہوں گے، اور تمہاری طرح شب بیدار بھی ہوں گے، لیکن جو نبی تنہائی میں انہیں کوئی موقع ہاتھ آئے گا تو وہ گناہوں کا ارتکاب کر کے اللہ تعالیٰ کی حدوں کو پامال کر کے رکھ دیں گے۔“

اس حدیث میں ارتکاب محرمات کی نہایت شدید وعید وارد ہوئی ہے، بالخصوص وہ شخص جو لوگوں میں نیک و مشہور ہو، حتیٰ کہ تہجد کا اہتمام کرنے والا بھی ہو، لیکن تنہائی میں آتے ہی گناہوں کا ارتکاب شروع کر دے۔ ایک اور حدیث ملاحظہ ہو:

((عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنْ اللَّهُ لَمْ يُحَرِّمْ حُرْمَةً إِلَّا وَقَدْ عَلِمَ أَنَّهُ سَيَطْلُعُهَا مِنْكُمْ مُطْلِعٌ، أَلَا وَإِنِّي أَخِذُ بِحُجَزِكُمْ أَنْ تَهَافُتُوا فِي النَّارِ كَتَهَافَتِ الْفَرَاشِ أَوْ الدُّبَابِ.)) ❶

”سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جس کسی چیز کو حرام قرار دیا تو اسے یہ بات معلوم تھی کہ تم میں سے کوئی نہ کوئی شخص اُس کا ضرور ارتکاب کرے گا۔ خبردار! میں تو تمہیں تمہاری پشتوں سے پکڑ کر کھینچ رہا ہوں، مبادا تم آگ پر منڈلانے والے پروانوں کی طرح آگ میں نہ گر جاؤ۔“

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ محرمات کا ارتکاب کرنے والا پروانے کی مانند آگ پر منڈلا رہا ہے، اگر اُسے بچایا نہ گیا یعنی محرمات کی حرمتوں اور وعیدوں سے آگاہ کر کے اُسے اُن سے باز نہ کیا گیا تو وہ پروانوں کی طرح بالآخر آگ کا نشانہ بن جائے گا۔ نعوذ

❶ مسند أحمد: ۱/ ۳۹۰، رقم: ۳۷۰۴۔ حافظ احمد شاکر نے اس حدیث کو ”صحیح الاسناد“ قرار دیا ہے۔

بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ وَمَا قَرَّبَ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ وَعَمَلٍ .

واضح ہو کہ جس طرح وقوعِ محرمات پر شدید ترین وعیدیں وارد ہوئی ہیں، اسی طرح اس بندے کے لیے جو محرمات و منہیات سے اپنے آپ کو بچا کر رکھتا ہے بڑی بڑی خوشخبریاں ذکر ہوئی ہیں۔

محرمات سے بچاؤ کی صورت یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ ہر امر کو حرام سمجھے، اور حلال کردہ ہر امر کو حلال سمجھے، اس کے بعد حلال اُمور کو اپنانے اور حرام امور سے اجتناب کرنے پر پوری توجہ مرکوز رکھے۔

((عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ النَّعْمَانُ بْنُ قَوْقِلٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِذَا صَلَّيْتُ الْمَكْتُوبَةَ وَحَرَمْتُ الْحَرَامَ، وَأَحَلَلْتُ الْحَلَالَ، أَأَدْخُلُ الْجَنَّةَ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: نَعَمْ.)) ❶

”سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، سیدنا نعمان بن قوقل رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہا: یا رسول اللہ! اگر میں فرض نمازیں ادا کرتا رہوں، اور اللہ تعالیٰ کے حرام کو حرام جانوں، اور اللہ تعالیٰ کے حلال کو حلال جانوں تو کیا میں جنت میں داخل ہو سکتا ہوں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ہاں!“

جبکہ صحیح مسلم کی ہی ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ سیدنا نعمان بن قوقل نے نبی ﷺ سے یہ بھی کہا: ((وَلَمْ أَرِذْ عَلَى ذَلِكَ شَيْئًا.)) ❷
”یعنی اس کے علاوہ اور کچھ نہ کروں۔“

مسند احمد میں سیدنا عبداللہ بن حبشی الخشعمی رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث مروی ہے، جس میں نبی ﷺ سے کچھ سوالات کیے گئے، اور آپ ﷺ نے اُن کے جوابات

❶ صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: ۱۰۸.

❷ صحیح مسلم، کتاب الایمان، ایضاً، رقم: ۱۰۹.

دیئے، اُن سوالات میں سے ایک سوال یہ بھی تھا: ((فَأَيُّ الْهَجْرَةِ أَفْضَلُ؟))
یعنی کون سی ہجرت سب سے افضل ہے؟

تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ هَجَرَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ.)) ❶

یعنی ”سب سے افضل مہاجر وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ تمام اشیاء چھوڑ دے۔“

ان احادیث میں اس شخص کی فضیلت و منقبت مذکور ہے جو اللہ تعالیٰ کے حرام کو حرام سمجھتا ہوا عملی طور پر اُس سے پوری طرح کنارہ کشی اختیار کرے، اس عظیم الشان تورع کو افضل ترین ہجرت قرار دیا گیا ہے، جبکہ ہجرت کا عام سا ثواب یہ ہے کہ اُس سے تمام صغیرہ و کبیرہ گناہ مٹ جاتے ہیں۔

((إِنَّ الْهَجْرَةَ تَهْدِيْكُمْ مَا كَانَ قَبْلَهَا.)) ❷

”یقیناً ہجرت پچھلے تمام گناہوں کا صفایا کر دیتی ہے۔“

گناہ صرف آخرت ہی نہیں، بلکہ دنیا میں بھی انفرادی و اجتماعی ہلاکتوں اور بربادیوں کا سبب بن سکتا ہے۔

سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ”جنات النعیم“ سے کس چیز نے نکالا؟ اور ایک ایسے گھر میں جو مستقل مصائب و مشاغل کی آماجگاہ ہے کس چیز نے پہنچایا؟ کیا وہ ایک اور صرف ایک معصیت نہیں تھی؟

ابلیس جو ملکوتِ سماویٰ میں سکونت پذیر تھا، کس وجہ سے مطرود و ملعون ہو کر زاندة درگاہ

❶ سنن ابی داؤد، کتاب الصلوٰۃ، رقم: ۱۴۴۹۔ مسند احمد: ۴/۴۱۲، رقم: ۱۵۴۰۱۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

❷ صحیح مسلم، کتاب الإيمان، رقم: ۳۲۱۔

ہو گیا، اور اس کا ظاہر و باطن کیوں مسخ کر دیا گیا، اور اُس کی شکل کو قبیح ترین سانچہ میں ڈھال دیا گیا؟ رحمت کی جگہ لعنت، قرب کی جگہ بعد اور جنت کی جگہ جہنم کیوں اس کا مقدر بن گئی؟ سیدنا نوح علیہ السلام کے دور میں ساکنانِ کرۂ ارضیٰ کو کیوں غرق کر دیا گیا کہ گنتی کے چند افراد کے سوا کوئی نہ بچا؟ اور اللہ تعالیٰ کے غضب کا یہ عالم تھا کہ طوفان کا پانی پہاڑوں کی چوٹیوں سے اوپر جا چکا تھا۔

قوم عاد پر تباہ کن ہوا کیوں مسلط کی گئی، حتیٰ کہ اُن کے بھاری بھرکم اور طویل و عریض جتنے کھجوروں کے تنوں کی مانند مردار ہو کر زمین پر بکھرے پڑے تھے؟ اور صورتِ حال یہ تھی کہ یہ طوفانی ہوا جہاں سے گزرتی ہر چیز کو مسمار کرتی جاتی، اُن کے بلند و بالا مکانات، باغات اور مویشی تباہ و برباد ہو کر آنے والی اُمتوں کے لیے نشانِ عبرت بن گئے۔

قوم ثمود پر انتہائی خطرناک چیخ کس وجہ سے مسلط کی گئی؟ جس کی خطورت کا یہ عالم تھا کہ وہ چیخ جس کی سماعت سے ٹکرائی اس کا دل چھلنی ہو گیا، اور یوں پوری قوم موت کی وادی میں دھکیل دی گئی۔

قوم لوط کی پوری بستی کو کون سی چیز آسمان کی بلندیوں تک لے گئی، حتیٰ کہ آسمان کے فرشتوں نے اُن کے کتوں کے بھونکنے کی آوازیں سنیں؟ پھر اتنی بلندی سے ان کی بستی کو اُلٹا کر زمین پر پھینک دیا گیا اور پوری قوم کو حرفِ غلط کی طرح مٹا دیا گیا۔

قوم شعیب پر سائے کی مانند عذاب بھرے بادل چھوڑے جانے کا سبب کیا تھا؟ حتیٰ کہ جب وہ قوم اُس بادل کے نیچے بارش کی غرض سے جمع ہو گئی تو عذابِ الیم کا قہر برسا کر پوری قوم کو اس طرح خاکستر کر دیا گیا کہ ان کا نام و نشان تک نہ باقی بچا۔

فرعون اور قوم فرعون کو بحرِ مواج میں غرق کر کے اُن کی روحوں کو دوزخ کے عذابِ مہین میں جھونکنے والی چیز کیا تھی؟ قارون اور اُس کے اہل، مال اور گھر کس ہناء پر زمین میں دھنسا دیئے گئے؟

سیدنا نوح علیہ السلام کے بعد آنے والی متعدد قوموں کی بربادیوں پر مشتمل داستانوں کا بنیادی نکتہ کیا تھا؟

بنی اسرائیل پر ایک طاقتور قوم جس نے اُن کے گھروں میں گھس کر مردوں کو قتل اور ان کے بچوں اور عورتوں کو قید کر کے نوکر اور باندیاں بنانے کی نوبت کیوں آئی؟ اُن کے گھر کیوں جلا دیئے گئے، اور اُن کے مال مویشی کیوں لوٹ لیے گئے؟ بربادی کی یہ داستان دوبارہ دہرائی گئی، کیوں؟

ان تمام ہلاکتوں، تباہیوں اور بربادیوں کا ایک ہی محرک ہے، اور وہ اُن قوموں کا اپنے اپنے نبیوں کی خیر خواہانہ دعوت سے انحراف کر کے مختلف گناہوں اور معصیوں میں مبتلا ہونا تھا۔ انتہی ملخصاً من کلام العلامة ابن القيم رحمہ اللہ۔

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے اپنی مایہ ناز تالیف ”الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی“ میں گناہوں کے انفرادی و اجتماعی نقصانات کی ایک طویل فہرست پیش فرمائی ہے، ہم اپنے تمام بھائیوں کو اس کتاب کے مطالعہ کی نصیحت کرتے ہیں۔ یہاں اس مختصر سے مقدمے میں ہم حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کے گناہوں کے ذکر کردہ بعض نقصانات چند جملوں کی صورت میں پیش کرتے ہیں، جبکہ زیر نظر کتاب میں بھی ”کافی“ کا بیان ہوا ہے۔

بہر کیف گناہ سب سے بڑا مرض اور ہلاکت کا سب سے قریبی راستہ ہے، گناہوں پر اصرار بندے کی حیا ختم کر دیتا ہے، گناہگار اللہ تعالیٰ کے نزدیک انتہائی حقیر اور ذلیل بن جاتا ہے، گناہ کی نحوست سے انسان خود، اس کی اولاد، اس کا مال، حیوانات و نباتات، غرضیکہ ہر چیز متاثر ہوتی ہے، گناہ بالآخر معاشرہ میں ذلت کا باعث بن جاتا ہے، گناہ کے ارتکاب سے عقل و حفظ فاسد ہو جاتے ہیں، گناہ دل کو اندھا کر دیتا ہے، گناہ موجب لعنت پروردگار ہے، گناہ کے سبب بد و بخر اور کائنات کی دیگر چیزوں میں فساد رونما ہوتا ہے، گناہ قلب انسانی سے غیرت کی حرارت بجھا کر انسان کو بے غیرت بنا دیتا ہے، گناہ انسان کو کمزور

کر دیتا ہے، جس کے نتیجہ میں اس کا دشمن طاقتور ہو کر اس پر غلبہ پالیتا ہے، گناہ نعمتوں کے زوال کا سبب بن جاتا ہے، گناہ بندے کے دل کو خوف اور وحشت سے بھر دیتا ہے، گناہ کے ارتکاب سے بندہ اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے سامنے اپنی عزت و کرامت کھودیتا ہے، گناہ سے زمین کی برکتیں مٹ جاتی ہیں، گناہ بندے کو درکاتِ جہنم میں دھکیل دیتا ہے، گناہ نفس کی خباثت اور بصیرتِ قلب کے اندھے پن کا باعث ہے۔ لیکن اگر کوئی گناہوں کی عمیق دلدل سے نکل کر بارگاہِ الہی میں رجوع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی ایک صفت قرآنِ مقدس میں ”غافر الذنب“ بیان ہوئی ہے۔ جیسا کہ ارشاد فرمایا:

﴿غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ﴾ (المومن: ۳)

”گناہوں کو معاف کرنے والا، توبہ قبول کرنے والا۔“

اگر کوئی راندہ درگاہ ہو جائے تو اس کا معاملہ دنیا داروں کی طرح نہ ہوگا کہ اب دوبارہ وہ راہِ صواب کی جانب رُخ بھی نہیں کر سکتا، بلکہ اس ذاتِ بابرکات کی رحمتوں، مغفرتوں، بخششوں، کے دروازے کھلے ہیں۔ ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ يٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ﴿۵۴﴾ وَ اٰیْبُوْا اِلٰی رَبِّکُمْ وَ اَسْلِمُوْا لَهٗ﴾ (الزمر: ۵۳-۵۴)

”آپ فرمادیں: اے میرے بندو! جو (گناہ کر کے) اپنی جانوں پر زیادتی کر چکے ہو، اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہونا۔ بلاشبہ اللہ تو سارے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ یقیناً وہ بہت بخشنے والا، نہایت مہربان ہے۔ لہذا تم اپنے رب کی بارگاہ میں رجوع کرو۔ اس کے فرمانبردار بن جاؤ۔“

یعنی اگر کوئی گناہ کر کے اللہ تعالیٰ کے سامنے دست دراز کرے اور ندامت کے آنسو بہا دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اس انداز کی لاج رکھتے ہوئے اس کے سابقہ اعمال سے

صرف نظر کرتے ہوئے اس کے گناہوں کو نا صرف معاف کر دیتا ہے۔ بلکہ انھیں نیکیوں میں بھی بدل دیتا ہے۔ کیا کفر و شرک سے بڑا بھی کوئی گناہ ہے؟ لیکن اللہ تعالیٰ اس سے توبہ کرنے والے کی بھی توبہ قبول فرماتا ہے۔

سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کا واقعہ مشہور ہے۔ سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ زمانہ جاہلیت میں اسلام، رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کے خلاف ان کی کاوشیں، اور تبلیغ دین کی راہ میں سد فساد بنے رہتے تھے۔ لیکن جب وہ اسلام قبول کرنے آئے، تو رحمت عالم ﷺ نے انھیں آغوش اسلام میں سمیٹ لیا۔ سیدنا عمرو بن عاص نے قبول اسلام کو مشروط کرتے ہوئے فرمایا:

” (قبول اسلام کی) بیعت مشروط کرنا چاہتا ہوں۔“

استفسار پر فرمایا:

((اَنْ يَغْفِرَ لِي)) یعنی کہ میرے سابقہ گناہ، خطائیں، لغزشیں معاف ہو جائیں۔

تو ہادی عالم نے فرمایا:

((اَمَّا عَلِمْتَ يَا عَمْرُو! اَنَّ الْاِسْلَامَ يَهْدِيْكُمْ مَا كَانَ قَبْلَهُ.....)) ❶

”اے عمرو! کیا تجھے معلوم نہیں کہ اسلام تمام سابقہ گناہوں کو ختم کر دیتا ہے۔“

شرک و کفر کے بعد کھار میں سے قتل بھی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنی جناب میں آنے والے کو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتا، بلکہ ایک قتل تو دور کی بات حدیث میں آتا ہے کہ ننانوے (99) قتل کرنے والا جب بارگاہ ربوبیت میں اپنی جبین نیاز کو جھکانے کا سوچتا ہے تو کوئی مفتی اسے ابواب رحمت و مغفرت کی بندش کی اطلاع دیتا ہے تو اسے بھی قتل کر کے اپنی سحری (۱۰۰) مکمل کر دیتا ہے، لیکن درہتا پھر بھی رحمت و مغفرت کی جستجو میں ہے۔

بالآخر اللہ اپنے اس بندے کے اخلاص کے پیش نظر اپنی وسیع رحمت کی آغوش میں لے کر اسے دخول جنت کی نوید سناتا ہے۔ ❶

بلکہ اللہ تعالیٰ کو تو ایسے بندے کی توبہ سے بے حد خوشی ہوتی ہے۔
 ((لَّهُ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ الْمُؤْمِنِ ، مِنْ رَجُلٍ فِي أَرْضٍ
 دَوِّيَّةٍ مَهْلَكَةٍ .)) ❷

ریگستان، بیابان میں زادِ راہ ذریعہ سفر کے مفقود ہو جانے کی صورت میں داعی اجل کے انتظار میں ہو اور اس اثناء میں اسے زادِ راہ و سواری دوبارہ مل جائے تو دوبارہ زندگی ملنے پر اسے کس قدر خوشی ہوگی۔ ایسے شخص سے بھی زیادہ اللہ کو راندہ درگاہ ہونے والے شخص کی آمد پر خوشی ہوتی ہے۔

نتیجۃً اللہ تعالیٰ اسے اپنی عظیم نعمت جنت میں مقام عطا فرماتا ہے۔ لیکن توبہ کا یہ طریقہ بھی درست نہیں کہ گناہ کر لیتا ہوں، پھر توبہ کر لوں گا۔ اللہ تعالیٰ تو غفور و رحیم ہے۔ وہ معاف کر دے گا۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((عَلَامَةُ التَّوْبَةِ: التَّكَاؤُ عَلَى مَا سَلَفَ ، وَالْخَوْفُ مِنَ الْوُقُوعِ
 فِي الذَّنْبِ وَهَجْرَانُ إِخْوَانِ السُّوءِ ، وَمُكَلَّزَمَةُ الْأَخْيَارِ .)) ❸
 ”توبہ کی علامت یہ ہے کہ اپنی کارگزاری پر آنسو بہانا، گناہ میں واقع ہونے سے خوف کھانا، اور بدوں کی صحبت ترک کر کے اخیار (نیکیو کار لوگوں) سے تعلق
 و رابطہ رکھنا۔“

اسی طرح ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

❶ صحیح البیہاری، کتاب احادیث الانبیاء، رقم: ۳۴۷۰۔

❷ سیر أعلام النبلاء: ۳۱۵/۹۔

❸ صحیح مسلم، کتاب التوبہ، رقم: ۶۹۵۵۔

”جو توبہ کا ارادہ کرتا ہے۔ تو اسے گناہوں کے اندھیروں سے نکل کر، برے لوگوں سے اختلاط سے اجتناب کرنا چاہیے۔ وگرنہ اسے گوہر مقصود (توبہ) کا حصول نہ ہوگا۔“ ①

کیونکہ شرائط توبہ میں یہ بات بھی شامل ہے کہ دوبارہ معاصی کا ارتکاب نہ کیا جائے۔ توبہ کی شرائط سے آگاہی کے بغیر حصول توبہ ناممکن ہے۔ کیونکہ جب اس کی حدود و قیود، اس کی شرائط اور اس کے لوازمات سے کما حقہ آگاہی نہ ہو تو کیسے توبہ ہو سکتی ہے۔ علماء کرام نے توبہ کی شرائط کچھ یوں مستنبط فرمائی ہیں:

(۱) گناہ سرزد ہونے پر احساسِ ندامت، کیونکہ حدیث ہے:

((النَّدَمُ تَوْبَةٌ)) ②

”ندامت ہی توبہ ہے۔“

(۲) معاصی سے فوراً اجتناب کرنا۔

(۳) دوبارہ گناہ کی جانب نہ جانے کا عزم مصمم کرنا۔

(۴) اگر کسی پر ظلم و زیادتی کرتے ہوئے حق تلفی کی ہے تو اس کا مداد اکرا۔

اور اگر ان مذکورہ شرائط کی پابندی کرتے ہوئے توبہ ہو تو اسے کس قدر مقام حاصل ہوتا ہے، اس کا اندازہ درج ذیل حدیث سے لگایا جائے:

((لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ سَبْعِينَ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ لَوِ سَعَتْهُمْ وَهَلْ وَجَدَتْ تَوْبَةً أَفْضَلَ مِنْ أَنْ جَادَتْ بِنَفْسِهَا لِلَّهِ تَعَالَى.)) ③

① سیر اعلام النبلاء: ۳۸۹/۷

② سنن ابن ماجہ، کتاب الزہد، رقم: ۴۲۵۲۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

③ صحیح مسلم، کتاب الحدود، رقم: ۱۶۹۶۔

”اس غامد یہ عورت نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر مدینہ کے ستر (۷۰) افراد پر اس کی توبہ تقسیم کی جائے تو یہ سب کو کفایت کر جائے۔ کیا تم نے اس سے افضل توبہ بھی دیکھی ہے کہ اس عورت نے (توبہ کرتے ہوئے) اللہ کی خاطر اپنی جان لٹا دی۔“

توبہ ہو تو سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ جیسی کہ احساسِ ندامت چھین نہیں لینے دیتا کہ حدود اللہ کی پامالی کی، اللہ کی منہیات کا ارتکاب کیا۔ اب جب تک اس کا مداوا نہیں ہوتا۔ آرام و سکون حاصل نہ ہوگا۔

ہم اپنے آپ کو اور پھر قارئین کو گناہوں سے بچنے اور زہد و ورع اختیار کرنے کی نصیحت کرتے ہیں۔ ان حالات میں کہ جن میں انسانیت کو مغربی کلچر اپنی پوری آب و تاب سے اپنی طرف مائل کر رہا ہے۔ معاشرہ، دین سے دوری و بد عملی، قہش و ہوس پرستی اور دیگر گناہوں کی دلدل میں بری طرح پھنسا ہوا ہے۔

ان گھناؤں اندھیروں کہ جن پر ”ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ“ کی چھاپ پوری طرح فٹ آرہی ہے۔ ہم..... رسالہ ہذا کو نور کی ایک کرن قرار دیتے ہیں اور جن بھائیوں تک یہ رسالہ پہنچے انہیں اس کے بالاستیعاب مطالعہ کا مشورہ دیتے ہیں۔

رسالہ ہذا دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصے میں گناہ کی تعریف، اس کی اقسام، علامات، اسباب اور نقصانات کو بیان کیا گیا ہے۔

جبکہ دوسرے حصے میں، توبہ، اس کی حقیقت، شروط اور طریقہ کار کو بیان کیا گیا، لیکن اختصار کے ساتھ۔

رسالہ کا اسلوب انتہائی سہل ہے، اور تمام مندرجات مدلل اور باحوالہ ہیں اور اسلوب میں اختصار اور جامعیت کا پہلو پنہاں ہے، لہذا ہم اسے ہر خاص و عام کے لیے انتہائی نافع قرار دیتے ہیں۔

رسالہ ہذا ہمارے دو انتہائی محترم دوستوں کی علمی کاوش ہے۔ اوّل الذکر جو اس

رسالہ کی تالیف میں شریک ہیں، وہ ہمارے قابل احترام دوست اور بھائی ابو حمزہ عبدالحق صدیقی ہیں۔ جن کا سینہ تبلیغ دین اور خصوصاً خدمت حدیث رسول اللہ ﷺ کے وافر جذبہ سے معمور ہے، اس ضمن میں ان کی بے شمار خدمات منظر عام پر آنے والی ہیں۔ ان شاء اللہ دوسرے ساتھی الشیخ الحافظ حامد محمود انحضری رحمہ اللہ ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے علم، عمل اور اخلاص کی دولت سے مالا مال فرمایا ہے۔ ایک اچھا تحقیقی ذہن ہے، اور عربی و اردو میں لکھنے کا عمدہ سلیقہ بھی۔

اللہ تعالیٰ ان دونوں ساتھیوں کی اس بہترین خدمت پر اجر جزیل عطا فرمائے، اور اس کتاب کو ان کے میزان حسنات کا ذخیرہ بنادے۔

واللہ ولی التوفیق، وصلى الله على نبينا محمد وعلى آله وصحبه وأهل طاعته اجمعين .

وکتبہ

عبد اللہ ناصر رحمانی

سرپرست: انصار السنہ پبلی کیشنز، لاہور

۲۰۰۷ء - ۸ - ۲۷ م



مقدمہ مؤلف

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَيِّدِ
الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ ، وَعَلٰی اٰلِهِ وَصَحْبِهِ وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ
إِلَى يَوْمِ الدِّينِ ، اَمَّا بَعْدُ !

اہل دانش سے یہ بات مخفی نہیں کہ ہم جس دور سے گزر رہے ہیں وہ انتہائی پر فتن اور پر
خطر دور ہے، جس میں ایک طرف طغیانی اور نافرمانی کا سیلاب اُٹھ رہا ہے، تو دوسری طرف
خاشی و عریانی کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے، ایک طرف ایمان اور عمل صالح سے دوری ہے، تو
دوسری طرف بے ایمانی اور بد عملی کا بازار گرم، ایک طرف بے حیائی اور برائی کی آندھیاں
چل رہی ہیں، تو دوسری طرف کمینگی اور بد اخلاقی کا طوفان پھا ہے، الغرض دین اسلام اور
فطرت سے سراسر دوری ہے اور اس کے برعکس جرائم کا بول بالا ہے۔ کہیں قتل عام کی صورت
میں، تو کہیں تشدد و ظلم اور جبر کی صورت میں، کہیں لواطت اور زنا کی صورت میں، تو کہیں
چوری اور ڈکیتی کی صورت میں، کہیں بد اخلاقی اور بے انصافی کی صورت میں تو کہیں مقدس
مقامات کی حرمت کو پامال کرنے کی صورت میں، کہیں بد کرداری کی صورت میں، تو کہیں
شراب نوشی اور دوسری حرام اشیاء کے استعمال کرنے کی صورت میں، کہیں حق تلفی کی صورت
میں، تو کہیں دغا بازی کی صورت میں چھوٹے بڑے ہر قسم کے جرائم کا ارتکاب سر عام کھلے
بندوں کیا جا رہا ہے، کوئی رکاوٹ اور کوئی پوچھ گچھ نہیں، جو جی میں آئے جو من میں آئے کر
گزر دو، بلکہ گناہ کا احساس تک سوائے اللہ کے نیک بندوں کے ناپید ہو چکا ہے۔ کوئی ایسی
صورت دیکھنے میں نہیں آتی جو بنی آدم کو اس خطرناک اور بھیانک راستہ سے ہٹا کر ایک سچے

اور سیدھے سادھے راستے کی طرف راغب کرے جو اُس کے لیے دُنیا اور آخرت دونوں میں کامیابی اور فلاح کا سبب بنے۔ ایسے افراد معاشرہ کی اصلاح انتہائی دشوار اور کٹھن ہے۔ اس طرح کے معاشرے کا نقشہ کھینچتے ہوئے شاعر کہتا ہے:

ظالموں پر اب کس طرح ہو نصیحت کا رگر
زنگ عصیاں سے دل اُن کا سخت پتھر ہو گیا

البتہ اس خطرناک راستہ سے بچنے کی صرف ایک ہی صورت ہے، اور وہ یہ ہے کہ انسان اپنے تمام سابقہ چھوٹے بڑے جرائم سے تائب ہو کر اپنے نفس کی اصلاح کرنا شروع کر دے، تو اَوَّلًا: اللہ تعالیٰ اس کو سچا اور سیدھا راستہ دکھادے گا، اور ثانیًا: اُس کو جنت میں ایک اعلیٰ مقام عطا کر لے گا۔ چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنْ تَجْتَلِبُوا كِبَآئِرَ مَا تَأْتُونَ عَنْهُ تُلَاقُوا عَذَابَكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَنُذِخْكُمْ مَذْخَلًا كَرِيمًا ۝۳۱﴾ (النساء: ۳۱)

”اگر تم ان بڑے گناہوں سے اجتناب کر لو، جن سے تمہیں روکا گیا ہے تو ہم تمہاری لغزشوں کو معاف کر دیں گے، اور تمہیں عزت و بزرگی کی جگہ میں داخل کریں گے۔“ لیکن یہ بات اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ یہ معافی اُن لوگوں کے لیے ہے جو غلطی سے جرم کر بیٹھیں، اور پھر اس کا احساس بیدار ہونے پر فوراً تائب ہو کر اصلاح کی طرف پلٹ آئیں۔ قانونِ الہی میں معافی انہی کے لیے ہے، اس لیے کہ اُس کا قانونِ علم و حکمت پر مبنی ہے۔

اُن کے لیے معافی نہیں جو عادی مجرم ہوں، اور اپنی حرکات پر اُس وقت نادم ہوں جب موت اُن کے سامنے آکھڑی ہو۔ نہ ہی اُن کے لیے جو قانون کو سرے سے تسلیم ہی نہ کریں اور ساری عمر اُس سرکشی میں بسر کر دیں، انہیں الم ناک سزا دینی چاہیے۔

جرائم کے سلسلہ میں توبہ کی گنجائش خاصی اہمیت رکھتی ہے۔ اُس کا اصل مفہوم یہ ہے کہ

محض اثبات جرم پر مجرم کو سزا نہیں دینی چاہیے، اور نہ ہی مجرم سے نفرت ہونی چاہیے، بلکہ جرم سے نفرت ہوئی چاہیے، کیونکہ سزا کا اصل مقصد اصلاح ہے۔ درحقیقت توبہ کرنے والے لوگ چار قسم کے ہوتے ہیں۔

1۔ بعض ایسے بے خبر لوگ ہوتے ہیں کہ وہ جہالت اور بے خبری کی وجہ سے منع کردہ فعل کو دراصل برا ہی نہیں جانتے، بلکہ اُسے عبادت اور باعث نجات داریں خیال کرتے رہتے ہیں۔ جیسا کہ عموماً اہل شرک و بدعت غیر اللہ کی نذر و نیاز اور عبادت مالیہ و بدنیہ اور بدعات کا ارتکاب کرتے رہتے ہیں۔ تو ایسے اشخاص کو جب کتاب اللہ سے آگاہی ہو جائے، اور پھر وہ فوراً تائب ہو جائیں، تو ان کو معاف کرنا اللہ تعالیٰ پر لازم ہوتا ہے اس لیے کہ وہ غفور اور رحیم ہے۔

2۔ بعض ایسے لوگ ہوتے ہیں جو محض جہالت کی وجہ سے جرائم کے مرتکب نہیں ہوتے، بلکہ جان بوجھ کر احکام الہی کی نافرمانی کرتے ہیں۔ جیسا کہ جھوٹ، غیبت، ترک صلوٰۃ و زکوٰۃ اور صوم وغیرہ وغیرہ۔ ایسے لوگ اگر توبہ کر لیں تو اللہ رب العزت انہیں معاف کر دے گا۔ ﴿وَاِیَّیْ لَعَنَّاۤ اَیْمٰنٌ تَابَ وَاٰمَنَ وَاَعْمِلْ صٰلِحًا لَّحٰمَہٗ اٰتٰی ﴿۸۲﴾﴾

(طہ: ۸۲)

”ہاں، بے شک میں انہیں بخش دینے والا ہوں جو توبہ کریں، ایمان لائیں، اور نیک عمل کریں، اور راہِ راست پر بھی رہیں۔“

3۔ بعض لوگ متعدد گناہ کرتے ہیں جیسا کہ زنا، سرقت (چوری)، لواطت اور راہزنی وغیرہ جن میں حدود اللہ معین و مقرر ہیں۔ اب ایسے گناہ گار کی توبہ سے متعلق دو صورتیں ہیں۔

اولاً:..... اگر اسلامی حکومت کا قیام ہو اور اُس تک یہ خبر پہنچے کہ فلاں شخص نے فلاں قسم کا جرم کیا ہے، تو اُس شخص کو اُس کے جرم کے مطابق سزا دی جائے گی۔ اور اس پر حد قائم کرنا

اس کے اس گناہ کے لیے کفارہ ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:
 ((اَيُّمَا عَبْدٍ اَصَابَ شَيْئًا مِمَّا نَهَى اللّٰهُ ثُمَّ اُفِيْمَ عَلَيْهِ حَدُّهُ غُفِرَ لَهُ
 ذَلِكَ الذَّنْبُ)) ❶

ثانیاً:..... اگر اسلامی حکومت نہ ہو تو ایسی صورت میں وہ شخص اپنے جرم سے توبہ کر لے
 تو اُس کی توبہ منظور ہوگی۔ ان شاء اللہ

5- بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ جو موت کے وقت توبہ کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی توبہ
 قرآنی نص کی رو سے ہرگز قبول نہیں ہوتی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:
 ﴿وَلَيْسَ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ الشَّيْءَ حَتَّىٰ إِذَا خَفَرَ أَحَدُهُمُ
 التُّرَابَ﴾ (النساء: ۱۸)

”اُن لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوتی جو برے کام کرتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ
 جب (اُن میں سے کسی کی) موت سامنے ہوتی ہے۔“

تاریخین کرام! دورِ حاضر میں بنی آدم کی فلاح و کامیابی کے لیے اصلاحِ اعمال کی جس
 قدر سخت ضرورت ہے، وہ محتاجِ بیان نہیں، تاہم ہم اپنا تبلیغی فریضہ ادا کرنے کے لیے بنی آدم
 کی فلاح اور کامیابی کی غرض سے اصلاحِ اعمال کے لیے یہ کتاب بطور ہدیہ پیش کر رہے ہیں
 جو ”گناہ اور توبہ“ کے نام سے موسوم ہے۔ اس کے پہلے حصے میں گناہ اور مرتکبِ گناہ کی سخت
 مذمت بیان کی گئی ہے۔ نیز اس میں گناہ کی تعریف، اس کی اقسام اور اُس کے نقصانات کو بھی
 بیان کیا گیا ہے، علاوہ ازیں اُس کے دوسرے حصے میں ”توبہ“ کا بیان بھی کر دیا گیا ہے۔
 تاکہ عاصی اور گنہگار اپنے گناہوں کی معافی کے لیے اپنے رب تعالیٰ کے ہاں رجوع
 کر سکے۔ آخر میں ہم اپنے معاونین خصوصاً حافظ محمد الیاس دانش کے شکر گزار ہیں کہ انہوں

نے ہمارے مسودہ کو میتھہ کی شکل دی۔ جزاء اللہ خیراً۔

پرہنگ اور مارکیٹنگ منجر بھائی محمد رمضان محمدی ہیں، اور وہ یہ کام بڑی خوش اسلوبی سے انجام دے رہے ہیں، جب کہ پرہنگ سے پہلے کا مرحلہ یعنی کمپوزنگ، سیٹنگ میں مختلف فونٹوں کا چناؤ، بھائی عبدالرؤف کے اعلیٰ ذوق کا پتہ دیتا ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذلک۔

فضیلۃ الشیخ عبداللہ ناصر رحمانی رحمۃ اللہ علیہ کے انتہائی شکر گزار ہیں جنہوں نے ہماری اس ادنیٰ سی کاوش پر تقریظ لکھ کر ہمیں حوصلہ بخشا، اور فضیلۃ الشیخ اس اعتبار سے بھی شکریہ کے لائق ہیں کہ وہ ہمارے ادارے کی سرپرستی کر رہے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ شیخ عبداللہ ناصر رحمانی رحمۃ اللہ علیہ جیسی عظیم شخصیت کا سایہ ہمارے سردوں پر تادیر رکھے۔ آمین

اللہ تعالیٰ ہم سب کو برے اعمال کے ارتکاب سے بچنے، اور نیک اعمال کے کرنے کی توفیق بخشے، اور روز قیامت ہمیں اپنی خاص رحمت سے نواز کر جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

وکتبہ

حافظ حامد محمود انصاری

ابو حمزہ عبدالحق صدیقی



پہلا حصہ

باب نمبر 1

گناہ کی تعریف اور اقسام

گناہ کی تعریف:

اللہ اور رسول ﷺ کی نافرمانی اور حکم عدولی کا نام ”گناہ“ ہے، نیز جو بات آدمی کے سینے میں کھلے اور انسان اس پر لوگوں کی اطلاع کو ناپسند سمجھے تو اُسے بھی گناہ سے تعبیر کیا گیا ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((الَا تُنْمَ مَا حَاكَ فِي صَدْرِكَ وَكَرِهْتَ أَنْ يُطْلَعَ عَلَيْهِ النَّاسُ)) •

”گناہ وہ ہے جو تیرے سینے میں کھلے، اور تو ناپسند سمجھے کہ لوگ اُس پر مطلع ہوں۔“

گناہ کی اقسام:

گناہ کی دو قسمیں ہیں:

(۱) کبیرہ (۲) صغیرہ

1۔ گناہ کبیرہ:

گناہ کبیرہ کی تعریف یوں ہے: ”گناہ کبیرہ وہ گناہ ہے جو دنیا میں ”حد“ کا موجب ہو، یا آخرت میں اُس پر سخت وعید آئی ہو، یا اُس کے مرتکب کے ایمان کی نفی یا اُس پر لعنت کی گئی ہو، یا اُس گناہ پر سخت غصے کا اظہار کیا گیا ہو۔“ •

مذکورہ تعریف کی وضاحت:

ہم مذکورہ تعریف کو قرآنی آیات اور احادیث صحیحہ سے واضح کرتے ہیں۔

① صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، رقم: ۶۵۱۶۔

② تفسیر السعدی اردو ترجمہ شدہ: ۵۰۸/۱۔

1: وہ گناہ جو دنیا میں ”حد“ کا موجب ہو، جیسے چوری کرنا کبیرہ گناہ ہے، اور اس کی حد کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جِزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾ (المائدة: ۳۸)

”چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت کے ہاتھ کاٹ دیا کرو، یہ اُن کے کیے کا بدلہ اور اللہ کی طرف سے عذاب کے طور پر ہے، اور اللہ قوت و حکمت والا ہے۔“

2: یا آخرت میں اُس پر سخت وعید آئی ہو، جیسے چھپ کر کسی کی بات سننا، یہ بھی کبیرہ گناہ ہے، اور ایسے شخص کے بارے میں رسول کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((وَمَنِ اسْتَمَعَ إِلَى حَدِيثِ قَوْمٍ وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ أَوْ يَفْرُونُ مِنْهُ صُبَّ فِي أُذُنِهِ إِلَّا نَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) ❶

”جو شخص کسی قوم کی بات سننے کے لیے کان لگائے، حالانکہ وہ اُس کے سننے کو برا جانتے ہوں، یا اُس سے بھاگتے ہوں تو قیامت کے روز اُس کے کان میں سیسر ڈالا جائے گا۔“

3: یا کبیرہ گناہ کے مرتکب کے ایمان کی نفی ہو، جیسے امانت میں خیانت کرنا۔ یہ بھی کبیرہ گناہ ہے، اور اس بارے میں رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا أَمَانَةَ لَهُ)) ❷

”جس شخص میں امانت نہیں، اس کا ایمان نہیں۔“

اگرچہ یہاں نفی سے مقصود ”نفی کمال“ ہے، لیکن اس کے کبیرہ گناہ ہونے میں کسی کو

❶ صحیح بخاری، کتاب التعبير، رقم: ۷۰۴۲.

❷ مسند احمد: ۱۳۰/۳، رقم: ۲۳۸۳. شیخ ابن کثیر نے اسے ”حسن الاسناد“ کہا ہے۔

اختلاف نہیں۔

4: یا اُس پر لعنت کی گئی ہو، جیسے اپنے نفس پر یا کسی دوسرے پر ظلم کرنا، یہ بھی کبیرہ گناہ ہے، اور اللہ تعالیٰ ایسے شخص کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ﴾ (ہود: ۱۸)

”آگاہ رہیے کہ ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔“

5: یا اُس گناہ پر سخت غضب و غمے کا اظہار کیا گیا ہو۔ جیسا کہ ارشاد الہی ہے:

﴿كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِي﴾

وَمَنْ يُحِلَّ عَلَيْهِ غَضَبِي﴾ (طہ: ۸۱)

”ہم نے تمہیں جو عمدہ چیزیں روزی کے طور پر عطا کی ہیں، انہیں کھاؤ، اور اس

بارے میں حد سے تجاوز نہ کرو، ورنہ تم پر میرا غضب نازل ہوگا۔“

قول و فعل میں تضاد کا ہونا، یہ بھی کبیرہ گناہ ہے، اور اللہ تعالیٰ کا اس بارے میں ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَلِمْتُمْ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ﴾ (۲-۳)

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَلِمْتُمْ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ﴾ (الصف: ۲-۳)

”اے ایمان والو! تم ایسی بات کیوں کہتے ہو جس پر خود عمل نہیں کرتے۔ یہ بات

اللہ کو بہت ہی زیادہ ناپسند ہے کہ تم وہ بات کہو جس پر خود عمل نہیں کرتے۔“

2۔ گناہ صغیرہ:

گناہ صغیرہ، وہ گناہ ہیں جو نیک اعمال کرنے کی وجہ سے مٹا دیئے جاتے ہیں، یا دوسرے لفظوں میں یوں سمجھ لیجیے کہ جن گناہوں کا کفارہ نیکیاں بن جاتی ہیں، اور جن گناہوں کا کفارہ نیکیاں نہیں بنیں، وہ کبیرہ ہیں، اور صغیرہ گناہوں پر اصرار سے صغیرہ گناہ بھی کبیرہ بن جاتے ہیں۔

یہاں یہ سمجھ لینا چاہیے کہ بڑے اور چھوٹے گناہ میں اصولی فرق کیا ہے؟ قرآن و

سنت میں غور کرنے سے چند چیزیں سامنے آتی ہیں جو کسی فعل کو بڑا گناہ بناتی ہیں، ہم انہیں ذیل کی سطور میں نقل کر رہے ہیں۔

1۔ کسی کی حق تلفی، خواہ وہ ذاتِ باری تعالیٰ ہو جس کا حق تلف کیا گیا ہے، یا والدین ہوں، یا دوسرے انسان، پھر جس کا حق جتنا زیادہ ہے، اُسی قدر اُس کے حق کو تلف کرنا زیادہ بڑا گناہ ہے۔ اسی بنا پر گناہ کو ”ظلم“ بھی کہا جاتا ہے، اور اسی بنا پر شرک کو قرآن میں ”ظلم عظیم“ بھی کہا گیا ہے۔

2۔ اللہ تعالیٰ سے بے خوفی جس کی بنا پر ایک آدمی اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی کی پروا نہ کرے، اور طغیانی و نافرمانی کے ارادہ سے جان بوجھ کر وہ کام کرے، جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے، اور عدا اُن کاموں کو نہ کرے جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔ یہ نافرمانی جس قدر زیادہ ڈھٹائی اور جسارت کی کیفیت اپنے اندر لیے ہوئے ہوگی، اُسی قدر گناہ بھی شدید ہوگا۔

اس معنی کے لحاظ سے گناہ کے لیے ”فسق“ اور ”معصیت“ کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔



باب نمبر 2

گناہوں کے اسباب،

علامات اور نقصانات

قارئین کرام! ہم گناہوں کے اسباب، علامات اور نقصانات امام ابن قیم رحمہ اللہ کی تالیف لطیف ”الجواب الکافی“ سے ملخصاً کچھ تبدیلی کے ساتھ نقل کر رہے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے:

”یہ بات یقینی ہے کہ گناہ انسان کے حق میں انتہائی خطرناک اور مضر ہے۔ نیز اس میں بھی کوئی شک و شبہ نہیں کہ ہر گناہ انسان کے دل میں اسی طرح سرایت کرتا ہے، جس طرح کہ انسانی جسم میں خون سرایت کرتا ہے۔ اور دوسری بات یہ کہ ہر جس درجے کا ہوتا ہے اس کا اثر بھی اُسی درجے کا ہوا کرتا ہے۔ کیا دنیا اور آخرت کی کوئی مصیبت، کوئی خرابی اور کوئی بربادی ایسی ہے، جس کا اصل سبب گناہ نہ ہو؟ سیدنا آدم و حواہ علیہ السلام کا جنت سے خروج کا سبب کیا بنا؟ اور وہ کون سی چیز تھی جس نے انہیں جنت کی نعمتوں اور اس کی لذتوں سے محروم کر کے ایک ایسے گھر میں، جو مستقل مصائب و مشاغل کی آماجگاہ ہے، پہنچایا؟“

گناہ اور اقوامِ عالم کی تباہی:

نیز ایسی کون سی چیز ہے جس نے کرہ ارضی پہ رہنے والوں کو طوفان کے پانی سے غرق کر دیا، جس نے پہاڑوں کی چوٹیوں پر رہنے والوں کو بھی معاف نہ کیا؟ وہ کون سی چیز ہے، جس نے قومِ عاد پر ”بادِ صرصر (بخ بستہ ہوا)“ مسلط کر دی؟ جس

سے لوگ موت کا شکار ہو گئے، اور ان کے بچے ایسے پڑے رہ گئے، جیسے بھجوروں کے کھوکھلے تنے زمین پر گرے پڑے ہوں۔

اور وہ کون سی چیز ہے جس نے قوم ثمود پر بادلوں کی گرج بھیجی کہ جس کی آواز سے اُن کے دل اور پیٹ شق ہو کر رہ گئے، اور سب کے سب مر گئے۔

وہ کون سی چیز تھی جس نے سیدنا لوط علیہ السلام کی قوم کی بستیوں کو آسمان کے قریب تک پہنچا دیا، پھر اُن بستیوں کو اس طرح پلٹ دیا کہ اوپر کی جانب کو نیچے اور نیچے کی جانب کو اوپر کر دیا، اور انہیں ایسی سزا دی گئی جو دنیا میں کسی دوسری قوم کو نہ دی گئی تھی۔ کیا اس قسم کا عذاب اہل ظلم سے دور رہ سکتا ہے؟

نیز امام ابن قیم رحمہ اللہ گناہ کی مذمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”ایسی کون سی چیز تھی جس نے بنی اسرائیل پر جابر اور ظالم لوگوں کو بھیج کر انہیں تباہ و برباد کروا دیا؟ اور اُن کے گھر، ساز و سامان اور اسباب سب غصب کر لیے گئے، اور اس قوم کو ایک بھیا تک حالت سے دو چار ہونا پڑا، اور وہ یہ کہ اس قوم کے مرد قتل کر دیئے گئے، بچے اور عورتیں قید کر لی گئیں، شہروں کے شہر جلا کر خاکستر کر دیئے گئے اور مال و دولت سب کچھ غارت گری کی نذر ہو گئے۔ آخر وہ کون سی چیز تھی جس نے اس قوم کو مختلف قسم کے عذابوں اور سزاؤں میں مبتلا کیا؟ کبھی اسیری کی صورت میں، تو کبھی قتل و غارت کی صورت میں، اور کبھی جابر اور ظالم لوگوں کی صورت میں، چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ مَنْ يَسُومُهُمْ سُوءَ الْعَذَابِ﴾

(الاعراف: ۱۶۷)

”وہ (اللہ) قیامت تک اُن پر ایسے شخص کو ضرور مسلط کرتا رہے گا جو انہیں سخت عذاب دیا کرے گا۔“

گناہ کی مذمت میں رسول اللہ ﷺ کے چند ارشادات گرامی:
(۱) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ اَوْ خَمْسٍ خِصَالٍ إِذَا ابْتَلَيْتُمْ بِهِنَّ،
وَأَعُوذُ بِاللّٰهِ أَنْ تُذَرِكُوهُنَّ: مَا ظَهَرَتْ الْفَاحِشَةُ فِي قَوْمٍ حَتَّى
أَعْلَنُوا بِهَا، إِلَّا ابْتَلَوْا بِالطَّوْاعِينَ وَالْأَوْجَاعِ الَّتِي لَمْ تَكُنْ فِي
أَسْلَافِهِمُ الَّذِينَ مَضَوْا، وَلَا نَقَصَ قَوْمُ الْمَكِّيَّالِ إِلَّا ابْتَلَوْا
بِالسَّيِّئِينَ وَشِدَّةِ الْمَوْتِ وَجَوْرِ السُّلْطَانِ، وَمَا مَعَ قَوْمٍ زَكَاةُ
أَمْوَالِهِمْ، إِلَّا مُنِعَ الْمَطَرُ مِنَ السَّمَاءِ، وَلَوْ لَا الْبَهَائِمُ لَمْ
يُمْطَرُوا، وَلَا خَضَرَ قَوْمٌ الْعَهْدَ إِلَّا سَلَّطَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ
غَيْرِهِمْ، فَآخَذُوا بَعْضَ مَا فِي أَيْدِيهِمْ، وَمَا لَمْ تَحْكَمْ أَمَّتُهُمْ
بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ، إِلَّا جَعَلَ اللَّهُ بَأْسَهُمْ بَيْنَهُمْ)) ❶

”اے مہاجرین کی جماعت! پانچ خصلتوں سے (بچنے کے لیے) میں تمہارے
حق میں اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہوں۔ (۱) جس قوم میں فحاشی پھیل جائے اور
اس کا ارتکاب اعلانیہ طور پر ہو، تو اللہ تعالیٰ اُن میں طاعون اور ایسی دوسری
بیماریاں بھیج دیتا ہے جو اُن کے اسلاف میں نہیں پائی جاتی تھیں۔ (۲) جو لوگ
پیشکش اور تول میں کمی کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں قحط سالی اور معاشی پریشانی
میں مبتلا کر دیتا ہے اور خالم بادشاہ اُن پر مسلط کر دیتا ہے۔ (۳) جو لوگ اپنے
اموال کی زکوٰۃ دینا بند کر دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش برسانا روک
دیتا ہے اور اگر چوپائے نہ ہوتے تو اُن کے لیے بارش کبھی بھی نہ برسی۔

(۴) جو لوگ خلاف عہد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن پر باہر سے (کوئی) دشمن مسلط کر دیتا ہے جو اُن کی مملوکہ چیزوں میں سے بعض چیزوں کو چھین لیتا ہے۔ (۵) ایسے لوگوں کے ائمہ دین الہی اور کتاب الہی پر عمل پیرا ہونا ترک کر دیتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ اُن کے درمیان نزاع پیدا کر دیتا ہے۔“

(2) غیبت کرنے والوں کی مذمت کرتے ہوئے رسول مکرم ﷺ نے فرمایا:
 ((لَمَّا عُرِجَ بَنِي مَرْزُتُ يَقُومُ لَهُمْ أَظْفَارٌ مِنْ نُحَاسٍ يَخْمُشُونَ
 وَجُوهَهُمْ وَصُدُورَهُمْ فَقُلْتُ: مَنْ هَؤُلَاءِ يَا جَبْرِيلُ؟ قَالَ:
 هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ لُحُومَ النَّاسِ وَيَقْعُونَ فِي أَعْرَاضِهِمْ)) ❶
 ”جب مجھے معراج کرائی گئی تو مجھے ایسے لوگوں پر سے گزرا گیا، جن کے ناخن
 تانے کے تھے اور وہ اُن سے اپنے منہ اور سینوں کو نوچ رہے تھے۔ چنانچہ میں
 نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے کہا: یہ وہ لوگ
 ہیں جو انسانوں کا گوشت کھایا کرتے تھے یعنی غیبت کرتے اور ان کی آبرو
 ریزی کرتے تھے۔“

معلوم ہوا کہ غیبت کرنا بھی بہت بڑا گناہ ہے جو انسان کو واصل جہنم کر دیتا ہے۔

گناہوں کے اسباب:

وہ اسباب و وجوہ جن کی وجہ سے انسان گناہوں کی دلدل میں پھنس جاتا ہے، اور اُسی
 دلدل میں پھنسے ہوئے آخر کار ہمیشہ کے لیے تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ ہم ذیل کی سطور میں ان
 اسباب کو نقل کر رہے ہیں۔ عام طور پر گناہ کے تین سبب ہیں:

(۱) عورت (۲) مال و دولت (۳) ملکیت زمین

❶ سنن ابی داؤد، کتاب الادب، رقم: ۴۸۷۸۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

پہلا سبب، عورت:

انسان کے گناہ کرنے میں ”عورت“ ایک بنیادی سبب ہے، وہ اس طرح کہ آدمی اپنی پسند کی عورت کو حاصل کرنے کے لیے بڑے بڑے سنگین جرائم کا ارتکاب کرتا ہے، یہاں تک کہ بعض اوقات بات اس حد تک پہنچ جاتی ہے کہ وہ کسی آدمی کو موت کے گھاٹ اتار دیتا ہے۔ اس کے علاوہ اخلاقی مرض تو بنیادی چیز ہے، چنانچہ فتنہ عورت سے متعلق نشان دہی کرتے ہوئے نبی مکرم جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”میں دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد اپنی امت کے مردوں کے لیے سب سے مضرت عورتوں کا فتنہ دیکھ رہا ہوں۔“^①

بہر حال عورت کو حاصل کرنے کے لیے ہر قسم کے جائز اور ناجائز، اخلاقی اور غیر اخلاقی اسباب و ذرائع اختیار کیے جاتے ہیں، قصہ مختصر کہ کسی نہ کسی طرح عورت کو اپنا مقصد حیات بنالیا جاتا ہے، اور اس مقصد کے حصول کے لیے اپنا تن، من اور دھن قربان کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ایسے لوگوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوَىٰ ، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَىٰ دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوْ إِلَىٰ امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَىٰ مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ .))^②

”(تمام) اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے، اور ہر عمل کا نتیجہ ہر انسان کو اُس کی نیت کے مطابق ملے گا۔ پس جس کی ہجرت دولت اور دنیا حاصل کرنے کے لیے ہو یا کسی عورت سے شادی کی غرض سے ہو۔ اُس کی ہجرت انہی چیزوں کے لیے ہوگی جن کے حصول کی نیت سے اُس نے ہجرت کی ہے۔“

① صحیح مسلم، کتاب الرقاق، رقم: ۶۹۴۵۔

② صحیح بخاری، کتاب بدء الوحی، رقم: ۱۔

دوسرا سبب، مال و دولت:

انسان کے گناہ کرنے کا دوسرا سبب ”مال و دولت“ ہے، وہ اس طرح کہ انسان زیادہ مال دار بننے کی غرض سے ہر وہ ذریعہ اپناتا ہے کہ جس سے وہ دولت کی دیوی کو اپنے قابو میں لاسکے۔ اُس کے لیے چاہے تو اُسے کسی کا خون کرنا پڑے، کسی کو نقصان و ضرر پہنچانا پڑے، کسی کا حق غصب کرنا پڑے، کسی پر ظلم و تشدد ڈھانا پڑے، چوری کرنا پڑے، ڈاکہ ڈالنا پڑے یا اور کوئی صورت اختیار کرنا پڑے۔

الغرض وہ ایک دم مالدار اور سرمایہ دار بننے کے لیے ہر وہ گناہ کرنے کو تیار ہوتا ہے جو اُس کے قوت بازو میں ہو۔

تیسرا سبب، ملکیت زمین:

انسان کے گناہ کرنے کا تیسرا سبب ”ملکیت زمین“ ہے۔ انسان ہمیشہ اس حرص میں مبتلا رہتا ہے کہ زمین زیادہ سے زیادہ اُس کی ملکیت میں ہو، ساتھ میں اُسے یہ حرص بھی رہتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ زمین کے ٹکڑے پر اس کی حاکمیت قائم ہو، اور اس کی ملکیت میں دوسرا کوئی شریک نہ ہو، نیز وہ چاہتا ہے کہ اگر وہ ایک ایکڑ زمین کا مالک ہے تو ایک سو ایکڑ زمین کا مالک بن جائے، اور اگر ایک سو ایکڑ زمین کا مالک ہے تو ایک ہزار ایکڑ زمین کا مالک بن جائے، تاکہ وہ خوب موجِ مستی، عیش و آسائش اور ٹھاٹھ کے ساتھ زندگی گزارے۔

اگر گناہ کے ان اسباب کو مختصر لفظوں میں بیان کیا جائے، تو اُس کے لیے وہ واقعہ انتہائی مفید ہوگا جو کفارِ مکہ اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان پیش آیا اور وہ یہ ہے کہ:

”کفارِ مکہ نے نبی مکرم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو لالچ دیا کہ اگر وہ مال و دولت کے خواہش مند ہیں تو ہم ساری کی ساری دولت آپ کے قدموں میں لا کر رکھ دیتے ہیں۔ اور اگر وہ کسی حسین و جمیل عورت کے متمنی ہیں تو جس عورت کی طرف آپ اشارہ کریں گے ہم اسے آپ کے نکاح میں دینے کے لیے تیار

ہیں۔ اور اگر سرزمین مکہ کی بادشاہت کے خواہش مند ہیں تو ہم آپ کو اپنا بادشاہ تسلیم کرنے کے لیے تیار ہیں، لیکن ایک شرط پر، وہ یہ کہ آپ ہمارے معبودوں کو کچھ نہ کہیں، نہ اُن کو جھٹلائیں اور نہ یہ کہیں کہ وہ کچھ کرنے سے عاجز ہیں، لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے کفار مکہ! سن لو! اگر تم میرے دائیں ہاتھ پر چاند اور بائیں ہاتھ پر سورج لا کر رکھ دو تو پھر بھی میں اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کرنے سے نہیں رکوں گا۔ یہ تمہاری خام خیالی ہے کہ تم مجھے ایسا لالچ دے کر توحید کی آواز بلند کرنے سے روک دو گے۔“

لہذا رسول اللہ ﷺ کا اعلان حق تھا کہ میں برائیوں کے خلاف آخر دم تک لڑتا رہوں گا، خواہ نتائج کچھ بھی ہوں۔

ارشادِ ربانی سے گناہ کے چند اسباب:

گناہ کے دیگر چند بنیادی اسباب کی نشان دہی کرنے کے لیے اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ملاحظہ فرمائیں:

﴿رَبِّينَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنْطَرَةِ
مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْخَرْبِ ذَلِكَ
مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۗ وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ النَّهَايِ ۝۱۵﴾

(آل عمران: ۱۵)

”لوگوں کے لیے خواہشات کی محبت خوبصورت بنا دی گئی ہے، یعنی عورتوں کی محبت، بیٹوں کی محبت، سونے اور چاندی کے جمع کیے ہوئے خزانوں کی محبت، نشان زدہ گھوڑوں، چوپایوں اور کھیتی کی محبت۔ یہ ساری چیزیں دنیاوی زندگی کا سامان ہیں، اور اچھا ٹھکانہ تو اللہ ہی کے پاس ہے۔“

اس آیت مبارکہ میں ایسی نعمتوں کا بیان ہوا ہے، جن کے حصول کے لیے انسان اپنے

خالق و مالک کو بھول کر گناہوں کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے، اور وہ درج ذیل ہیں:

(۱) عورتیں۔

(۲) اولادِ نرینہ۔ یعنی بیٹے۔

(۳) سونے اور چاندی کے جمع کردہ خزانے، بینک بیلنس وغیرہ۔

(۴) نشان دار گھوڑے اور عالی شان گاڑیاں۔

(۵) مال مویشی۔

(۶) کھیتی باڑی۔

گناہوں کی علامات

دولت کی کثرت گناہوں کی ایک علامت:

نافرمان آدمی کے پاس دولت کی کثرت، گناہوں کی ایک علامت ہے۔ چنانچہ سیدنا

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا رَأَيْتَ اللَّهَ يُعْطِي الْعَبْدَ مِنَ الدُّنْيَا عَلَى مَعَاصِيهِ مَا يُحِبُّ فَإِنَّمَا هُوَ اسْتِزْجَاجٌ، ثُمَّ تَلَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ﴿ فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِم أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ط حَتَّى إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا أَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً فَإِذَا هُمْ مُبْلِسُونَ ۝ ﴾ (الانعام: ۴۴))) ❶

”جب تم دیکھو کہ اللہ رب العزت کسی بندے کو اُس کے گناہوں کے باوجود، اُس کی تمنا کے مطابق دنیاوی نعمتوں سے مالا مال کر رہا ہے تو سمجھ لینا کہ یہ اللہ رب العزت کی جانب سے مہلت ہے۔ پھر اللہ کے رسول ﷺ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: ”پھر جب انھوں نے اُس چیز کو بھلا دیا جس کے ذریعہ

”انہیں اللہ کی یاد دلائی گئی تھی، تو ہم نے اُن پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے، یہاں تک جب وہ اُن چیزوں پر جو انہیں دی گئیں تھیں، خوب خوش ہونے لگے تو ہم نے انہیں اچانک پکڑ لیا، پھر حسرت و یاس اُن کی قسمت بن گئی۔“

بعض سلف صالحین رحمہم اللہ کا کہنا ہے: ”جب تو مشاہدہ کرے کہ اللہ تعالیٰ تجھ پر مسلسل اپنی نعمتیں نازل کر رہا ہے، اور تو اُس کی نافرمانی پر قائم ہے تو پھر تم ہو شیار ہو جاؤ، کیونکہ یہی اُس کی طرف سے مہلت ہے، جس کے ذریعہ وہ تمہیں ڈھیل دے رہا ہے۔“

مزید برآں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَوْلَا أَنْ يَكُونَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً جَعَلْنَا لِمَنْ يَكْفُرُ بِالرَّحْمَنِ لِيُذِيبَهُمْ سُفْهًا مِّنْ فِضَّةٍ وَمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُونَ﴾ ۳۲ ﴿وَلِيُذِيبَهُمْ آبُوتًا وَ سُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّبِعُونَ﴾ ۳۳ ﴿وَرُحُرُقًا﴾ ۳۴ ﴿وَإِنْ كُلُّ ذَلِك لَمَّا مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِينَ﴾ ۳۵ ﴿ (الزحرف: ۳۲-۳۵)

”اور اگر ایسا نہ ہوتا کہ سارے لوگ ایک ہی جماعت ہو جائیں گے، تو ہم رحمن کا انکار کرنے والوں کے گھروں کی چھتیں چاندی کی بنا دیتے اور سیڑھیاں بھی، جن کے ذریعہ وہ بالا خانوں پر چڑھتے، اور اُن کے گھروں کے دروازے بھی، اور تخت بھی جن پر وہ ٹیک لگاتے اور سونے کے بنے دیگر اسباب زینت دیتے، اور یہ تمام چیزیں محض دنیاوی زندگی کا فائدہ ہیں، اور آخرت کی نعمتیں، آپ کے رب کے پاس صرف اُس سے ڈرنے والوں کے لیے ہیں۔“

ایک اور مقام پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُن لوگوں کا رد فرمایا ہے جو یہ گمان کرتے ہیں کہ دنیاوی نعمتیں انہیں اُن کی اپنی محنت اور عزت و توقیر کی وجہ سے میسر ہو رہی ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿إِنْ رَبُّكَ لَبِالْأَعْيُنِ صَادِقٌ﴾ ۳۶ ﴿فَأَمَّا الْإِنْسَانُ إِذَا مَا ابْتَلَاهُ رَبُّهُ فَأَكْرَمَهُ﴾

وَنَعْمَهُۥٓ فَيَقُولُ رَبِّيَ اَكْرَمَنِي ۝ وَاَمَّا اِذَا مَا ابْتَلٰهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُۥ
فَيَقُولُ رَبِّيَ اَهَاكُنِ ۝ (الفجر: ۱۴-۱۶)

”بے شک آپ کا رب گھات میں ہے، لیکن انسان کو جب اس کا رب آزماتا ہے، پس اُسے عزت دیتا ہے اور اُسے نعمت سے نوازتا ہے، تو (وہ) کہتا ہے کہ میرے رب نے میرا اکرام کیا ہے۔ اور جب اُس کو آزماتا ہے تو اُس کی روزی نگ کر دیتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میرے رب نے مجھے ذلیل و رسوا کر دیا۔“

معلوم ہوا کہ آزمائش و ابتلا دو طرح سے ہو سکتی ہے:

اول: نعمتوں کی کثرت کے ساتھ

دوم: رزق کی تنگی کے ساتھ

لیکن یہ ضروری نہیں کہ جس شخص کے رزق میں کثرت و فراخی عطا کر دی گئی ہو، وہ کوئی اونچی شخصیت تھی، اُس سے کوئی حساب و کتاب نہیں لیا جائے گا، اور جس کے لیے رزق کے دروازے بند کر دیئے گئے ہوں اور رزق تنگ کر دیا گیا ہو، اُس کی تذلیل ہوگی، بلکہ جس شخص کو زیادہ نعمتوں سے نوازا گیا، وہ نعمتوں کی کثرت اور رزق کی فراخی کے ساتھ آزمائش میں مبتلا کر دیا گیا، اور جس پر رزق کے دروازے بند کر دیئے گئے اُس سے رزق کی کمی کے سبب شاید بخش دیا جائے۔

قارون کو اللہ تعالیٰ نے بہت بڑا مال دار بنایا تھا، اور یہی اس کے کفر و طغیانی کا سبب تھا، اور کبر کی انتہا کو پہنچ چکا تھا، اور کہتا تھا کہ میں نے یہ دولت اپنے زور بازو سے حاصل کی ہے۔ کہتے ہیں کہ اس نے اظہار کبر کے لیے غیروں کے مقابلے میں کپڑا ایک بالشت لبا بنا لیا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے اس کی اس کافرانہ بات کا یہ جواب دیا کہ اگر طاقت اور مال اللہ کے نزدیک فضیلت کا سبب ہوتا تو گزشتہ زمانوں میں بہت سی قوموں کو اللہ ہلاک نہ کر دیتا، جو

قارون سے زیادہ طاقتور اور اس سے زیادہ مال دار تھیں، کثرتِ معاصی اور کثرتِ جرائم کے سبب جب کسی قوم کے ہلاک کیے جانے کا فیصلہ ہو جاتا ہے تو انہیں مہلت نہیں دی جاتی ہے، اور ان سے پوچھا نہیں جاتا ہے کہ انہوں نے وہ گناہ کیوں کیے تھے، اور ان کے پاس کیا عذر ہے؟ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ عِنْدِي ۖ أَوَلَمْ يَعْلَم أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَهْلَكَ
مِنْ قَبْلِهِ مِنَ الْقُرُونِ مَنْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَ أَكْثَرُ جَعَلًا وَلَا يُسْئَلُ
عَنْ دُنُؤِهِمْ ۖ الْمَجْرُمُونَ ﴿٧٨﴾﴾ (القصص: ۷۸)

”اس (قارون) نے کہا، یہ مال و جائیداد مجھے اپنے علم و صلاحیت کے ذریعہ ملی ہے۔ کیا اسے یہ بات معلوم نہیں تھی کہ اللہ نے اس سے پہلے بہت سی ایسی قوموں کو ہلاک کر دیا جو اس سے زیادہ طاقتور اور زیادہ مال و جائیداد والی تھیں، اور مجرموں سے ان کے گناہوں کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا۔“

مال و زر، مدح و ثنا اور ستر پوشی میں گناہوں کی علامت:

سلف صالحین رحمہم اللہ کا کہنا ہے: ”بعض اوقات نعمت الہیہ سے مالا مال آدمی کو (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) مہلت دی جا رہی ہوتی ہے، مگر وہ اس بات سے (بالکل) بے خبر ہوتا ہے، ٹھیک اسی طرح بعض اوقات آدمی کو لوگوں کی طرف سے مدح و ثنا کے ساتھ فتنہ میں مبتلا کیا جا رہا ہوتا ہے، لیکن اُسے اس بات کا احساس و ادراک تک نہیں ہوتا۔“

علاوہ ازیں بعض اوقات اللہ کی جانب سے اُس آدمی کو ستر پوشی کے ساتھ فریب اور دھوکے میں رکھا جا رہا ہوتا ہے، لیکن اُسے اس بات کا علم تک نہیں ہوتا۔

معلوم ہوا کہ ایسے حساس مواقع پر اللہ کے بندے کو چاہیے کہ کثرت سے استغفار کرے اور ساتھ ساتھ نیک کاموں میں کثادۂ دلی سے خرچ کرے۔

آخر زمانہ میں خطا کار لوگوں کی علامات:

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جناب رسول کریم ﷺ نے فرمایا:
 ”جب قیامت قریب ہوگی تو اُس وقت نیک اور صالح لوگوں کی قدر نہیں کی جائے گی، بلکہ شرارتی قسم کے لوگوں کی تعظیم ہوگی۔ باتیں زیادہ کی جائیں گی، مگر عمل کم ہوگا، اور لوگ کتاب اللہ کو چھوڑ کر کثرت سے ناول پڑھیں گے، اُن میں کوئی اُن سے نفرت کرنے والا نہ ہوگا۔“ ❶

کفار سے دوستی کرنا بھی خطا کاروں کی ایک علامت:

کفار سے دوستی و مصاحبت کرنا گناہگار لوگوں کی علامت ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:
 ﴿تَوٰى كَثِيرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ أَنفُسُهُمْ أَنْ سَخِطَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خَالِدُونَ﴾ (٨٠)

(المائدة: ٨٠)

”آپ ان میں سے بہت سوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ اہل کفر کو اپنا دوست بناتے ہیں، انہوں نے اپنے لیے جو کچھ آگے بھیج رکھا ہے وہ بہت برا ہے، اللہ اُن سے ناراض ہوا، اور وہ ہمیشہ کے لیے عذاب میں رہیں گے۔“

نیز ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فِئَتَهُ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ﴾ (المائدة: ٥١)

”اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست مت بناؤ، وہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں، اور تم میں سے جو کوئی انہیں اپنا دوست بنائے گا، وہ بے

❶ مستدرک حاکم: ۵۰۲/۴۔ امام حاکم، اور امام ذہبی نے اس کو ”صحیح“ کہا ہے۔

شک انہی میں سے ہو جائے گا۔ بے شک اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا ہے۔“
جہاں تک حقوق کی بات ہے وہ کفار تو کیا، اسلام جانوروں کو بھی دیتا ہے۔ حقوق و
فرائض کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو ہماری مرتب کردہ کتاب ”اسلام کا نظام حقوق و فرائض“۔
انسان کے دل پر گناہ کی ایک علامت:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
(إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا أَخْطَأَ خَطِيئَةً نُبِكَتْ فِي قَلْبِهِ نُكْتَةٌ سَوْدَاءٌ، فَإِذَا
هُوَ نَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ وَتَابَ صُقِلَ قَلْبُهُ وَإِنْ عَادَ زِيدَ فِيهَا حَتَّى تَعْلُوَ
عَلَى قَلْبِهِ، وَهُوَ الرَّأُّ الَّذِي ذَكَرَ اللَّهُ: ﴿كَلَّا بَلْ عَسَىٰ رَأَىٰ عَلَىٰ
قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝﴾ (المطففين: ۱۴)) ❶

”یقیناً مومن آدمی جب کسی گناہ کا ارتکاب کرتا ہے تو اُس کے دل پر ایک سیاہ
نشان پڑ جاتا ہے، اگر وہ آدمی توبہ و استغفار کر لے تو اُس کا دل صاف ہو جاتا
ہے اور اگر گناہ کثرت سے کرتا چلا جائے تو یہ سیاہ نشان (بھی) بڑھتا چلا جاتا
ہے، حتیٰ کہ اُس آدمی کے دل پر وہ غالب آ جاتا ہے۔

پس یہی وہ زنگ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ذکر کیا ہے: [ہرگز نہیں،
بلکہ اُن کی بد اعمالیوں کی سیاہی اُن کے دلوں پر چڑھ گئی ہے۔]

بعض سلف صالحین کا کہنا ہے: ”گناہ کفر تک ٹھیک اُسی طرح پہنچا دیتے ہیں، جس طرح
بوس و کنار سے ہم آغوش ہونے کی، گانا سننے سے زنا کی، نظر سے عشق کی اور کسی مرض سے
موت کی ڈاک آتی ہے۔“



❶ مسند احمد: ۲۹۷/۳۔ سنن ترمذی، ابواب التفسیر، رقم: ۳۳۲۴۔ صحیح الجامع الصغیر،
رقم: ۱۶۷۰۔

گناہوں کے نقصانات

گناہ انسان کے لیے انتہائی مضر اور خطرناک ہے، بلکہ انسان کی تباہی و بربادی کا سب سے بڑا اور قریبی راستہ ہے، لہذا جو شخص گناہ اور نافرمانی کا ارتکاب کرتا ہے، اُسے معاشرتی، معاشی، عملی اور سماجی نقصانات سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ ان نقصانات کی فہرست تو خاصی طویل ہے، لیکن ہم یہاں سہولت کے لیے کچھ نقصانات درج کیے دیتے ہیں۔ (ان شاء اللہ)

(1) گناہ پر اصرار کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے محبت میں کمی:

گناہوں کے ارتکاب سے انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلالت اور مودت و محبت کم ہو جاتی ہے، اور جس طرح ایک انسان کے دل میں عظمت الہی اور محبت الہی ہونی چاہیے تھی وہ بالکل ختم ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اگر دل میں اللہ تعالیٰ کی ہیبت ہوتی تو وہ کبھی بھی نافرمانی کی جرأت نہ کرتا۔ لہذا جو لوگ گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں، وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ اور اُس کے اوامر و نواہی کی کوئی عظمت و توقیر نہیں کرتے، اور جو لوگ اللہ کے اوامر و نواہی کی قدر و توقیر نہیں کرتے، وہ اللہ تعالیٰ کی تعظیم نہیں کر سکتے۔

حقیقت یہ ہے کہ انسان کے دل میں جس قدر اللہ تعالیٰ کے لیے محبت ہوگی، اُسی قدر وہ اُس کی اطاعت کر لے گا، جس قدر اُس کے دل میں خوف الہی ہوگا، اُسی قدر وہ اُس سے ڈرے گا۔ اور جو لوگ اللہ کو بھلا دیتے ہیں، اُسی طرح اللہ تعالیٰ اُنہیں بھلا دیتا ہے۔ اور جو لوگ دین الہی کو رسوا کرتے ہیں، اُسی طرح اللہ تعالیٰ اُنہیں رسوا کر دیتا ہے، اور جسے اللہ رسوا کر دے، اُسے کوئی عزت نہیں بخش سکتا۔ جیسا کہ ارشاد الہی ہے:

﴿وَمَنْ يُهِنِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ مُكْرِمٍ﴾ (الحج: ۱۸)

”اور جسے اللہ رسوا کر دے اُسے کوئی عزت نہیں دے سکتا۔“

جب لوگ اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہونے سے جی چرائیں، اور اس سجدہ کے حکم کی بے قدری کا مظاہرہ کریں، تو ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ ذلیل کر کے رکھ دیتے ہیں۔

یہ گناہوں کا پہلا اور سب سے بڑا نقصان ہے جو انسان کے دل سے اللہ تعالیٰ کی محبت اور عظمت و توقیر قطعاً ختم کر دیتا ہے۔ اور آخر اُسے ہمیشہ کے لیے ناکام اور نامراد بنا دیتا ہے۔

(2) علم سے محرومی:

گناہوں کے نقصانات میں سے ایک نقصان یہ ہے کہ گنہگار آدمی علم سے محروم ہو جاتا ہے۔ علم ایک روشنی ہے جو انسان کے دل سے ختم ہو جاتی ہے، چنانچہ جب امام شافعی رحمہ اللہ، امام مالک رحمہ اللہ کے ہاں علم حاصل کرنے کی غرض سے حاضر ہوئے، اور ان سے درس لینے لگے، تو ان کی ذہانت و فطانت، اور فہم و ادراک کی فراوانی نے امام مالک رحمہ اللہ کو انتہائی تعجب میں ڈال دیا۔ چنانچہ امام مالک رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ کو نصیحت فرمانے لگے:

((إِنِّي أَرَى اللَّهَ تَعَالَى أَلْفَى عَلَى قَلْبِكَ نُورًا فَلَا تُظْفِئُهُ بِظُلْمَةٍ الْمَوْصِيَّةِ))

”میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے دل کو نور بصیرت عطا کیا ہے، پس تم اُسے معاصی کی ظلمت سے بجھانہ دینا۔“

(3) رزق سے محرومی:

گناہوں کے نقصانات میں سے ایک نقصان یہ بھی ہے کہ انسان بابرکت رزق سے محروم کر دیا جاتا ہے، چنانچہ سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيُحْرَمُ الرِّزْقَ بِالدَّنْبِ يُصِيبُهُ)) ❶

❶ سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، رقم: ۴۰۲۲۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ”حسن“ کہا ہے۔ مسند

”یقیناً گناہ کے سبب آدمی رزق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔“

دراصل رزق کی وسعتیں اس کے وافر مقدار ہونے کی وجہ سے نہیں ہیں، بلکہ وسعت رزق تو یہ ہے کہ اس میں برکت پیدا ہو۔

دوسری بات یہ کہ گناہ اور نافرمانی کے سبب برکاتِ رزق ختم ہو جاتی ہیں، بلکہ سلب ہو جاتی ہیں، وہ اس لیے کہ گناہ اور گنہگار دونوں پر شیطان کا تسلط ہو جاتا ہے اور اس طرح وہ ان پر حکومت قائم کر بیٹھتا ہے۔ اور یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ شیطان کی دوستی جس شخص کو بھی حاصل ہوگی، اُس سے برکت سلب کر لی جائے گی۔

(4) حیاء کا ختم ہو جانا:

گناہوں کے نقصانات میں سے ایک نقصان یہ بھی ہے کہ جو شخص گناہ پر اصرار کرے، اُس کی حیاء ختم ہو جاتی ہے، کیونکہ حیاء ہر قسم کی خیر اور بھلائی کی اصل اور منبع ہے، لہذا جب حیاء ختم ہوگی تو گویا ہر قسم کی خیر اور بھلائی ختم ہوگی۔ چنانچہ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا:

((اَلْحَيَاءُ خَيْرٌ كُلُّهُ)) ❶

”حیاء سارے کی ساری بھلائی ہے۔“

نیز رسولِ کریم ﷺ کا فرمان ہے:

((اِذَا لَمْ تَسْتَخِيْ فَاَصْنَعْ مَا شِئْتَ)) ❷

”جب تو حیا (کرنا) چھوڑ دے تو جو چاہے سو کر گذر۔“

(5) دل میں گھبراہٹ کا پیدا ہونا:

گناہوں کے نقصانات میں سے ایک نقصان یہ بھی ہے کہ خطا کار آدمی کے دل میں

❶ صحیح مسلم، کتاب الايمان، رقم: ۱۵۷۔

❷ سنن ابی داؤد، کتاب الادب، رقم: ۴۷۹۷۔ اس روایت کو علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح کہا ہے۔

اپنی غلطیوں اور سیاہ کاریوں کی بدولت گھبراہٹ سی پیدا ہو جاتی ہے، جو اسے ہر قسم کے آرام و سکون اور لذتوں سے محروم کر دیتی ہے، بلکہ اُسے بے چین و بے قرار بنا دیتی ہے۔ پس اس وحشت و گھبراہٹ سے محفوظ رہنے کے لیے گناہوں کو چھوڑنا انتہائی مفید ہے۔

بعض اہل علم سے کسی نے اپنی قلبی گھبراہٹ کی شکایت کی، تو انھوں نے فرمایا: ”جب تم گناہوں کی وجہ سے قلبی گھبراہٹ میں مبتلا ہوتے ہو تو گناہ ترک کیوں نہیں کر دیتے؟ جب تم گناہ چھوڑ دو گے تو تمہیں اللہ تعالیٰ سے پیار ہو جائے گا۔“

(6) دل و جان میں کمزوری کا آ جانا:

گناہوں کے نقصانات میں سے ایک نقصان یہ بھی ہے کہ گنہگار آدمی کا دل و جان گناہوں کے سبب کمزور پڑ جاتے ہیں۔

جسم کی کمزوری کی حقیقت یہ ہے کہ اہل ایمان کی طاقت و قوت کا انحصار اس کے دل کی طاقت و قوت پر ہوتا ہے۔ جب اہل ایمان کا دل طاقت ور اور قوی ہو، تو ان کا جسم خود بخود طاقت ور اور پختہ ہوگا۔ جبکہ گنہگار آدمی کا حال اس سے بالکل مختلف ہوتا ہے، اگرچہ وہ جسم کے اعتبار سے کتنا ہی طاقت ور اور مضبوط کیوں نہ ہو، لیکن حقیقتاً وہ بزدل اور کمزور ہوتا ہے اور ضرورت کے وقت اُس کی جسمانی قوت بالکل بے کار ثابت ہوتی ہے اور جان کے تحفظ کے موقع پر اس کی تمام تر قوتیں اس سے بے وفائی کر جاتی ہیں۔ جیسا کہ اہل فارس اور اہل روم کے واقعہ سے واضح ہے کہ وہ انتہائی طاقت ور اور مضبوط تھے، لیکن عین تحفظ کے موقع پر اُن کی قوتوں نے ان کے ساتھ کیسی بے وفائی برتی، اور اہل ایمان نے اپنی قوت و ایمانی اور جسم و قلب کی طاقت سے ان پر کس طرح غلبہ حاصل کر لیا۔

(7) برو و بخر اور کائنات میں فساد کا رونما ہونا:

گناہوں کے نقصانات میں سے ایک نقصان یہ بھی ہے کہ خطۂ ارضی پر مختلف قسم کی آفتوں اور مصیبتوں کا نزول ہوتا ہے، جو آدمی کے گناہ اور نافرمانی کے سبب اللہ تعالیٰ زمین

پر بھیجتا ہے۔ پانی، ہوا، زراعت، پھلوں اور آبادیوں پر آفتیں اور مصیبتیں آ جاتی ہیں، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ

بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿٤١﴾﴾ (الروم: ٤١)

”خسکی اور تری میں فساد پھیل گیا ہے اُن گناہوں کی وجہ سے جو لوگوں نے کیے ہیں، تاکہ اللہ ان کو ان کے بعض بد اعمالیوں کا مزہ چکھائے، شاید کہ وہ (اپنے رب کی طرف) رجوع کریں۔“

اور امام مجاہد رحمہ اللہ کا قول ہے: ”خالم حاکم جب ظلم اور فساد شروع کر دیتا ہے تو برسات کا سلسلہ روک دیا جاتا ہے، کھیتیاں اور نسلیں تباہ ہو جاتی ہیں، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کو ظلم اور فساد پسند نہیں۔“

(8) دل کی بصیرت کا ختم ہو جانا:

گناہوں کے نقصانات میں سے ایک نقصان یہ بھی ہے کہ گناہ گار آدمی کا دل بصیرت سے خالی اور اندھا ہو جاتا ہے۔ گناہ اگر دل کو بالکل اندھا نہیں کرتا تو کم از کم دل کی بصیرت کو کمزور کر دیتا ہے۔ جب دل اندھا اور کمزور ہو جائے تو انسان ہدایت کی معرفت سے محروم ہو جاتا ہے اور ایسا شخص نہ تو اپنی ذات پر حق کو نافذ کر سکتا ہے اور نہ کسی دوسرے پر، بلکہ اس میں حق کو نافذ کرنے کی قوت ہی مفقود ہو جاتی ہے، یعنی وہ ایک کھوکھلا جسم ہو کے رہ جاتا ہے، بس اُس میں نہ ایمان کی حرکت ہوتی ہے اور نہ عمل صالح کی قوت۔

(9) گنہگار کا نگاہ الہی میں گر جانا:

گناہوں کے نقصانات میں سے ایک نقصان یہ بھی ہے کہ گنہگار آدمی اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں گر جاتا ہے، بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کی نگاہ ہی میں نہیں، بلکہ پوری مخلوق کی نگاہ میں بھی گر جاتا ہے، اور ایسے شخص کی عزت بالکل ختم ہو جاتی ہے، کیونکہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی نافرمانی

کرتا ہے، وہ اُس کی نگاہ اور اُس کے بندوں کی نگاہ دونوں میں گر جاتا ہے، اور مقام و مرتبہ صرف اور صرف اُس شخص کا بڑھتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے۔ جس شخص کی اطاعت اور بندگی جس قدر ہوگی، اُسی قدر اُس کے مقام و مرتبہ میں اضافہ و ترقی ہوگی۔ مثال کے طور پر ایک شخص صرف فرضی عبادات ادا کرتا ہے اور سنن و نوافل ترک کر دیتا ہے۔ جبکہ دوسرا شخص فرضی عبادت کے ساتھ ساتھ سنن و نوافل کا بھی پورا پورا اہتمام کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ کے ہاں ان دو شخصوں میں سے پہلے کی نسبت دوسرا شخص زیادہ مقام و مرتبہ والا ٹھہرے گا۔

(10) ملائکہ کی دعا سے محرومی:

گناہوں کے نقصانات میں سے ایک نقصان یہ بھی ہے کہ گنہگار آدمی ملائکہ کی دعا سے محروم ہو جاتا ہے۔ قرآن میں مومنین کے حقوق میں دعائے ملائکہ کا یوں تذکرہ ہوا ہے:

﴿الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ
يُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَحْمَةً
وَعِلْمًا فَاعْفُ عَنَّا يَا اللَّهُ الَّذِينَ تَابُوا وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ④
رَبَّنَا وَأَدْخِلْهُمْ جَنَّاتٍ عَدْنٍ الَّتِي وَعَدْتَهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ
وَضُرُرَتِهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ⑤ وَقِهِمُ السَّيِّئَاتِ ⑥
رَبَّنَا وَأَدْخِلْهُمْ جَنَّاتٍ عَدْنٍ الَّتِي وَعَدْتَهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ
وَضُرُرَتِهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ⑤ وَقِهِمُ السَّيِّئَاتِ ⑥﴾
(المومن: ۷-۹)

”جو فرشتے عرش اٹھائے ہوئے ہیں، اور جو فرشتے اُس کے گرد جمع ہیں، یہ سب اپنے رب کی پاکی بیان کرتے ہیں، اور اس پر ایمان رکھتے ہیں، اور ایمان والوں کے لیے مغفرت طلب کرتے ہیں، (کہتے ہیں:) اے ہمارے رب! تو اپنی رحمت اور علم کے ذریعہ ہر چیز کو محیط ہے، پس تو اُن لوگوں کو معاف کر دے،

جنہوں نے توبہ کی، اور تیری راہ کی پیروی کی، اور تو انہیں جہنم کے عذاب سے نجات دے۔ اے ہمارے رب! اور تو انہیں ہمیشہ رہنے والے باغات میں داخل کر دے، جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے، اور اُن لوگوں کو بھی تو اُن جنتوں میں داخل کر دے جو اُن کے باپ دادوں، بیویوں اور اولاد میں سے نیک ہوں۔ تو بے شک زبردست بڑی حکمت والا ہے، اور تو انہیں گناہوں سے بچالے۔“

مذکورہ بالا آیت سے معلوم ہوا کہ ملائکہ کی یہ دعا ایمان والوں کے لیے ہے جو مذکورہ بالا صفات سے متصف اور ساتھ ساتھ قرآن و سنت کی اتباع کرنے والے ہوں۔ البتہ جن لوگوں میں یہ خوبیاں نہ پائی جاتی ہوں، وہ اس دعا کے مستحق نہیں۔

(۱۱) زمین کی برکتوں کا ختم جانا:

گناہوں کے نقصانات میں سے ایک نقصان یہ بھی ہے کہ لوگوں کے گناہوں کے سبب زمین کی برکتیں ختم کر دی جاتی ہیں۔ چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَلَٰكِن كَذَّبُوا فَأَخَذْنَاهُم بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ٥٩﴾

(الاعراف: ۹۶)

”اور اگر بستیوں والے ایمان لے آتے، اور تقویٰ کی راہ اختیار کرتے، تو ہم آسمان و زمین کی برکتیں ان پر کھول دیتے، لیکن انہوں نے تکذیب کی تو ہم نے ان کے اعمال کی وجہ سے ان کو پکڑ لیا۔“

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿وَأَن لَّوِ اسْتَقَامُوا عَلَى الطَّرِيقَةِ لَأَسْقِيَهُمْ مَّاءً غَدَقًا ٦٠ لَّكَفَيْتَهُمْ فِيهِ وَمَنْ يُعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ٦١﴾

(العن: ۱۶-۱۷)

”اگر وہ لوگ راہِ راست پر ثابت قدم رہتے تو یقیناً ہم اُن کے لیے موسلا دھار بارش بھیجتے، تاکہ ہم اس (نعمت) کے ذریعہ انہیں آزمائیں، اور جو شخص اپنے پروردگار کے ذکر سے منہ پھیر لے گا تو اللہ تعالیٰ اُسے سخت عذاب میں مبتلا کر دے گا۔“

مذکورہ بالا دونوں آیتوں سے معلوم ہوا کہ پختگی اور ثابت قدمی کے ساتھ راہِ راست پر نہ رہنے اور تقویٰ کی راہ اختیار نہ کرنے کے سبب زمین کی نعمتوں کو سلب کر لیا جاتا ہے۔

(12) نعمت الہیہ کا زائل ہونا:

گناہوں کے نقصانات میں سے ایک نقصان یہ بھی ہے کہ گناہ موجودہ پائی جانے والی نعمتوں کو زائل کر دیتے ہیں، اور انسان کو نہ صرف یہ کہ موجودہ نعمتوں سے محروم کرتے ہیں، بلکہ مستقبل میں ملنے والی نعمتوں سے بھی محروم کر کے رکھ دیتے ہیں۔ ہاں! اگر وہ حالیہ انعامات الہیہ کی حفاظت اور استقبالیہ انعامات کا حصول چاہتا ہے تو اُس کے لیے اطاعت الہی سے بڑھ کر اور کوئی بہتر راستہ نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اُس کی اطاعت سے ہی حاصل ہو سکتی ہیں، اور جب اطاعت کی بجائے نافرمانی کی جائے تو اُس کا نتیجہ جو نکلے گا وہ ظاہر ہے۔

(13) انسان کے دل کا خوف اور وحشت سے بھر جانا:

گناہوں کے نقصانات میں سے ایک نقصان یہ بھی ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ گنہگار اور سرکش آدمی کے دل میں خوف اور وحشت پیدا کر دیتا ہے، تاکہ وہ خوف اور وحشت کی مصیبت میں کڑھتا رہے۔ یہی وجہ ہے کہ گنہگار آدمی ہمیشہ خوف زدہ اور وحشت زدہ رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہی ایک ایسی چیز ہے جو انسان کو دونوں جہانوں کی سزاؤں اور عذابوں سے محفوظ رکھ کر کامیابی اور کامرانی کے راستہ سے ہمکنار کر سکتی ہے۔ علاوہ ازیں انسان کے کامیاب ہونے کا اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ اطاعت الہی ہی ایک ایسا مضبوط قلعہ

ہے کہ جو شخص بھی اس میں داخل ہو گیا، گویا وہ دونوں جہانوں کی سزاؤں اور عذابوں سے محفوظ ہو گیا اور جو اس قلعہ سے باہر نکل گیا، گویا وہ خوف، وحشت اور مصیبتوں کا لقمہ بن گیا۔ اس کے علاوہ جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو اپنی زندگی کا مقصد بنا لے گا، تو اللہ تعالیٰ اُس کے قلبی خوف اور وحشت کو امن اور سکون سے بدل دے گا۔ اور گنہگار آدمی کی حالت توبہ ہوتی ہے گویا اُس کے دل کو کسی پرندے کے پروں میں جوڑ دیا گیا ہو، جسے ہر موڑ، ہر جانب اور ہر آنے والی آواز سے یہ کھٹکا لگا رہتا ہے کہ میرا شکاری، میرا شکار کرنے آ گیا۔

(14) گناہوں کی نحوست کا عام ہو جانا:

گناہوں کے نقصانات میں سے ایک نقصان یہ بھی ہے کہ نافرمان اور گنہگار آدمی کے گناہوں کی نحوست اور بد بختی کے سبب بہت سارے بے گناہ انسان اور جانور تباہ و برباد ہو کے رہ جاتے ہیں، وہ اپنے گناہوں کی وجہ سے خود تو تباہی و بربادی سے دوچار ہوتا ہے، لیکن ساتھ میں دوسرے بھی اس کے گناہوں کی نحوست کی وجہ سے مستحق عقاب ٹھہرتے ہیں۔

امام مجاہد رحمہ اللہ کا فرمان ہے:

”جب قحط سالی ہو جائے، تو جانور ظالم انسانوں پر لعنت بھیجتے ہیں کہ اُن کے

سبب سے ہار شیں روک دی گئی ہیں۔“^①

(15) انسان کے لیے ذلت کے دروازے کا کھلنا:

گناہوں کے نقصانات میں سے ایک نقصان یہ بھی ہے کہ گناہ انسان کو ذلیل کر کے رکھ دیتے ہیں، اور اُس کے لیے باب ذلت ہمیشہ کے لیے کھول دیتے ہیں۔ یہ حتمی اور اٹل حقیقت ہے، کیونکہ جہان کی ساری عزتیں صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری سے وابستہ ہیں، جیسا کہ ارشاد الہی ہے:

﴿مَنْ كَانَ يُرِيدِ الْإِزْدَارَ فَلْيُزِدْ الْإِزْدَارَ جَمِيعًا﴾ (فاطر: ۱۰)

”جو شخص عزت چاہتا ہے، اُسے معلوم رہے کہ ساری عزت اللہ کے لیے ہے۔“
اس آیت مبارکہ سے یہ سبق ملتا ہے کہ انسان کو چاہیے کہ وہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کے وسیلہ سے عزت و توقیر کا طلب گار رہے۔ اس لیے کہ عزت و توقیر صرف اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری سے مل سکتی ہے، اور کسی چیز سے نہیں، چنانچہ بعض سلف رحمہم سے یہ دُعا منقول ہے۔

((اَللّٰهُمَّ اَعِزَّنِيْ بِطَاعَتِكَ ، وَلَا تُذِلَّنِيْ بِمَعْصِيَتِكَ .))
”اے الہی! مجھے اپنی اطاعت کے وسیلہ سے عزت بخش، اور گناہ کے سبب سے مجھے ذلیل نہ کر۔“

اور امام حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”یہ لوگ اگرچہ طاقتور اور خوبصورت فخریوں پر سواری کر کے دوڑتے اور کھربجاتے پھریں، اور اُن کی تیز رفتاری پر فخر کے ڈھول مارتے پھریں، لیکن معاصی و گناہوں کی ذلت جو اُن کے لیے لازم ہو چکی ہے، وہ ان سے ہٹ نہیں سکتی۔“^①

(16) دل پر تاریکی کا چھاجانا:

گناہوں کے نقصانات میں سے ایک نقصان یہ بھی ہے کہ گنہگار آدمی کے دل پر ایک تاریکی سی چھا جاتی ہے، اور وہ اُسے اس طرح محسوس کرتا ہے، جس طرح کہ ایک تاریک اور اندھیری رات ہو، نیز اُس آدمی کے دل کے لیے گناہ اور نافرمانی کا اندھیرا اس طرح ہو جاتا ہے جس طرح اُسے آنکھوں کا اندھیرا محسوس ہو۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اطاعت الہی ایک نور اور روشنی ہے، جبکہ معصیت الہی ایک تاریکی اور اندھیرا ہے، چنانچہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((اِنَّ لِلْحَسَنَةِ ضِيَاءً فِي الْوَجْهِ وَنُورًا فِي الْقَلْبِ وَسَعَةً فِيْ

الرِّزْقِ وَقُوَّةَ فِي الْبَدَنِ وَمُحَبَّةَ فِي قُلُوبِ الْخَلْقِ . وَإِنَّ لِّلْسَيِّئَةِ
سَوَادًا فِي النُّوْجِ وَظُلْمَةً فِي الْقَبْرِ وَالْقَلْبِ وَوَهْنًا فِي الْبَدَنِ
وَنَقْصًا فِي الرِّزْقِ وَبُغْضَةً فِي قُلُوبِ الْخَلْقِ .))

”جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری میں کوتاہی کرتا ہے، اُس کے
چہرے پہ چمک دمک، دل میں نور، روزی میں فراخی، بدن میں طاقت و قوت
اور لوگوں کے دل میں اس کے لیے محبت و مودت ہوتی ہے۔ اور جو شخص
اطاعت الہی سے منہ موڑ کر نافرمانی اور طغیانی میں کوتاہی کرتا ہے، اُس کے
چہرے پہ نحوست، دل میں تاریکی، قبر میں اندھیرا، بدن میں کمزوری، روزی میں
کمی اور لوگوں کے دلوں میں اُس کے لیے حسد، بغض اور کینہ پیدا ہو جاتا ہے۔“

(17) گناہ کا آدمی کی نظر میں چھوٹا ہو جانا:

گناہوں کے نقصانات میں سے ایک نقصان یہ بھی ہے کہ آدمی مسلسل گناہ کرنے سے
اس کا عادی بن جاتا ہے، اور جب عادی بن جائے تو اُس کے دل سے گناہوں کی قباحت
قطعاً ختم ہو جاتی ہے، جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ گناہوں کو نہ تو برا جانتا ہے اور نہ غلط سمجھتا
ہے، بلکہ کھلے عام، کھلے بندوں بغیر کسی کی پروا کیے گناہوں کا ارتکاب کرتا پھرتا ہے۔ اور جن
لوگوں کو اُس کے جرائم کی خبر نہیں ہوتی، انھیں بڑے فخر اور مسرت کے ساتھ بتاتا ہے کہ اے
فلاں! میں نے تو یہ یہ کام کیے ہیں، کیا کچھ تمھیں بھی خبر ہے؟

یاد رہے! جو لوگ اس وجہ سے مجرم بن جاتے ہیں، اُن کے لیے بھلائی کے دروازے
بند اور مسدود ہو جاتے ہیں، توبہ اور استغفار کی راہیں بالکل منقطع ہو جاتی ہیں، اور ایسے
مجرموں کے لیے توبہ و انابت کے دروازے دائمی طور پر مسدود ہو جاتے ہیں، جیسا کہ رسول
اکرم ﷺ کا فرمان مبارک ہے:

((كُلُّ أُمَّتٍ مُّعَافَى إِلَّا الْمُجَاهِرِينَ ، وَإِنَّ مِنَ الْمُجَاهِرَةِ أَنْ

يَعْمَلُ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ عَمَلًا، ثُمَّ يُصْبِحُ وَقَدْ سَتَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ
فَيَقُولُ: يَا فُلَانٌ عَمِلْتُ الْبَارِحَةَ كَذَا وَكَذَا، وَقَدْ بَاتَ يَسْتَرُهُ
رَبُّهُ وَيُصْبِحُ يَكْشِفُ سِتْرَ اللَّهِ عَنْهُ. ((❶

”کھلے عام گناہ کرنے والوں کے سوا میری اُمت کا ہر فرد بخش دیا جائے گا، اور
علی الاعلان گناہوں میں سے اس کا بھی شمار ہے کہ ایک شخص رات میں کوئی گناہ
کرے اور صبح اس حال میں کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کا پردہ رکھا ہوا تھا، اور
وہ کسی سے یہ کہے: اے فلاں! میں نے گزشتہ رات میں یہ یہ گناہ کیا ہے،
حالانکہ اُس کے رب نے اُس کی ستر پوشی کی تھی اور اُس نے صبح ہوتے ہی اللہ
تعالیٰ کے رکھے ہوئے پردے کو چاک کر دیا۔“

(18) نیک نامی کا بدنامی میں تبدیل ہو جانا:

گناہوں کے نقصانات میں سے ایک نقصان یہ بھی ہے کہ کل تک جو شخص عزت و
احترام اور بزرگی کے جس قدر اچھے ناموں سے یاد کیا جاتا تھا، آج وہی شخص اپنے گناہوں
اور نافرمانی کے سبب حقیر اور مذمت آمیز ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ مثلاً کل اُسے اگر
مؤمن و مومنہ، متقی، صالح، عبادت گزار، صاحب کردار، پیکرِ اخلاقیات اور اللہ کا محبوب جیسے
اچھے ناموں سے یاد کیا جاتا تھا، تو آج اسی شخص کو فاسق، فاجر، بدعمل، بد اخلاق، بد کردار اور
نافرمان جیسے خبیث اور مردود ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ سارے کے سارے نام فسق و
فجور کے ناموں میں سے ہیں جو کہ انتہائی قبیح اور برے ہیں۔ ارشادِ الہی ہے:

﴿يُنْسِ الْأَسْمَ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ﴾ (الحجرات: ۱۱)

”ایمان لانے کے بعد فسق بُرا نام ہے۔“

اگر گنہگار آدمی کو گناہوں کی سزا دیئے بغیر صرف اُن برے ناموں کا ہی مستحق ٹھہرایا

❶ صحیح بخاری، کتاب الأدب، رقم: ۶۰۶۹۔ صحیح مسلم، کتاب الزہد، رقم: ۲۹۹۰۔

جائے تو ممکن ہے کہ تب بھی وہ گناہوں سے باز رہے گا، اور اطاعت و فرمانبرداری اور عبادت گزاری کا صرف یہی صلہ اور بدلہ کافی ہے کہ نیک نامی حاصل ہو جائے اور اچھے اچھے ناموں سے یاد کیا جائے۔

(19) اللہ تعالیٰ سے تعلق منقطع ہو جانا:

گناہوں کے نقصانات میں سے ایک نقصان یہ بھی ہے کہ انسان اور اللہ تعالیٰ کے درمیان جو تعلق اور ناٹھ ہے، وہ گناہوں اور نافرمانیوں کے سبب کٹ جاتا ہے، اور جب یہ تعلق و ناٹھ کٹتا ہے تو انسان کے لیے خیر کے تمام راستے بند ہو جاتے ہیں۔ اور دوسری جانب فساد کے اسباب و ذرائع جنم لینا شروع ہو جاتے ہیں، حتیٰ کہ انسان اللہ تعالیٰ سے دور ہو جاتا ہے، اور آہستہ آہستہ اپنے دشمنوں کے پھندے میں پھنس جاتا ہے۔ اور انسان کا سب سے بڑا دشمن ابلیس ملعون ہے۔ چنانچہ ارشاد الہی ہے:

﴿وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ ۖ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ أَمْرِ رَبِّهِ ۖ أَفَتَتَّخِذُونَهُ وَذُرِّيَّتَهُ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِي ۚ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ بِئْسَ لِلظَّالِمِينَ بَدَلًا ۝﴾ (الکھف: ۵۰)

”اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ تم آدم کو سجدہ کر دو، تو ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا، وہ جنوں میں سے تھا، تو اُس نے اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی، کیا پھر بھی تم اسے اور اُس کی اولاد کو میرے سوا دوست بناؤ گے، حالانکہ وہ سب تمہارے دشمن ہیں۔ شیطان ظالموں کے لیے (اللہ کا) بڑا برا بدلہ ہے۔“

جو شخص اللہ تعالیٰ سے دوستی کرنے کی بجائے شیطان ابلیس سے دوستی کرے گا، اُسے یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ اُس کے لیے فلاح اور کامیابی کے تمام اسباب و ذرائع اور راستے بند ہو جائیں گے۔

(20) انسان کی توبہ اور استغفار سے دوری:

گناہوں کے نقصانات میں سے ایک موزنی اور خطرناک نقصان یہ بھی ہے کہ گناہ انسان کے دل کو انتہائی کمزور بنا دیتے ہیں۔ اس میں معصیت و نافرمانی کا ارادہ تقویت پکڑتا رہتا ہے اور توبہ کا ارادہ آہستہ آہستہ کمزور ہونا شروع ہو جاتا ہے، یہاں تک کہ اُس کے دل سے توبہ کا ارادہ پوری طرح ختم ہو جاتا ہے۔ پس ایسا آدمی اگر توبہ اور استغفار کی طرف مائل بھی ہوتا ہے تو اُس کی توبہ جھوٹ کے مترادف ہوتی ہے، کیونکہ جس آدمی کا آدھا دل مردہ ہو چکا ہو، اُس کی توبہ اور استغفار قطعاً سچی نہیں ہو سکتی۔ اِلَّا یہ کہ وہ جھوٹ پر مبنی ہوتی ہے۔ اور دوسری بات یہ کہ ایسا آدمی زبان سے توبہ بہت کچھ کہتا ہے، لیکن اُس کا دل گناہوں سے زنگ آلود ہوتا ہے، اور باوجود توبہ و استغفار کی رٹ کے وہ گناہوں پر مصر رہتا ہے، نیز اُس کا قلبی ارادہ گناہوں کے مواقع کا متلاشی رہتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسی حالت و کیفیت انسان کے لیے بہت زیادہ مہلک اور تباہ کن ہوتی ہے۔

(21) گناہ گار لوگوں کا اُخروی برا انجام:

گناہوں کے نقصانات میں سے ایک بڑا نقصان یہ بھی ہے کہ گناہ گار آدمی کا اُخروی انجام انتہائی خطرناک ہوتا ہے، جو سزا اُسے اپنی خطاؤں اور نافرمانیوں کی وجہ سے بھگتنا پڑتی ہے۔ گناہوں کی کچھ سزائیں وہ ہیں، جنہیں امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی ”صحیح، حدیث روایا“ میں ذکر کیا ہے۔ چنانچہ سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

((مَنْ رَأَى مِنْكُمْ اللَّيْلَةَ رُؤْيَا قَالَ فَإِنْ رَأَى أَحَدٌ قَصَّهَا فَيَقُولُ مَا شَاءَ اللَّهُ فَسَأَلْنَا يَوْمَئِذٍ هَلْ رَأَى أَحَدٌ مِنْكُمْ رُؤْيَا قُلْنَا لَا قَالَ لَكِنِّي رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ آتِيَانِي فَأَخَذَا بِيَدِي فَأَخْرَجَانِي إِلَى الْأَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ فَإِذَا رَجُلٌ جَالِسٌ وَرَجُلٌ قَائِمٌ بِيَدِهِ كَلْبٌ مِنْ حَدِيدٍ قَالَ بَعْضُ أَصْحَابِنَا عَنْ مُوسَى إِنَّهُ يُدْخِلُ ذَلِكَ

الْكَلْبُ فِي شِدْقِهِ حَتَّى يَبْلُغَ قَفَاهُ ثُمَّ يَفْعَلُ بِشِدْقِهِ الْآخِرِ مِثْلَ ذَلِكَ وَيَلْتَمِسُ شِدْقَهُ هَذَا فَيَعُودُ فَيَصْنَعُ مِثْلَهُ قُلْتُ مَا هَذَا قَالَا انْطَلِقْ فَاَنْطَلَقْنَا حَتَّى آتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ مُضْطَجِعٍ عَلَى قَفَاهُ وَرَجُلٍ قَائِمٌ عَلَى رَأْسِهِ بِفَهْرٍ أَوْ صَخْرَةٍ فَيَشْدُخُ بِهِ رَأْسَهُ فَإِذَا ضَرَبَهُ تَدَهَدَهَ الْحَجَرُ فَاَنْطَلِقْ إِلَيْهِ لِيَأْخُذَهُ فَلَا يَرْجِعُ إِلَى هَذَا حَتَّى يَلْتَمِسَ رَأْسَهُ وَعَادَ رَأْسَهُ كَمَا هُوَ فَعَادَ إِلَيْهِ فَضَرَبَهُ قُلْتُ مَنْ هَذَا قَالَا انْطَلِقْ فَاَنْطَلَقْنَا إِلَى ثَقَبٍ مِثْلِ الثُّورِ أَعْلَاهُ ضَيْقٌ وَاسْفَلُهُ وَاسِعٌ يَتَوَقَّدُ تَحْتَهُ نَارًا فَإِذَا اقْتَرَبَ ارْتَفَعُوا حَتَّى كَادَ أَنْ يَخْرُجُوا فَإِذَا خَمَدَتْ رَجَعُوا فِيهَا وَفِيهَا رِجَالٌ وَنِسَاءٌ عُرَاةٌ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا قَالَا انْطَلِقْ فَاَنْطَلَقْنَا حَتَّى آتَيْنَا عَلَى نَهْرٍ مِنْ دَمٍ فِيهِ رَجُلٌ قَائِمٌ عَلَى وَسْطِ النَّهْرِ قَالَ يَزِيدُ وَوَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ وَعَلَى شَطِ النَّهْرِ رَجُلٌ بَيْنَ يَدَيْهِ حِجَارَةٌ فَأَقْبَلَ الرَّجُلُ الَّذِي فِي النَّهْرِ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ رَمَى الرَّجُلُ بِحَجَرٍ فِيهِ فِيهِ فَرَدَّهُ حَيْثُ كَانَ فَجَعَلَ كُلَّمَا جَاءَ لِيَخْرُجَ رَمَى فِي فِيهِ بِحَجَرٍ فَيَرْجِعُ كَمَا كَانَ فَقُلْتُ مَا هَذَا قَالَا انْطَلِقْ فَاَنْطَلَقْنَا حَتَّى انْتَهَيْنَا إِلَى رَوْضَةٍ خَضِرَاءَ فِيهَا شَجَرَةٌ عَظِيمَةٌ وَفِي أَصْلِهَا شَيْخٌ وَصَيَّانٌ وَإِذَا رَجُلٌ قَرِيبٌ مِنَ الشَّجَرَةِ بَيْنَ يَدَيْهِ نَارٌ يُوقِدُهَا فَصَعِدَا بِي فِي الشَّجَرَةِ وَأَدْخَلَانِي دَارًا لَمْ أَرِ قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهَا فِيهَا رِجَالٌ شُبُوحٌ وَشَبَابٌ وَنِسَاءٌ وَصَيَّانٌ ثُمَّ أَخْرَجَانِي مِنْهَا فَصَعِدَا بِي الشَّجَرَةَ فَأَدْخَلَانِي دَارًا هِيَ أَحْسَنُ وَأَفْضَلُ فِيهَا شُبُوحٌ وَشَبَابٌ قُلْتُ طَوَفْتُمَانِي اللَّيْلَةَ فَأَخْبِرَانِي

عَمَّا رَأَيْتُ قَالَا نَعَمْ أَمَّا الَّذِي رَأَيْتَهُ يُشْقُ شِدْقُهُ فَكَذَّابٌ يُحَدِّثُ
بِالْكَذْبَةِ فَتُحْمَلُ عَنْهُ حَتَّى تَبْلُغَ الْآفَاقَ فَيُصْنَعُ بِهِ إِلَى يَوْمِ
الْقِيَامَةِ وَالَّذِي رَأَيْتَهُ يُشْدَخُ رَأْسُهُ فَرَجُلٌ عَلَّمَهُ اللَّهُ الْقُرْآنَ فَنَامَ
عَنْهُ بِاللَّيْلِ وَلَمْ يَعْمَلْ فِيهِ بِالنَّهَارِ يُفَعِّلُ بِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ
وَالَّذِي رَأَيْتَهُ فِي الثَّقَبِ فَهُمْ الزُّنَاةُ وَالَّذِي رَأَيْتَهُ فِي النَّهْرِ آكَلُوا
الرِّبَا وَالشَّيْخُ فِي أَصْلِ الشَّجَرَةِ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالصَّبِيَانُ
حَوْثُهُ فَأَوْلَادُ النَّاسِ وَالَّذِي يُوقِدُ النَّارَ مَالِكُ خَازِنُ النَّارِ وَالْدَّارُ
الْأُولَى الَّتِي دَخَلَتْ دَارُ عَامَّةِ الْمُؤْمِنِينَ وَأَمَّا هَذِهِ الدَّارُ فَدَارُ
الشُّهَدَاءِ وَأَنَا جَبْرِيلُ وَهَذَا مِيكَائِيلُ فَارْفَعُ رَأْسَكَ فَرَفَعْتُ
رَأْسِي فَلَمَّا فَوْقِي مِثْلُ السَّحَابِ قَالَا ذَاكَ مَنْزِلُكَ قُلْتُ دَعَانِي
أَدْخُلْ مَنْزِلِي قَالَا إِنَّهُ بَقِيَ لَكَ عُمْرُ لَمْ تَسْتَكْمِلْهُ فَلَوْ
اسْتَكْمَلْتَ أَتَيْتَ مَنْزِلَكَ ۝ ۱۱

”رسول مکرم ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اکثر طور پر جو باتیں کیا کرتے تھے اُن میں سے ایک بات یہ بھی تھی کہ تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ پھر جو چاہتا اپنا خواب بیان کرتا۔ رسول کریم ﷺ نے ایک روز خود صبح کے وقت فرمایا: آج میرے پاس دو آدمی آئے اور مجھے اُٹھا کر کہا: آپ ہمارے ساتھ تشریف لے چلیں، میں اُن کے ساتھ چل دیا۔ پھر ہم ایک چت لینے ہوئے آدمی کے پاس آئے، جس کے پاس ایک دوسرا شخص پتھر لیے کھڑا تھا جو اُس کے سر پر پتھر مارتا، تو اُس کا سر اُس سے پھٹ جاتا اور پتھر لڑھک کر دور جا گرتا، لیکن وہ شخص اُس پتھر کو پھراٹھالاتا اور اُس لینے ہوئے شخص تک

پہنچنے سے قبل ہی اُس کا سر ٹھیک ہو چکا ہوتا، جیسا کہ پہلے تھا۔ کھڑا شخص پھر اس طرح پتھر مارتا اور وہی صورتیں پیش آتیں جو پہلے پیش آئی تھیں۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے اُن دونوں سے پوچھا کہ ”سبحان اللہ!“ یہ دونوں کون ہیں؟ انھوں نے کہا: آگے چلے! ہم آگے بڑھے اور ایک ایسے شخص کے پاس پہنچے جو پیٹھ کے بل لیٹا ہوا تھا جبکہ ایک دوسرا شخص اُس کے پاس لوہے کا آکڑا لیے کھڑا تھا اور اُس کے چہرے کے ایک طرف آتا اور اُس کے ایک جڑے، ناک اور اُس کی آنکھ کو گدی تک چیرتا، پھر وہ دوسری جانب جاتا اور اُس جانب سے بھی اسی طرح چیرتا جس طرح اُس نے پہلی جانب کیا تھا۔ وہ ابھی دوسری جانب سے فارغ ہی نہیں ہوتا تھا کہ پہلی جانب اپنی صحیح حالت میں لوٹ آتی۔ پھر دوبارہ وہ اسی طرح کرتا جس طرح اُس نے پہلی مرتبہ کیا تھا۔ (اسی طرح یہ سلسلہ برابر جاری رہا) میں نے کہا: سبحان اللہ! یہ دونوں کون ہیں؟ انھوں نے کہا کہ آگے چلے! چنانچہ ہم آگے چلے۔ پھر ایک تور جیسی چیز پر آئے اور اس میں جھانکا تو اُس میں کچھ برہنہ مرد اور عورتیں تھیں اور اُن کے نیچے سے آگ کی لپٹ آتی تھی جب آگ انھیں اپنی لپیٹ میں لیتی تو وہ چلانے لگتے۔ رسول معظم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اُن سے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے کہا: آپ آگے چلے! چنانچہ ہم آگے بڑھے اور ایک نہر پر آئے جو خون کی طرح سرخ تھی اور اُس نہر میں ایک شخص تیر رہا تھا جبکہ نہر کے کنارے ایک دوسرا شخص کھڑا تھا، جس نے اپنے پاس بہت سے پتھر جمع کر رکھے تھے جب تیرنے والا تیرتا ہوا اُس کے پاس پہنچتا تو اپنا منہ کھول دیتا اور وہ اُس کے منہ میں پتھر ڈال دیتا۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا: آگے چلے۔ چنانچہ پھر ہم آگے بڑھے اور ایک نہایت بد صورت

آدی کے پاس جا پہنچے۔ اُس کے پاس آگ جل رہی تھی اور وہ اُسے جلا رہا تھا اور وہ اُس آگ کے چاروں طرف دوڑتا تھا۔ میں نے اُن سے پوچھا: یہ کیا ہے؟ اُنھوں نے کہا: آگے چلے! ہم آگے بڑھے اور ایک ایسے باغ میں جا پہنچے جو ہرا بھرا تھا اور اُس میں موسم بہار کے سب پھول تھے، اس باغ کے درمیان ایک بہت لمبا شخص کھڑا تھا، اتنا لمبا کہ میرے لیے اُس کا سر دیکھنا بھی دشوار تھا، وہ آسمان سے باتیں کرتا تھا اور اُس کے چاروں طرف بہت سے بچے تھے، اتنے (بچے میں نے) کبھی نہیں دیکھے تھے۔ میں نے پوچھا: یہ شخص اور اس کے ساتھ یہ بچے کون ہیں؟ اُنھوں نے کہا: آگے چلے! پھر ہم آگے بڑھے اور ایک عظیم الشان اور خوبصورت درخت دیکھا کہ اس سے پہلے ہم نے ایسا درخت کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اُنھوں نے کہا: اس پر چڑھ جائیے! ہم اُس پر چڑھ گئے اور ایک ایسا شہر دکھائی دیا، جس کی عمارتیں سونے اور چاندی کی اینٹوں سے بنی ہوئی تھیں۔ ہم شہر کے دروازے پر آئے اور اُسے کھلوا دیا اور اندر داخل ہوئے۔ ہم نے اُس میں ایسے لوگوں سے ملاقات کی، جن کے جسم کا آدھا حصہ تو نہایت خوبصورت تھا اور دوسرا آدھا حصہ نہایت بدصورت۔ چنانچہ میرے ساتھیوں نے اُن سے کہا کہ جاؤ اور اس نہر میں کود جاؤ۔ یہ نہر نہایت عمدہ اور چوڑی تھی اور اُس کا پانی انتہائی سفید تھا، وہ لوگ اس میں کود گئے اور پھر ہمارے پاس لوٹ کر آئے تو اُن کا پہلا عیب جا چکا تھا اور اُن کی بدصورتی خوبصورتی میں تبدیل ہو چکی تھی۔ میرے ساتھیوں نے مجھ سے کہا: یہ ”جنت عدن“ ہے، اور یہ آپ کا مقام وٹھکانہ ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: میری نظر اوپر کی طرف اٹھی تو سفید بادل کی طرح ایک محل اور نظر آیا۔ اُنھوں نے کہا: یہ (بھی) آپ ہی کا مقام ہے۔ میں نے اُن سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے، مجھے اس

میں آپ ضرور جائیں گے۔ میں نے اُن سے کہا کہ آج رات میں نے بڑی عجیب و غریب چیزیں دیکھی ہیں، (میں نے پوچھا) یہ چیزیں کیا تھیں؟ انھوں نے کہا: پہلا شخص جس کا سر پکلا جا رہا تھا، یہ وہ شخص ہے جو قرآن سیکھتا اور اُسے چھوڑ دیتا اور فرض نماز کو ترک کر کے سو جاتا تھا۔ اور وہ شخص جس کا جِزء، ناک اور آنکھ گدلی تک چیری جا رہی تھی یہ وہ شخص ہے جو صبح اپنے گھر سے نکلتا اور جھوٹی خبر تراشتا، جو دنیا میں پھیل جاتی، اور وہ ننگے مرد اور عورتیں جو تنور میں آپ نے دیکھے، وہ زنا کار مرد اور عورتیں تھیں۔ اور وہ شخص جو نہر میں تیر رہا تھا اور پتھر اُس کے منہ میں دیا جاتا تھا وہ سود خور تھا۔ اور وہ بد صورت شخص جو آگ کے کنارے آگ بھڑکا رہا تھا وہ جہنم کا (مالک نامی) داروغہ ہے، اور وہ شخص جس کا سر آسمان سے لگا ہوا تھا وہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام تھے۔ اور اُن کے گرد جولے کے جمع تھے، وہ فطرت پر مرے ہوئے تھے۔ کچھ لوگوں نے اس موقع پر رسول کریم ﷺ سے پوچھا: مشرکین کے بچے بھی اُس میں داخل ہیں؟ فرمایا: ہاں! مشرکین کے بچے بھی اُن میں داخل ہیں۔ اب رہے وہ لوگ جن کا آدھا جسم خوب صورت اور آدھا جسم بد صورت تھا، تو یہ وہ لوگ تھے، جنھوں نے دنیا میں اعمالِ صالحہ کے ساتھ ساتھ اعمالِ بد بھی کیے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے گناہوں کو بخش دیا۔“

اس طویل حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص اپنے نفس کو گناہ اور نافرمانی کے کاموں میں مشغول رکھتا ہے، اُس کے لیے دنیا میں ذلت و رسوائی کے ساتھ ساتھ آخرت میں بھی ذلت و رسوائی اور ہلاکت ہے۔ لہذا ہم سب کو چاہیے کہ ہم اپنے نفس کو گناہ اور نافرمانی والے کاموں سے بچائیں۔ نیک اور اچھے کاموں میں مشغول رکھیں، تاکہ ہماری دنیا اچھی ہونے کے ساتھ ساتھ آخرت بھی اچھی ہو جائے۔

باب نمبر 4

مہلک گناہ

(۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا:

سب سے بڑا گناہ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا ہے۔ جیسا کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَخْبَرِ الْكِبَائِرِ؟)) ثَلَاثًا قَالُوا: بَلَىٰ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ((الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ.)) ❶

”کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ کی خبر نہ دوں؟“ رسولِ مکرم ﷺ نے تین بار یہی فرمایا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ضرور! اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ”(سب سے بڑا گناہ) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا ہے۔“

در اصل لفظ ”شرک“ شرک سے ماخوذ ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی مخلوق کو اس طرح اُس کا ہمسرہ ٹھہرائے کہ جو عبادت و بندگی اللہ تعالیٰ کے لیے کرتا ہے، اُس میں مخلوق کو بھی اس کا سا جہی بنائے، چاہے وہ شراکت ہر طرح کی عبادت میں ہو یا بعض عبادات میں۔

فی الحقیقت عبادت ایک ایسا جامع لفظ ہے، جس کا مفہوم اُن جملہ اقوال و افعال کی

❶ صحیح بخاری، کتاب الشهادات، باب ما قبل فی شهادة الزور، رقم: ۶۵۱۔ صحیح مسلم، کتاب الايمان، رقم: ۸۷۔

بجا آوری ہے، جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے لیے پسند فرماتا ہے؛ مثال کے طور پر نذر ماننا، قسم کھانا، فریاد کرنا، مرادیں مانگنا، قربانی کرنا، رکوع و سجود کرنا، نماز پڑھنا اور خوف کھانا وغیرہ وغیرہ۔
شرک کی بخشش نہیں ہوگی، جیسا کہ ارشاد الہی ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا﴾ (النساء: ۱۱۶)

”اے اللہ قطعاً نہ بخشے گا کہ اُس کے ساتھ شریک مقرر کیا جائے، ہاں شرک کے علاوہ گناہ جس کو چاہے معاف فرمادیتا ہے، اور اللہ کے ساتھ شریک کرنے والا بہت دور کی گمراہی میں جا پڑا۔“

ہاں! اگر کوئی مرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ سے سچی توبہ کر لے اور ایمان لے آئے، عمل صالح کرے، اور سیدھے راستے پر چلنا شروع کر دے تو اللہ تعالیٰ اُسے معاف فرمادے گا۔ چنانچہ ارشاد الہی ہے:

﴿وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِمَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَى﴾ (طہ: ۸۲)
”ہاں! یقیناً میں انہیں بخش دینے والا ہوں جو توبہ کریں، ایمان لائیں، اور نیک عمل کریں، اور راہِ راست پر بھی رہیں۔“

اقسامِ شرک:

یہاں یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ شرک کی دو قسمیں ہیں:

(۱) شرکِ اکبر (۲) شرکِ اصغر

1۔ شرکِ اکبر:

اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات یا عبادت میں کسی کو شریک ٹھہرانا ”شرکِ اکبر“ کہلاتا ہے۔ یہ شرک بہت سی شکلوں اور مختلف صورتوں میں نظر آتا ہے، جن کی مختصر تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا:

غیر اللہ کے تقرب کے لیے جانوروں کا ذبح کرنا بھی شرک اکبر ہے۔ چنانچہ ارشاد الہی ہے:

﴿إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخَيْزِرِ وَمَا أَهْلَ بِهِ لَعْنِ
اللَّهِ﴾ (البقرة: ۱۷۲)

”اللہ نے تم پر مردار، خون، سور کا گوشت اور اُس جانور کو حرام کر دیا ہے، جسے غیر اللہ کے نام سے ذبح کیا گیا ہو۔“

نیز جو جانور اللہ تعالیٰ کے نام کے بغیر کسی غیر کے نام پر ذبح کیا جائے، مثال کے طور پر یوں کہا جائے: یہ جانور شیطان کے نام پر، فلاں بت کے نام پر یا کسی پیر، نقیر اور ولی کے نام پر یا پھر کسی نبی کے نام پر ہے تو وہ حرام ہوگا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَأْكُلُوا أَمْثَالَهُ يَدُ كَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ﴾ (الانعام: ۱۲۱)

”اور اُس جانور کا گوشت نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو۔“

ایسے مذبحہ جانور میں دو حرام چیزیں جمع ہوئی ہیں:

(۱) غیر اللہ کے لیے ذبح کیا گیا۔

(۲) غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا۔

لہذا یہ دونوں صورتیں شرک ہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ نے ایسے شخص پر لعنت کی ہے کہ جو اللہ کو چھوڑ کر کسی غیر کے نام پر جانور ذبح کرے۔ چنانچہ رسول رحمت ﷺ نے فرمایا:

((لَعَنَ اللَّهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللَّهِ)) ❶

❶ صحیح مسلم، کتاب الأضاحی، باب تحريم الذبح لِغَيْرِ اللَّهِ، رقم: ۵۱۲۶۔ سنن نسائی، باب من ذبح لِغَيْرِ اللَّهِ، عز وجل، رقم: ۴۴۲۲۔

”اللہ کی لعنت ہو اُس شخص پر جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرے۔“

(2) قبر پرستی:

قبروں کی عبادت کرنا، اُن کی پوجا پاٹ کرنا، اُن کے گرد طواف کرنا، اُن کی چوکنٹوں کو بوسہ دینا، اور ساتھ یہ اعتقاد رکھنا کہ فوت شدگان ہستیاں ہماری تمام حاجات کو پورا کرنے والی اور ہماری پریشانیوں اور مشکلات کو آسان بنادینے والی ہیں۔ نیز انبیاء کرام علیہم السلام اور صالحین اُمتِ یسّٰم کو شفاعت یا مصیبتوں اور پریشانیوں سے نجات پانے کے لیے پکارنا، مثلاً یا محمد کہنا، یا علی کہنا، یا حسین کہنا، یا شیخ عبدالقادر جیلانی کہنا، یا علی ہجویری کہنا، یا شہباز قلندر کہنا، اور یا نوشو پاک کہنا اور ان کے نام کے نعرے لگانا وغیرہ۔ یہ سب ”شُرک اکبر“ ہے۔ چنانچہ ارشادِ ربّ العالمین ہے:

﴿وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ﴾ (الإسراء: ۲۳)

”اور آپ کے رب نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ لوگو! تم اُس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔“

اور ایک دوسرے مقام پر یوں ارشاد فرمایا:

﴿وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّن يَدْعُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ مَن لَّا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَى يَوْمِ
الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غَفِلُونَ﴾ (الأحقاف: ۵)

”اور اُس آدمی سے بڑھ کر گمراہ کون ہوگا جو اللہ کی بجائے اُن معبودوں کو پکارتا ہے جو قیامت تک اُس کی پکار کو نہ سن سکیں گے، اور وہ اُن کی فریاد و پکار سے بے خبر غافل ہیں۔“

علامہ اتریں اللہ تعالیٰ مشرکین سے الزامی سوال کرتے ہوئے مخاطب ہے:

﴿أَمِنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاہُ وَ يَكْشِفُ السُّوءَ وَ يَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ
الْأَرْضِ إِنَّ إِلَہَ مَعِ اللَّهِ قَلِيلًا مَا تَدَّكَّرُونَ﴾ (النمل: ۶۲)

”بے کس کی پکار کو جب کہ وہ پکارے، کون قبول کر کے اُس کی تکلیف کو دور کر دیتا ہے، اور تمہیں زمین کا جائشیں بناتا ہے، کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی یہ کام کرتا ہے۔ تم بہت ہی کم نصیحت و عبرت قبول کرتے ہو۔“

اور رسول اللہ ﷺ نے قبر پرستوں پر لعنت کرتے ہوئے فرمایا:
(لَعَنَ اللَّهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ.) ❶

”یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو، انھوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا ڈالا۔“

(3) ستاروں میں تاثیر کا عقیدہ رکھنا:

انسانی زندگیوں میں نجوم و افلاک کے اثر انداز ہونے کا عقیدہ رکھنا بھی بہت بڑا گناہ،

اور شرک اکبر ہے۔ چنانچہ سیدنا زید بن خالد جعفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلَاةَ الصُّبْحِ بِالْحَدِيثِ عَلَى إِثْرِ سَمَاءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: هَلْ تَذَرُونَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟ قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ: أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ، فَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللَّهِ وَرَحْمَتِهِ، فَذَلِكَ مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ، وَأَمَّا مَنْ قَالَ بِنُوءٍ كَذَا وَكَذَا، فَذَلِكَ كَافِرٌ بِي وَمُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ.)) ❷

❶ صحیح البخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب: ۵۵، رقم: ۴۳۵، ۴۳۶۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد،

باب النهی عن بناء المساجد على القبور، رقم: ۵۳۱.

❷ صحیح بخاری، کتاب الاستسقاء، رقم: ۱۰۳۸.

”رسول اکرم ﷺ نے حدیبیہ میں ہمیں صبح کی نماز پڑھائی۔ رات کو بارش ہو چکی تھی۔ نماز کے بعد رسول کریم ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور اُن سے فرمایا: معلوم ہے تمہارے رب نے کیا فیصلہ کیا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم کہنے لگے: اللہ اور اُس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: پروردگار فرماتا ہے کہ: آج میرے دو طرح کے بندوں نے صبح کی ہے: ایک مؤمن ہے اور دوسرا کافر۔ جس نے کہا کہ اللہ کے فضل اور رحمت سے ہم پر بارش برسی ہے۔ تو وہ مجھ پر ایمان لایا اور ستاروں کا منکر ہو۔ اور جس نے کہا کہ اس بارش میں فلاں ستارے کی تاثیر ہے، تو وہ میرے ساتھ کفر کرنے والا اور ستاروں پر ایمان لانے والا ہے۔“

واضح رہے کہ بعض لوگ اخبارات میں شائع ہونے والے نجوم و افلاک کی برجوں سے نصیب اور قسمت کے احوال معلوم کرتے ہیں، ان کا ایسا کرنا از قبیل شرک ہے۔ لہذا اخبار و مجلات کے ایسے مضامین سے بچنا چاہیے جو انسان کو شرک کے گھاٹ اتار دیں۔

(4) اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء کو حلال اور حلال کو حرام ٹھہرانا:

اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء کو حلال، اور حلال کردہ اشیاء کو حرام ٹھہرانا بھی شرک اکبریٰ کی ایک صورت ہے، جو ہمارے معاشرہ میں عام ہے۔ نیز کسی شخص کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا کہ اُسے کسی چیز کو حلال اور حرام ٹھہرانے کا پورا پورا اختیار ہے، یہ بھی شرک کی قبیل سے ہے، چاہے وہ کسی جرم کی صورت میں ہو یا عدالت کی صورت میں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقدس کلام میں اس شرک کا یوں تذکرہ کیا ہے:

﴿اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهَبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ﴾ (التوبة: ۳۱)

”اُن لوگوں نے اپنے عالموں اور اپنے عابدوں کو اللہ کے بجائے رب بنالیا۔“

سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے جب ان آیات کی تلاوت سنی، تو متعجبانہ انداز سے

کہنے لگے: ہم لوگ ان کی عبادت تو نہیں کیا کرتے تھے؟ اس پر رسول معظم ﷺ نے فرمایا:
 ((أَجَلٌ وَلَٰكِنْ يُحِلُّونَ لَهُمْ مَا حَرَّمَ اللَّهُ فَيَسْتَحِلُّونَ ، وَيَحَرِّمُونَ عَلَيْهِمْ مَا أَحَلَّ اللَّهُ فَيَحَرِّمُونَهُ فَيَتْلِكَ عِبَادَتُهُمْ لَهُمْ)) ❶
 ”ٹھیک ہے، لیکن وہ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء کو اُن کے لیے حلال کرتے تھے جسے وہ لوگ حلال مان لیتے تھے، اور وہ اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ اشیاء کو حرام کرتے تھے جسے وہ لوگ حرام مان لیتے تھے، پس یہی تو اُن کی عبادت ہے۔“
 علاوہ ازیں ایسے لوگوں کے متعلق جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی حرام کردہ چیزوں کو حرام قرار نہیں دیتے، ارشاد فرمایا:

﴿وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ﴾

(التوبة: ۲۹)

”اور جس چیز کو اللہ اور اس کے رسول نے حرام ٹھہرایا ہے، اُسے وہ حرام نہیں سمجھتے ہیں، اور نہ دین حق کو قبول کرتے ہیں۔“

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ أَرَأَيْتُمْ مَا أَنزَلَ اللَّهُ لَكُمْ مِنْ رِزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِنْهُ حَرَامًا وَحَلَالًا

قُلْ اللَّهُ أَذِينَ لَكُمْ أَمْ عَلَى اللَّهِ تَفْتَرُونَ ❷﴾ (یونس: ۵۹)

”آپ پوچھئے کہ تمہارا کیا خیال ہے، اللہ نے تمہارے لیے جو روزی بھیجی ہے اُس میں سے کچھ کو حلال بناتے ہو، اور کچھ کو حرام۔ آپ پوچھئے کہ کیا اللہ نے تمہیں اُس کی اجازت دی ہے، یا تم اللہ پر افترا پر ازی کرتے ہو۔“

ان تمام مذکورہ بالا آیات قرآنی پر غور کرنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ کسی بھی

❶ سنن الکبریٰ للبیہقی: ۱۱۶/۱۰، کتاب تفسیر القرآن عن رسول اللہ ﷺ، باب ”ومن سورۃ

التوبة“ رقم: ۳۰۹۵.

فقہ، امام اور مجتہد کو طویل و تحریم کا اختیار دینا شرک ہے۔

(5) جادو اور علم نجوم:

جادو، کہانت اور علم نجوم کو سیکھنا بھی شرک اکبر ہے۔ بلکہ جہاں تک جادو کا تعلق ہے تو یہ

کفر ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جادو کی کلی طور پر مذمت کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَاتَّبِعُوا مَا تَلُوا الشَّيْطَانُ عَلَىٰ مُلْكِ سُلَيْمٍ ۖ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٌ وَلَٰكِنَّ الشَّيْطَانُ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ ۖ وَمَا أُوتِيَ عَلَى الْمَلَائِكَةِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّى يَقُولَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۖ فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ وَمَا هُمْ بِضَآئِرٍ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ ۚ وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ثُمَّ لَيْسَ لَهُمْ مَّا شَرَوْا بِهِ أَنْفُسَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿١٠٢﴾﴾ (البقرة: ١٠٢)

”اور وہ پیچھے ہوئے اُن باتوں کے جو شیاطین، سلیمان کے عہد سلطنت میں پڑھا کرتے تھے، اور سلیمان نے کفر نہیں کیا، بلکہ شیاطین نے کفر کیا کہ وہ لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے، اور اُس چیز کے پیچھے ہوئے جو بابل میں ہاروت و ماروت دو فرشتوں پر اتاری گئی۔ اور وہ دونوں کسی کو جادو سکھانے سے پہلے بتایا کرتے تھے کہ ہم تو صرف آزمائش کے طور پر بھیجے گئے ہیں، اس لیے کفر نہ کرو، پھر بھی وہ لوگ اُن دونوں سے وہ کچھ سیکھتے تھے، جس کے ذریعہ آدمی اور اُس کی بیوی کے درمیان تفریق پیدا کرتے تھے، اور وہ اُس (جادو) کے ذریعہ بغیر اللہ کی مشیت کے کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے، اور لوگ اُن سے وہ چیز سیکھتے تھے جو اُن کے لیے نقصان دہ تھی اور نفع نہ پہنچا سکتی تھی، حالانکہ وہ جانتے تھے کہ جو کوئی جادو کو اختیار کرے گا اُس کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا، اور

بہت ہی بری شے تھی، جس کے بدلے انھوں نے اپنے آپ کو بیچ ڈالا، کاش!
وہ اس بات کو سمجھتے۔“

علاوہ ازیں جادو کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے جادوگر کو بھی ناکامیاب بتایا ہے۔ چنانچہ
ارشاد الہی ہے:

﴿وَأَلْقِ مَا فِي يَمِينِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوا إِنَّمَا صَنَعُوا كَيْدٌ سَیِّئٌ وَلَا
يُفْلِحُ السَّاجِرُ حَيْثُ أَتَى﴾ (طہ: ۶۹)

”اور آپ کے دائیں ہاتھ میں جو لٹھی ہے اُسے زمین پر ڈال دیجیے، وہ اُن
کے تمام بناوٹی سانپوں کو ہڑپ کر جائے گی، انھوں نے جو بنایا ہے، وہ ایک
جادوگر کا مکر و فریب ہے، اور جادوگر جدھر سے آئے کامیاب نہیں ہوگا۔“

اور جہاں تک کاہن اور نجومی کا تعلق ہے تو ایسے دونوں شخص بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر
کرنے والے ہیں۔ اس لیے کہ یہ دونوں علم غیب کے دعوے دار ہیں، جبکہ غیب کا علم سوائے
اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کے اور کسی کو نہیں، لیکن افسوس کہ بے شمار لوگ کاہن اور جادوگر جیسے
جھوٹے اور مکار لوگوں پر اعتماد کیے بیٹھے ہیں، اور مستقبل کے حالات معلوم کرنے کے لیے
ان کا رخ کرتے ہیں، مثلاً کوئی شادی کی غرض سے جا رہا ہے، تو کوئی ملازمت کی غرض سے،
کوئی تجارت کی غرض سے جا رہا ہے، تو کوئی ترقی وغیرہ کی غرض سے جا رہا ہے۔ رسول
مکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

((مَنْ أَتَى كَاهِنًا أَوْ عَرَّافًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ
عَلَى مُحَمَّدٍ)) ❶

❶ مسند احمد: ۲/ ۴۲۹، ۴۰۸۔ سنن ابی داؤد، کتاب الطب، باب فی الکاهن، رقم: ۳۹۰۴۔
علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو صحیح کہا ہے۔ سنن ترمذی، کتاب الطہارۃ، باب ما جاء فی کراہیۃ اتیان
الحائض، رقم: ۱۳۵۔

”جو کوئی کسی کا ہن یا نجوی کے پاس جائے اور جو بات وہ کہے اُس کی تصدیق

کرے تو اُس نے محمد ﷺ پر نازل کردہ شریعت کے ساتھ کفر کیا۔“

اور جو شخص ان کی باتوں کی نہ تو تصدیق کرتا ہو، اور نہ ہی انھیں عالم الغیب جاننے کا اعتقاد رکھتا ہو، بلکہ محض تجربہ کے طور پر سوال کرے تو ایسا شخص کافر تو نہیں ہوتا، لیکن چالیس روز تک اُس کی کوئی نماز قبول نہیں کی جائے گی۔ جیسا کہ رسول کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((مَنْ أَتَى عَرَافًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَوةٌ أَرْبَعِينَ

لَيْلَةً)) ❶

”جو کوئی کسی کا ہن کے پاس آئے، اور اس سے (غیب کے بارے میں) کوئی

سوال کرے تو اس شخص کی چالیس روز تک کوئی نماز قبول نہیں کی جائے گی۔“

(6) بعض اشیاء میں نفع کی موجودگی کا عقیدہ رکھنا:

کچھ لوگ بعض اشیاء میں نفع کی موجودگی کا عقیدہ رکھتے ہیں، جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان میں کسی قسم کا کوئی نفع نہیں رکھا ہوتا تو ایسا کرنا شرک ہے، اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے کے منافی ہے۔ مثال کے طور پر بعض لوگ مختلف ٹگینوں والی انگوٹھیاں پہنتے ہوتے ہیں، بعضوں نے معدنی کڑے، بعضوں نے مختلف قسم کے منکے اور بعضوں نے تعویذ لٹکائے ہوتے ہیں، جن میں واضح طور پر شرکیہ عبارتیں لکھی جاتی ہیں، مثلاً جنوں اور شیاطین سے استغاثہ وغیرہ۔ لہذا کسی قسم کا کوئی (شرکیہ) تعویذ گردن میں لٹکانا، گھر میں آویزاں کرنا یا گاڑی وغیرہ میں رکھنا بہت بڑا گناہ، بلکہ شرک ہے۔ چنانچہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ عَلَّقَ تَمِيمَةً فَقَدْ أَشْرَكَ)) ❷

”جس کسی نے تعویذ لٹکایا تحقیق اُس نے شرک کیا۔“

❶ صحیح مسلم، کتاب السلام، باب تحریم الکھانة واتبان الکھان، رقم: ۵۸۲۲۔

❷ مسند احمد: ۱۵۶/۴، رقم: ۱۷۴۲۲۔ سلسلۃ الاحادیث الصحیحة، رقم: ۴۹۲۔

نیز رسول کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((إِنَّ الرُّفَى وَالتَّمَائِمَ وَالتَّوَلَّهَ شِرْكٌ)) ❶

جھاڑ پھونک، تعویذ گنڈے اور محبت (کے لیے کیے جانے) والے منتر سب شرک ہیں۔ نیز جو لوگ ان شرکیہ تعویذوں کی طرف رجوع کرتے ہیں، اُن کے حق میں سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے بددعا فرمائی ہے:

((مَنْ تَعَلَّقَ تَمِيمَةً فَلَا أَتَمَّ اللَّهُ لَهُ، وَمَنْ تَعَلَّقَ وَدْعَةً، فَلَا وَدَعَ اللَّهُ لَهُ)) ❷

”جس نے تعویذ لٹکایا، اللہ تعالیٰ اُس کا کوئی کام پورا نہ کرے، اور جس نے کوئی سپی لٹکائی اللہ تعالیٰ اُسے کبھی آرام نہ دے۔“

(7) قومیت پرستی:

قومیت پرستی ایک بہت بڑا شرک کا دروازہ اور دین کی موت ہے۔ کسی بھی دور میں جب لوگ قومیت پرستی کے فتنے میں مبتلا ہوتے ہیں، اور اپنا سارا سرمایہ حیات اس کو سمجھ بیٹھتے ہیں، تو وہ اُس وقت شرک کا طوق اپنے گلے میں ڈال کر رب رحمان کو ناراض کر بیٹھتے ہیں، جس کے سبب وہ ہمیشہ کی تنزیلی کا شکار ہو کر اپنی دنیا اور عاقبت دونوں خراب کر بیٹھتے ہیں، جیسا کہ قزمان بن حارث ”غزوہ اُحد“ میں بے باکی اور بہادری سے لڑا اور کئی مشرکین کو موت کے گھاٹ بھی اتارا، لیکن رسول کریم ﷺ نے اُسے اہل دوزخ میں شمار کیا۔

((أَمَّا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ))

”یقیناً وہ (قزمان) اہل جہنم میں سے ہے۔“

❶ سنن ابی داؤد، کتاب الطب، باب فی تعلیق التمام، رقم: ۳۸۸۳۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ”صحیح“ کہا ہے۔

❷ مسند احمد، رقم: ۱۷۴۰۴۔ شیخ شعبان ابن داؤد نے اس حدیث کو ”حسن“ کہا ہے۔

اس لیے کہ قزمان بن حارث کا بے باکی سے لڑنا اور مشرکین کو موت کے گھاٹ اتارنا محض اپنی قوم کی نام وری کے لیے تھا، جیسا کہ اُس نے خود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے اس بات کا اظہار کیا۔

((وَاللّٰهُ مَا قَاتَلْنَا اِلَّا عَلَى الْاَحْسَابِ .)) ❶

”اللہ کی قسم! ہم نے خاندانی شرافت اور حسب کے لیے لڑائی لڑی ہے۔“

واضح رہے کہ قومیت پرستی کو اقوامِ عالم کے جملہ مذاہب نے مختلف صورتوں اور شکلوں میں قائم رکھا ہے۔ مثال کے طور پر کسی قوم کے افراد کے دماغوں میں یہ تصور قائم کیا گیا کہ شاہانِ مملکت رحمان کا سایہ ہوتے ہیں، جن کے سامنے کسی تنفس کو چون و چراں کرنے کی کوئی مجال نہیں ہوتی، اور انہیں ہمیشہ ظلِ الہی کہہ کر پکارا گیا۔

کسی قوم میں یہ تصور تھا کہ مذہبی پیشواؤں کے ساتھ دینی مسائل پر مکالمہ اور گفتگو کرنا کسی انسان کے لیے جائز نہیں۔

اور کسی قوم میں یہ تصور تھا کہ اشراف، رذیل اور بدکردار لوگوں سے بالاتر مخلوق ہوتے ہیں۔ لیکن رسول اکرم ﷺ نے ایسے نسل اور شخصی امتیازات کو ختم کرتے ہوئے اور ایسی حد بندیاں توڑتے ہوئے فرمایا:

((اَيُّهَا النَّاسُ اَلَا اِنَّ رَبَّكُمْ وَاَحَدٌ، وَاِنَّ اَبَاكُمْ وَاَحَدٌ، اَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلٰى عَجَمِيٍّ وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلٰى عَرَبِيٍّ، وَلَا اَحْمَرَ عَلٰى اَسْوَدَ وَلَا اَسْوَدَ عَلٰى اَحْمَرَ اِلَّا بِالتَّقْوٰى .)) ❷

”یقیناً تمہارا رب بھی ایک ہے، اور تمہارا باپ بھی ایک ہے۔ یاد رکھو! کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر، (نیز) سرخ کو سیاہ فام پر اور سیاہ فام کو سرخ پر

❶ الإصاہہ لابن حجر: ۳۳۵/۵، ترجمۃ رقم: ۷۱۲۳۔

❷ مسند احمد: ۴۱۱/۵، رقم: ۲۳۴۸۹۔ شیخ ارناؤٹ نے اسے ”صحیح الاسناد“ کہا ہے۔

کوئی برتری حاصل نہیں، البتہ جس میں تقویٰ زیادہ ہو، وہ عزت والا ہے۔“
(8) عقیدہ ”نُورٌ مِّنْ نُورِ اللّٰهِ“:

امام الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ یا کسی اور جلیل القدر ہستی کو ”نُورٌ مِّنْ نُورِ اللّٰهِ“ یعنی اللہ تعالیٰ کے نور میں سے نور کہنا حقیقتاً اللہ تعالیٰ کا جز و ٹھہرانے کے مترادف ہے جو کہ شرک ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کی نہ کوئی اولاد ہے، اور نہ ہی کوئی جزو، بلکہ وہ یکتا اور اکیلا ہے۔ جیسا کہ ارشاد الہی ہے:

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝۱ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝۲ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۝۳ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝۴﴾ (الاخلاص)

”(اے پیغمبر! اُن لوگوں سے جو اللہ کا حال پوچھتے ہیں یوں) کہہ دیجیے وہ اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اُس نے کسی کو جنا (نہ کوئی اُس کی اولاد) ہے نہ اُس کو کسی نے جنا (نہ وہ کسی کی اولاد) ہے، اور اُس کے برابر والا (جوڑ کا ہم سر) کوئی نہیں ہے۔“

یہ عقیدہ یعنی رسول اللہ ﷺ کو ”نُورٌ مِّنْ نُورِ اللّٰهِ“ کہنا قرآنی آیات اور احادیثِ صحیحہ کے صریح مخالف ہے۔

چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحٰى اِلٰى اِنَّمَا اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ﴾

(الکھف: ۱۱۰)

”آپ کہہ دیجیے کہ میں تو تمہارے جیسا ہی ایک انسان ہوں، مجھے وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود صرف ایک ہے۔“

اور ”سورۃ توبہ“ میں رسول اللہ ﷺ کو انسانی جنس ہی میں شمار کیا گیا ہے۔ جس سے اس باطل عقیدے کا قلع قمع ہوتا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ﴾ (التوبة: ۱۲۸)
 ”(مسلمانو!) تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک رسول آئے ہیں۔“

اور سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ أَنَسَى كَمَا تَنْسَوْنَ)) ❶

”میں تمہاری طرح کا انسان ہوں جس طرح تم بھول جاتے ہو (اسی طرح) میں بھی بھول جاتا ہوں۔“

اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے انسان و بشر ہونے کی دلیل دیتی ہوئی فرماتی ہیں:

”رسول اللہ ﷺ بشر کے سوا کوئی دوسری مخلوق نہ تھے (اس لیے کہ) وہ اپنے کپڑے خود دھوتے، اپنی بکری کا دودھ خود دھوتے اور اپنی خدمت آپ کیا کرتے تھے۔“ ❷

مذکورہ بالا دلائل سے یہ بات آفتاب نیم روز کی طرح عیاں ہو گئی کہ رسول معظم ﷺ اور دیگر انبیاء و رسل علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کی مخلوق ہیں۔ اور ان کے متعلق ”نور من نور اللہ“ کا عقیدہ رکھنا صریحاً باطل اور شرک ہے۔ لیکن مقام، شان و مرتبہ کے لحاظ سے، بعد از خدا توئی قصہ مختصر۔

2- شرک اصغر:

اللہ تبارک و تعالیٰ کے علاوہ کسی غیر کی خوشنودی کے لیے یا دکھلاوے کے لیے کوئی نیکی کرنا، ”شرک اصغر“ کہلاتا ہے، اور یہ شرک کی دوسری قسم ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

❶ صحیح بخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب التوجہ نحو القبلة حیث کان، رقم: ۴۰۱۔ صحیح مسلم،

کتاب المساجد ومواضع الصلوٰۃ، باب السهو فی الصلوٰۃ والسجود لہ، رقم: ۵۷۲۔

❷ شمائل ترمذی، رقم: ۳۴۴۔ الأدب المفرد للبخاری، رقم: ۵۴۱۔ صحیح ابن حبان ۵۶۷۵۔ ابن

حبان نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

﴿إِنَّ الْمُنَافِقِينَ يُخَدِعُونَ اللَّهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كُسَالَى يُزَآءُونَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا﴾ (١٤٢)

(النساء: ١٤٢)

”بے شک منافقین اللہ سے چالبازیاں کر رہیں، اور وہ انھیں اس چالبازی کا بدلہ دینے والا ہے، اور جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں، تو کمال بن کر کھڑے ہوتے ہیں، لوگوں سے ریاکاری کرتے ہیں، اور اللہ کو برائے نام یاد کرتے ہیں۔“
اور ریاکار آدمی کا جو عمل بھی ہو گا وہ برباد ہو جائے گا۔ چنانچہ اللہ جل جلالہ نے اسے ایک مثال دے کر سمجھایا۔ ارشاد الہی ہے:

﴿كَالَّذِي يُنْفِقُ مَالَهُ رِثَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَأَصَابَهُ وَابِلٌ فَتَرَكَهُ صَلْدًا لَا يَقْدِرُونَ عَلَى شَيْءٍ مِمَّا كَسَبُوا وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ﴾ (٢٦٤)

(البقرة: ٢٦٤)

”اُس آدمی کی مانند جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرتا ہے، اور یومِ آخرت پر ایمان نہیں رکھتا، اس کی مثال اُس چٹان کی ہے جس پر مٹی ہو، پھر اُس پر زور کی بارش ہو جو اُسے صرف ایک سخت پتھر چھوڑ دے۔ ان ریاکاروں نے جو کمایا تھا اُس میں سے انھیں کچھ بھی ہاتھ نہ آئے گا۔ اور اللہ کافروں کو ہدایت نہیں دیتا۔“

شُرک سب سے زیادہ خطرے اور خوف والی چیز ہے۔ جیسا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكَ الْأَصْغَرُ. قَالُوا: وَمَا الشِّرْكَ الْأَصْغَرُ؟ قَالَ: الرِّيَاءُ؛ يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لِأَصْحَابِ ذَلِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِذَا جَازَى النَّاسَ: إِذْهَبُوا إِلَى الَّذِينَ كُنْتُمْ

تَرَاؤُونَ فِي الدُّنْيَا؛ فَاَنْظُرُوا هَلْ تَجِدُونَ عِنْدَهُمْ جَزَاءً؟)) ❶

”سب سے زیادہ خوف والی چیز جس کا مجھے تم پر خوف ہے، وہ ”شرک اصغر“ ہے۔ لوگوں نے پوچھا: (اے اللہ کے رسول!) ”شرک اصغر“ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”دکھاوا“ جس روز لوگوں کو اُن کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا، اُس روز اللہ تعالیٰ اُن سے فرمائے گا: جاؤ، اُن لوگوں کے پاس جنہیں دکھانے کے لیے تم دنیا میں عمل کیا کرتے تھے اور دیکھو! تمہیں اُن کے پاس سے کوئی بدلہ ملتا ہے؟“

جو شخص عبادت مثلاً نماز وغیرہ میں ریاکاری کا مرتکب ہو، وہ دنیا اور آخرت دونوں میں ناکام و نامراد ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ارشاد الہی ہے:

﴿قَوْلٌ لِلْمُصَلِّينَ ۖ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۚ الَّذِينَ هُمْ يُرَآءُونَ﴾ (الماعون: ۴-۶)

”پس دلیل یا ہلاکت ہے اُن نمازیوں کے لیے جو اپنی نمازوں سے غفلت برتتے ہیں، جو لوگوں کو دکھاتے ہیں۔“

چنانچہ ڈاکٹر محمد لقمان سلفی اس کی تفسیر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

”اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اُن منافقین کی حقیقت کھول دی کہ: ”ان کی نماز لوگوں کے دکھاوے کے لیے ہوتی ہے۔“ چونکہ وہ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے، اس لیے وہ اپنی اس نماز سے نہ ثواب کی امید رکھتے ہیں، اور نہ عذاب و عقاب کا خوف۔“ ❷

علاوہ ازیں رسول اللہ ﷺ نے ریاکار نمازیوں کی وہ شرمندگی جو انہیں روز قیامت پیش آنی ہے، اُس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

((يَكْشِفُ رَبَّنَا عَنْ سَاقِهِ، فَيَسْجُدُ لَهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ، وَيَبْقَى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ فِي الدُّنْيَا رِيَاءً وَسُمْعَةً، فَيَذْهَبُ لِيَسْجُدَ، فَيَعُودُ ظَهْرُهُ طَبَقًا وَاحِدًا)) ❶

”روزِ قیامت ہمارا رب اپنی پنڈلی ظاہر کرے گا تو (تمام) مؤمن مرد و عورتیں (اسے دیکھ کر) سجدہ ریز ہو جائیں گے، اور (وہاں صرف) وہ لوگ رہ جائیں گے جو دنیا میں لوگوں کو دکھانے اور سنانے کے لیے سجدہ کیا کرتے تھے، وہ بھی سجدہ ریز ہونا چاہیں گے، لیکن اُن کی پیٹھ اکڑ کر ایک تختہ بن جائے گی۔“

اس سے معلوم ہوا جو کوئی عزت و مرتبہ اور لوگوں سے داد حاصل کرنے یا اپنے آپ کو نیک باور کروانے کے لیے عبادت کرتا ہے، وہ قطعاً فلاح نہیں پاسکتا۔ فلاح پانا تو درکنار وہ دنیا و آخرت دونوں میں رسوائی سے دوچار ہوتا ہے۔ البتہ اللہ تعالیٰ اُسے اُس کے عمل کے مطابق عزت و شہرت بھی دے دیتا ہے، اور لوگوں میں اس کو اپنا عمل بھی دکھا دیتا ہے۔ جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ سَمِعَ سَمِعَ اللَّهُ بِهِ، وَمَنْ رَأَى رَأَى اللَّهُ بِهِ)) ❷

”جو کوئی اپنے عمل سے شہرت کمانا چاہے اللہ اُسے شہرت دے دیتا ہے، اور جو اپنا عمل لوگوں کو دکھانا چاہے اللہ تعالیٰ اُسے دکھا دیتا ہے۔“

لیکن یہاں ایک بات کی وضاحت کرنا ضروری ہے وہ یہ کہ بسا اوقات آدمی ثواب کی نیت سے اور وہ بھی لوگوں کو دکھا کر نیک کام کر رہا ہوتا ہے، لیکن اُس کے دکھانے میں غرض و غایت یہ ہوتی ہے کہ لوگ بھی اُسے دیکھ کر نیک اور اچھا عمل کریں، تاکہ وہ بھی ثواب کے مستحق ٹھہریں، تو ایسی صورت نہ صرف جائز بلکہ مستحسن ہے، اور جتنے لوگ بھی اُس کو دیکھ کر یہ

❶ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب (يَوْمَ يَكْشِفُ عَنْ سَاقِي)، رقم: ۴۹۱۹.

❷ صحیح مسلم، کتاب الزہد، باب تحريم الرياء: ۷۴۷۶.

عمل کریں گے اُن کے ثواب میں یہ بھی شریک ہوگا۔ ارشاد الہی ہے:

﴿إِنْ تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَإِنْ تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ﴾ (البقرة: ۲۷۱)

”اگر تم صدقات و خیرات کو ظاہر کرتے ہو تو اچھی ہی بات ہے، اور اگر چھپاؤں کو دیتے وقت اُسے چھپاتے ہو، تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔“

اور اسی طرح اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے اچھا عمل کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں اُس کی محبت ڈال دے، اور وہ اُس کی مدح و ثنا اور تعریفیں کرنے لگیں اور اُس پر وہ مسرت و خوشی محسوس کرے تو اس میں کوئی مضائقہ والی بات نہیں، بلکہ یہ اُس آدمی کے لیے دنیا میں بشارت الہی ہے۔ جیسا کہ سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((قِيلَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ: أَرَأَيْتَ الرَّجُلَ يَعْمَلُ الْعَمَلَ مِنَ الْخَيْرِ وَيَحْمَدُهُ النَّاسُ عَلَيْهِ؟ قَالَ: يَلْكَ عَاجِلُ بُشْرَى الْمُؤْمِنِ)) ❶

”رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ آپ اُس آدمی کے بارے میں کیا فرماتے ہیں، جو نیک عمل کرتا ہے اور لوگ (اس عمل پر) اس کی تعریف کرتے ہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ مؤمن کے لیے ایک خوشخبری ہے (جو اُسے جلدی مل جانی والی ہے)۔“

(9) غیر اللہ کی قسم کھانا:

اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی مخلوقات میں سے جس کی چاہتا ہے قسم کھاتا ہے، لیکن مخلوق کے لیے اللہ تبارک و تعالیٰ کے سوا کسی اور کی قسم کھانا قطعاً حرام ہے، مگر افسوس کہ بے شمار لوگوں کی زبان پر غیر اللہ کی قسمیں جاری رہتی ہیں، مثلاً کسی رسول، نبی، ولی، پیر یا فرشتے کی قسم کھانا

❶ صحیح مسلم، کتاب البر، باب إِذَا أَتَى عَلَى الصَّالِحِ فَبِئْسَ بَشْرَى وَلَا تَقْرَهُ، رقم: ۶۷۲۱۔

اور اسی طرح اپنے آباؤ اجداد یا ان کی عزت و شرافت کی قسم کھانا یا ان کے علاوہ ایسی کوئی بھی قسم کھانا جو جاہل کھایا کرتے ہیں۔ قطعاً ناجائز ہے۔ دراصل ”قسم“، تعظیم کی ایک قسم ہے اور ایسی تعظیم کا حق صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو روا ہے۔ جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

((أَلَا إِنَّ اللَّهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ، مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللَّهِ.)) ❶

”خبردار! اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنے باپ دادا کی قسم کھانے سے منع فرمایا ہے، لہذا جو قسم کھانا چاہے، وہ صرف اللہ کی قسم کھائے۔“

اس سے معلوم ہوا کہ قسم صرف اللہ تعالیٰ کی ہی کھانی چاہیے، اس کے سوا کسی اور کی قسم کھانا قطعاً شرک ہے۔ جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللَّهِ فَقَدْ أَشْرَكَ.)) ❷

”جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی تحقیق اس نے شرک کیا۔“

لہذا کسی آدمی کو قسم کھانا ہو تو اُسے چاہیے کہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی قسم کھائے، ورنہ خاموش رہے۔ اور اگر اللہ کے سوا کسی اور کی قسم کھالے، تو اسے چاہیے کہ فوراً بطور کفارہ ”لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِي حَلْفِهِ: بِاللَّاتِ وَالْعُزَّى، فَلْيَقُلْ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ.)) ❸

❶ صحیح البخاری، کتاب الإیمان والنذور، رقم: ۶۶۴۶۔

❷ سنن ابی داؤد، کتاب الإیمان والنذور، رقم: ۳۲۵۱۔ سنن الترمذی، کتاب النذور والإیمان،

رقم: ۱۵۳۵۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۶۲۰۴۔ ارواء الغلیل، رقم: ۲۵۶۱۔

❸ صحیح بخاری، کتاب الإیمان والنذور، باب: لا یحلف باللات والعزى ولا بالظواغیت، رقم: ۶۶۵۰۔

”جو کوئی قسم کھاتے وقت لات وعزئی کی قسم کھا بیٹھا ہو اُسے چاہیے کہ وہ فوراً ”لا
 الہ الا اللہ“ کہہ دے۔“

(10) بدشگونی لینا:

نبی مکرم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی جب بعثت ہوئی تو دنیا جہالت کے گھناٹوں پر
 اندھیروں میں غرق تھی اور طرح طرح کے شیطانی وسوسوں اور شرکیہ توہمات میں پھنسی ہوئی
 تھی۔ جاہلیت کے شرکیہ عقائد میں جہاں بتوں کو معبود بنانا، انبیاء علیہم السلام کو مشکل کشا ماننا،
 جنات کی پناہ مانگنا تھا، وہاں بدشگونی لینے کا عقیدہ بھی قائم تھا۔

بدشگونی کے لیے لغت عرب میں لفظ ”الطَّيْرَةُ“ استعمال ہوتا ہے، جس کے معنی ”کسی
 چیز کو باعثِ نحوست و بدشگونی قرار دینے“ کے ہیں۔ جیسا کہ ارشادِ الہی ہے:

﴿فَإِذَا جَاءَهُمْ الْحَسَنَةُ قَالُوا لَنَا هَذِهِ وَإِنْ تُصِيبُهُمْ سَيِّئَةٌ يَطَّيَّرُوا
 بِمُؤْسَىٰ وَمَنْ مَّعَهُ إِلَّا إِمَّا يَنْظُرُهُمْ عِنْدَ اللَّهِ وَلَكِنْ أَكْثَرُهُمْ لَا
 يَعْلَمُونَ ﴿١٣١﴾﴾ (الأعراف: ۱۳۱)

”پس جب انھیں کوئی اچھی چیز ملتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم تو ہیں ہی اس کے
 حقدار، اور اگر اُن کو کوئی بد حالی پیش آتی، تو موسیٰ اور اُن کے ساتھیوں کی
 نحوست بتلاتے، حالانکہ اُن کی نحوست تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے، لیکن اُن
 کے اکثر لوگ نہیں جانتے۔“

اہل عرب جب کسی اہم کام کا ارادہ کرتے مثلاً کسی ملک یا علاقے کو سفر کرنا چاہتے، تو
 کوئی پرندہ پکڑ لیتے اور پھر اُسے چھوڑ دیتے تھے۔ اگر وہ دائیں جانب کو جاتا تو اسے نیک
 شگون سمجھتے اور وہ اپنا مطلوبہ کام یا سفر جاری رکھتے تھے، اور اگر وہ پرندہ بائیں جانب کو جاتا
 تو اُسے بدشگون قرار دیتے تھے، اور اپنا سفر یا ارادہ وغیرہ ترک کر دیا کرتے تھے۔

اس عقیدے میں اور بھی بہت ساری چیزیں شامل کی جاسکتی ہیں، مثلاً مہینوں میں سے

کسی مہینے کو بدشگون قرار دینا، جیسے کہ بعض لوگ ماہ صفر کو نحوست اور بدشگونی کا مہینہ قرار دیتے ہیں اور اس میں شادی وغیرہ نہیں کرتے۔

بہر حال بدشگونی کا عقیدہ قطعی حرام ہے، اور توحید کے یکسر منافی ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس عقیدہ کی تردید میں فرمایا:

((الطَّيْرَةُ شِرْكٌ.)) ❶

”بدشگونی شرک ہے۔“

نیز رسول مکرم ﷺ نے ایسے شرک کے تمام مرتکبین سے اظہار برأت فرمایا ہے۔ چنانچہ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَطْيَرُ أَوْ تُطْيِرُ لَهُ أَوْ تَكْهَنُ أَوْ تُكْهَنُ لَهُ.)) ❷

”وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جس نے نحوست پکڑی یا جس کے لیے نحوست

پکڑی گئی، (اور) نہ وہ شخص جو کہانت کرے یا اُس کے لیے کہانت کی جائے۔“

بہر حال ہر آدمی کو چاہیے کہ بدشگونی سے بچ کر قرآن اور سنت کی سچی اتباع کرے، تاکہ دونوں جہانوں میں اُسے کامیابی و کامرانی کی سعادت حاصل ہو سکے۔

(11) اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا اُمید ہونا:

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا اُمید اور مایوس ہونا قطعاً اہل ایمان اور اہل اسلام کا طریقہ نہیں ہے، بلکہ گمراہ اور کافر قوم کا طریقہ ہے، جیسا کہ ارشاد الہی ہے:

﴿قَالَ وَمَنْ يَقْنَطُ مِنْ دَحْمَةِ رَبِّهِ إِلَّا الضَّالُّونَ ۝﴾ (الحجر: ۵۶)

”سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے کہا: گمراہوں کے سوا اپنے رب کی رحمت سے کون

❶ سنن ابی داؤد، کتاب الطب، باب فی الطیور، رقم: ۳۹۱۰۔ سنن الترمذی، کتاب السیر، باب ماجاء فی الطیور، رقم: ۱۶۱۴۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۳۹۶۰۔ سلسلۃ الصحیحہ، رقم: ۴۲۹۔

❷ طبرانی کبیر: ۱۶۲/۱۸۔ مسند بزار، رقم: ۳۰۴۴۔ مجمع الزوائد: ۱۴۳/۵۔ علامہ غزالی نے اس کے رجال کو ”ثقة“ قرار دیا ہے۔

نا امید ہو سکتا ہے۔“

نیز ایک اور مقام پر جناب سیدنا یعقوب علیہ السلام کی نصیحت (جو انھوں نے اپنے بیٹوں کو کی تھی) کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿يَبْنَئِي أَذْهُبُوا فَتَحَسُّسُوا مِنْ يُوسُفَ وَأَخِيهِ وَلَا تَأْيِسُوا مِنْ رَوْحِ اللَّهِ إِنَّهُ لَا يَأْيِسُ مِنْ رَوْحِ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ ۝﴾

(یوسف: ۸۷)

”اے میرے بیٹو! تم جاؤ اور یوسف اور اُس کے بھائی کا پتہ لگاؤ، اور اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہو، اللہ کی رحمت سے صرف کافر لوگ نا امید ہوتے ہیں۔“
علاوہ ازیں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما گناہوں کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بڑے گناہوں میں سے ایک گناہ یہ بھی ہے:

((الْقَنُوطُ مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ.)) ❶

”(بڑے گناہوں میں سے ایک گناہ) اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا امید ہو جانا ہے۔“
سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول مکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

((إِنْ إِبْلِيسَ قَالَ لِرَبِّهِ: بِعِزَّتِكَ وَجَلَالِكَ لَا أَبْرَحُ أُغْوِي بَنِي آدَمَ مَا دَامَتِ الْأَرْوَاحُ فِيهِمْ، فَقَالَ لَهُ اللَّهُ: فَبِعِزَّتِي وَجَلَالِي لَا أَبْرَحُ أَغْفِرُ لَهُمْ مَا اسْتَغْفَرُونِي.)) ❷

”ابلیس نے اپنے رب سے کہا: تیری عزت و جلال کی قسم! میں اولادِ آدم کو اُس

❶ طبرہنی کبیر، رقم: ۸۶۹۵، ۸۶۹۷، ۸۶۹۸۔ علامہ بیہقی نے اسے ”صحیح“ کہا ہے مجمع الزوائد: ۱۳۷/۱۔

❷ مسند احمد: ۲۹/۳، رقم: ۱۱۲۴۴۔ شیخ ابن کاد نے اسے ”حسن“ کہا ہے۔ مسند ابی یعلیٰ:

۱/۳۹۹، رقم: ۱۲۷۴۔

وقت تک گمراہ کرتا رہوں گا جب تک اُن میں روح پائی جائے گی، تو اللہ تعالیٰ نے اُسے جواب فرمایا: مجھے میری عزت و جلال کی قسم! میں انھیں اُس وقت تک بخشا رہوں گا جب تک وہ مجھ سے بخشش طلب کرتے رہیں گے۔“

اس فرمانِ نبوی سے معلوم ہوا کہ جو آدمی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اُمید رکھتے ہوئے سچے دل سے اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرے گا، تو اللہ تعالیٰ اُسے بخش دیں گے، اور اس کے برعکس اگر اللہ کی رحمت سے جو نا اُمید اور مایوس ہو گیا، تو شیطانی چکر میں پھنس کر گمراہ ہو جائے گا اور دونوں جہانوں کی ہلاکت اُس کا مقدر بن جائے گی۔

(12) اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرنا:

اللہ تعالیٰ کے تمام بنی آدم، بلکہ تمام مخلوقات پر بے پایاں انعامات و احسانات ہیں، جو شخص ان انعامات و احسانات کی پاسداری اور خیال کرتے ہوئے اللہ کا شکر کرے تو اللہ تعالیٰ اُسے تمام اُمور میں کامیابی اور مزید ترقی عطا فرمائے گا، اور اس کے برعکس اگر وہ اللہ کی ناشکری کرنے پہ اُتر آیا جو کہ ایک بہت بڑا جرم اور گناہ ہے، تو اللہ تعالیٰ اُسے تمام انعامات سے محروم کر کے عذاب میں مبتلا کر دے گا۔ جیسا کہ ارشادِ الہی ہے:

﴿وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ﴾ (ابراہیم: ۷)

”اور جب تمہارے رب نے یہ خبر دی کہ اگر تم شکرگزاری کرو گے، تو بے شک میں تمہیں زیادہ دوں گا، اور اگر تم ناشکری کرو گے تو یقیناً میرا عذاب بہت سخت ہے۔“

ایک دوسرے مقام پر یوں ارشادِ الہی ہے:

﴿إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ أَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيهِ ۖ فَعَلَّمْنَاهُ سَمِيعًا ۖ بَصِيرًا ۖ إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ ۖ إِمَّا شَاكِرًا ۖ وَإِمَّا كَفُورًا ۖ إِنَّا آخِذُونَ

لِّلْكَافِرِينَ سَلَاسِلًا وَأَغْلَالًا وَسَعِيرًا ﴿٥٠﴾ إِنَّ الْأَكْثَرَ يَشْرَبُونَ مِنْ كَأْسٍ
كَانَ مِزَاجُهَا كَافُورًا ﴿٥١﴾ (الدھر: ۲-۶)

”بے شک ہم نے انسان کو مخلوط نطفہ سے پیدا کیا ہے، تاکہ ہم اُسے آزمائیں
پس ہم نے اُسے ستار دیکھنا بنایا۔ بے شک ہم نے راہِ راست کی طرف اُس کی
رہنمائی کر دی ہے، اب خواہ وہ شکر گزار بنے یا ناشکر۔ بے شک ہم نے کافروں
کے لیے زنجیریں، طوق اور بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہے۔ بے شک ٹیک لوگ
(جنت میں) ایسے جام پئیں گے جس میں کافور ملا ہوگا۔“

نیز ایک جگہ انتہائی تنبیہی انداز میں ارشاد فرمایا:

﴿مَا يَفْعَلُ اللَّهُ بِعَذَابِكُمْ إِن شَكَرْتُمْ وَآمَنْتُمْ ۖ وَكَانَ اللَّهُ شَاكِرًا
عَلِيمًا﴾ (النساء: ۱۴۷)

”اگر تم شکر ادا کرو گے اور ایمان لاؤ گے، تو اللہ تمہیں عذاب دے کر کیا کرے
گا؟ اور اللہ بڑا قدر کرنے والا، اور بڑا علم والا ہے۔“

ان مذکورہ بالا تمام آیات پر غور کرنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آدمی کو چاہیے کہ
ناشکری اور نافرمانی کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ پر ایمان اور عملِ صالح کے ذریعہ اُس کے
بے پایاں انعامات و احسانات کا شکریہ ادا کرے، اور اللہ کے ہاں مزید اجر و ثواب اور
ترقیوں کا مستحق ٹھہرے، وگرنہ سراسر بتائی اور ہلاکت ہے۔

(13) اللہ تعالیٰ کی صفات کا انکار اور تاویل کرنا:

اللہ تعالیٰ کی ذات پر جس طرح ایمان رکھنا فرض ہے، ٹھیک اسی طرح اُس کے صفات
پر ایمان رکھنا بھی فرض ہے، لیکن انتہائی افسوس کہ بعض لوگ اللہ تعالیٰ کے ذاتی ناموں پر تو
ایمان رکھتے ہیں، لیکن صفاتی ناموں سے چڑتے اور ان کا انکار کرتے ہیں، چنانچہ اللہ تبارک
و تعالیٰ نے کفارِ قریش کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿كَذَلِكَ أَرْسَلْنَاكَ فِي أُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَا أُمَمٌ لِّتَتْلُوَ عَلَيْهِمُ
الَّذِي إِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُونَ بِالرَّحْمَنِ قُلْ هُوَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ
تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ مَتَابٍ ﴿٣٠﴾﴾ (الرعد: ٣٠)

”ہم نے اسی طرح آپ کو ایسی قوم کے لیے رسول بنا کر بھیجا ہے، جن سے پہلے بہت سی قومیں گزر چکی ہیں، تاکہ آپ انہیں وہ قرآن پڑھ کر سنائیں جو ہم نے آپ کو بذریعہ وحی دیا ہے، اور وہ لوگ جو اللہ رحمان کے منکر ہیں، آپ کہہ دیجیے کہ وہی میرا رب ہے، اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، میں نے اسی پر بھروسہ کیا ہے، اور اسی کی طرف میرا لوٹنا ہے۔“

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ کفارِ قریش اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ”رحمن“ کے انکاری تھے۔ اور اس پر مستزاد صحیح بخاری میں سیدنا خرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے:

”صلح حدیبیہ کے موقع پر جب نبی مکرم محمد رسول اللہ ﷺ نے صلح نامہ کے آغاز میں ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ تحریر کروایا تھا، تو اس پر قریش کے نمائندے سہیل بن عمرو نے یہ اعتراض کر دیا کہ یہ ”رحمن“ کون ہے، ہم اسے نہیں جانتے۔ جب یہ اختلاف بڑھنے لگا، تو رسول اکرم ﷺ نے حکم فرمایا: یہ جملہ مذاکرِ قریش کے دستور کے مطابق ”بِاسْمِكَ اللَّهُ“ لکھ دیا جائے۔“ ①

اور امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ایک قول نقل کیا ہے، جو انھوں نے ایک ایسے آدمی کو دیکھ کر فرمایا جسے صفاتِ الہی کے بارے میں ایک حدیث سن کر یوں گھبراہٹ ہوئی، جیسے یہ حدیث اُس آدمی کو پسند ہی نہ آئی ہو۔ چنانچہ جب انھوں نے اُسے اس حالت میں دیکھا، تو فرمانے لگے:

((مَا فَرَّقَ مِنْ هَؤُلَاءِ يَجِدُونَ عِنْدَ مُحْكِمِهِ، وَيَهْلِكُونَ عِنْدَ

مَتَّشَابِهَةٌ ۱))

”ایسے لوگوں سے دُور رہنا چاہیے جو اللہ تعالیٰ کی محکم آیات سن کر ان پر ایمان لاتے ہیں، لیکن متشابہہ آیات سن کر ہلاکت میں پڑ جاتے ہیں، یعنی تاویل کرتے ہیں۔“

(14) اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلانا:

اللہ تبارک و تعالیٰ کی آیات کی تکذیب اور ان کا مذاق اڑانا انتہائی خطرناک جرم اور بہت بڑا گناہ ہے، جو انسان کو اُس کے مقصدِ حقیقی (دُنیا میں آنے کا مقصد) سے دور کر کے اُس کے تمام نیک اور اچھے اعمال کا صفایا کر کے رکھ دیتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ہدایت سے محرومی، ہمیشہ کا خسارہ اور دنیا و آخرت میں نقصان اٹھانا اُس کا مقدر بن جاتا ہے۔ چنانچہ ارشادِ الہی ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ لَا يَهْدِيهِمُ اللَّهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝﴾ (النحل: ۱۰۴)

”جو لوگ اللہ کی آیات پر ایمان نہیں لاتے، اللہ انہیں ہدایت نہیں دیتا، اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔“

ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخٰسِرُونَ ۝﴾

(الزمر: ۶۳)

”اور جو لوگ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں، وہی خسارہ اٹھانے والے ہیں۔“

نیز ایک مقام پر ارشاد فرمایا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیات کی تکذیب کرتے ہیں وہ

جہنمی ہیں، لیکن یہ بات واضح رہے کہ تکذیب کسی بھی صورت میں ہو، چاہے تسخرو مذاق کی صورت میں، یا تکبر و غرور کی صورت میں یا پھر کھلے انکار کی صورت میں، بہر حال وہ جہنم میں دخول کا باعث ہے۔

﴿وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَهَنَّمَ ۖ﴾

(المائدة: ۱۰)

”اور جو لوگ کفر کریں، اور ہماری آیتوں کو جھٹلائیں وہی جہنمی ہیں۔“

اور یہ بھی یاد رہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیات کی تکذیب کرتے ہیں، ہلاکت و تباہی کے بھنور میں اس طرح پھنس جاتے ہیں کہ انھیں پتہ تک نہیں ہوتا۔ جیسا کہ ارشاد الہی ہے:

﴿وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ ۖ﴾

(الأعراف: ۱۸۲)

”اور جو لوگ ہماری آیات کو جھٹلاتے ہیں، ہم انھیں بتدریج (گرفت میں)

لیے جا رہے ہیں اس طور پر کہ انھیں خبر بھی نہیں ہوتی۔“

(۱۵) اللہ تعالیٰ کی ذات پر جھوٹ باندھنا:

اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس پر افتراء پر دازی یعنی جو بات اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمائی، لیکن اُسے اللہ کی طرف منسوب کرنا، یقیناً بہت بڑا گناہ اور ظلم ہے، اور اللہ تعالیٰ کو اذیت و تکلیف پہنچاتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِنَا ۚ﴾

آلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكَافِرِينَ ۖ﴾ (العنکبوت: ۶۸)

”اور اُس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے، یا جب حق اُس

کے پاس آ جائے، تو وہ اُسے جھٹلائے، کیا ایسے کافروں کا ٹھکانہ جہنم نہیں ہے؟“

ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿وَيَوْمَ الْقِيَمَةِ تَرَى الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى اللَّهِ وُجُوهُهُم مُّسْوَدَّةٌ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِينَ ۝﴾ (الزمر: ۶۰)

”اور آپ قیامت کے دن دیکھیں گے کہ جن لوگوں نے (دنیا میں) اللہ پر افترا پردازی کی تھی، اُن کے چہرے سیاہ ہوں گے، کیا جہنم میں تکبر کرنے والوں کے لیے کوئی ٹھکانہ نہیں ہے؟“

اللہ تعالیٰ کی ذات پر جھوٹ باندھنا اللہ تعالیٰ کو اذیت و تکلیف پہنچانے کے مترادف ہے، اور جو کوئی اللہ یا اُس کے رسول ﷺ کو اذیت و تکلیف پہنچائے وہ لعنت اور دردناک عذاب کا مستحق ہے۔ جیسا کہ ارشاد الہی ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا ۝﴾ (الاحزاب: ۵۷)

”بے شک جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول کو تکلیف پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں، اللہ اُن پر دنیا اور آخرت میں لعنت بھیجتا ہے، اور اُن کے لیے رسوا کن عذاب تیار کر رکھا ہے۔“

(16) سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھنا:

رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس پر افترا پردازی یعنی جو بات رسول اللہ ﷺ نے نہیں فرمائی، وہ آپ ﷺ کی طرف منسوب کرنا، انسان کو جہنم میں لے جاتا ہے۔ چنانچہ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا:

((إِنْ كَذَبَا عَلَيَّ لَيْسَ كَكُذِبِ عَلَى أَحَدٍ، مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَّبِعُوا مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ)) ❶

❶ صحیح بخاری، کتاب الحناظر، باب مَا يُكْفَرُ مِنَ الْبَيِّنَاتِ عَلَى النَّبِيِّ، رقم: ۱۲۹۱۔ صحیح مسلم، المقدمة، باب تَغْلِيظُ الْكَذْبِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، رقم: ۵۰۔

”مجھ پر جھوٹ باندھنا کسی دوسرے پر جھوٹ باندھنے کی مانند نہیں ہے، جو کوئی مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھے اُس کو اپنا ٹھکانہ جہنم بنا لینا چاہیے۔“

نیز رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ يَقُلْ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ فَلْيَتَّبِعُوا مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ)) ❶

”جو کوئی مجھ پر ایسی بات منسوب کرے جو میں نے نہیں کہی، اُسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانہ آگ بنا لے۔“

لیکن افسوس کہ بڑے بڑے واعظین، خطباء اور مقررین اپنے اپنے عقول، خطبوں اور تقریروں میں ضعیف، موضوع اور من گھڑت قسم کی روایات لوگوں کو سنا کر اُن کے ایمان و یقین کو خراب کرتے اور بگاڑتے ہیں۔ (اس طرح وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف جھوٹی بات منسوب کرتے ہیں۔)

(17) اطاعت رسول اللہ ﷺ پر تقلید کو ترجیح دینا:

نبی مکرم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری تمام بنی آدم پر فرض اور لازم ہے، اس لیے کہ وہ انسانی ہدایت کا سرچشمہ ہیں۔ چنانچہ ارشاد الہی ہے:

﴿وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يَدْخُلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ❷﴾ (النساء: ۱۳)

”اور جو اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرے گا، تو وہ اُسے جنتوں میں داخل کرے گا، جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، اُن میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اور یہ بہت بڑی کامیابی ہوگی۔“

ایک دوسرے مقام پر فرضیت اطاعت کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ

فَإِنْ تَكَزَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ
بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ﴿٥٩﴾ (النساء: ٥٩)

”اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو، اور رسول کی اطاعت کرو اور تم میں سے جو ارباب حل و عقد ہیں اُن کی، پھر اگر کسی معاملہ میں تمہارا اختلاف ہو جائے، تو اُسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو اگر تم اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو، اسی میں بھلائی ہے اور انجام کے اعتبار سے یہی اچھا ہے۔“

اس آیت شریفہ سے یہ آشکارا ہو گیا کہ اطاعت مستقل بالذات صرف اور صرف اللہ اور اُس کے رسول جناب محمد ﷺ کی ہے اور کسی کی نہیں۔ بقیہ اعیانِ سلطنت یا اہل علم کی اطاعت تب کی جائے گی، جب وہ اللہ اور اُس کے رسول کے بتائے ہوئے احکامات کے مطابق فتویٰ، مسئلہ یا پھر کوئی فیصلہ کریں گے۔

لیکن یہ بات یاد رہے کہ جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت و فرمانبرداری پر علماء، صلحاء، آئمہ، أمراء اور اپنے آباؤ اجداد کی تقلید کو ترجیح اور اہمیت دیتے ہیں، جو کہ ایک بہت بڑا گناہ ہے۔ وہ قطعاً ہدایت یافتہ نہیں ہو سکتے، اور نہ ہی وہ دونوں جہانوں میں کامیاب ہو سکتے ہیں، بلکہ اُن کے لیے اللہ نے آخرت میں رسوا کن عذاب تیار کر رکھا ہے۔ نیز جو علماء اور پیر اپنی پیٹ پوجا اور اکاؤنٹ بیلنس بڑھانے کے لیے اپنا تقلیدی جال بچھا کر لوگوں کو ضعیف، موضوع اور من گھڑت روایات سنا سنا کر اور اسی طرح مختلف حیلے تراش تراش کر انھیں اللہ اور اُس کے رسول کے سچے دین سے روکتے ہیں۔ اُن کے لیے بھی اللہ تعالیٰ نے بڑا سخت عذاب تیار کر رکھا ہے۔

قارئین کرام! اب ہم سطور ذیل میں چند آیات نقل کر رہے ہیں جو اس مسئلہ کی مزید وضاحت کے لیے کافی ہوں گی۔ ان شاء اللہ!

جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لانے کا دعویٰ تو کرتے ہیں، لیکن جب انھیں

قرآن و سنت کے مطابق فیصلہ کرنے کے لیے بلایا جائے، تو اعراض کر جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَيَقُولُونَ آمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُولِ وَأَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلَّى فَرِيقٌ مِّنْهُمْ مِّنْ بَعْدِ ذَلِكَ وَمَا أُولَٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ۝۴۷ وَإِذَا دُعُوا إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُونَ ۝۴۸﴾ (النور: ۴۷-۴۸)

”اور (منافق) کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آئے ہیں، اور ہم نے اطاعت قبول کر لی ہے، پھر اس کے بعد اُن میں سے ایک گروہ روگردانی کرتا ہے، اور وہ لوگ کبھی ایمان والے تھے ہی نہیں۔ اور جب انھیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے، تاکہ وہ اُن کے درمیان فیصلہ کر دے، تو اُن کا ایک گروہ منہ موڑنے والا ہوتا ہے۔“

اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا اپنے علماء اور پیروں کو اشیاء کے حلال و حرام کا اختیار (جس کو انھوں نے حلال کہا اُسے حلال سمجھ لینا اور جس کو انھوں نے حرام کہا اُسے حرام سمجھ لینا) دے بیٹھتے ہیں، اُن کی مذمت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهَبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّنْ دُونِ اللّٰهِ﴾ (التوبة: ۳۱)

”اُن لوگوں نے اپنے عالموں اور عابدوں کو اللہ کی بجائے رب بنالیا۔“

جو عالم اور پیر (اپنی تقلید کا جال بچھا کر) دنیاوی مفادات کی خاطر لوگوں کی مرضی کے مطابق فتویٰ دیتے ہیں، جب کہ حقیقتاً وہ اس طرح کر کے لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے سچے دین سے روک رہے ہوتے ہیں، ایسے لوگوں کی مذمت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَآكُفُّونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللّٰهِ وَالَّذِينَ يَكُمِزُونَ الذَّهَبَ

وَالْفِضَّةَ وَلَا يَنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٣٧﴾
يُخْنِ عَلَيْهِمُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَيُكْوَىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وظُهُورُهُمْ
هَذَا مَا كُنْتُمْ لَا تَفْسِكُمْ فَلذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿٣٨﴾

(التوبة: ۳۴-۳۵)

”اے ایمان والو! بہت سے علماء اور عابد (گرجوں کے پجاری) لوگوں کا مال ناجائز کھاتے ہیں، اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں، اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں، اور اُسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، تو آپ انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری دے دیجیے۔ جس دن اسے جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا، پھر اُس کے ذریعے اُن کی پیشانیوں اُن کے پہلوؤں اور اُن کی پیٹھوں کو داغا جائے گا (اور اُن سے کہا جائے گا کہ) یہی ہے وہ مال جو تم نے اپنے لیے جمع کیا تھا، تو اب چکھو اُس کا مزہ جو تم جمع کرتے تھے۔“

اور جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کی بجائے اپنے آباؤ اجداد کی اندھی تقلید (جو کہ ایک گمراہی ہے) کرتے ہیں، اور اسی کو ترجیح دیتے ہیں۔ اُن کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَكَذَلِكَ مَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِي قَرْنٍ مِّنْ نَّذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَا إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَىٰ أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَىٰ آثَرِهِمْ مُّقْتَدُونَ ﴿٣٩﴾﴾

(الزخرف: ۲۳)

”اور اسی طرح ہم نے آپ سے پہلے جب بھی کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا (نبی) بھیجا، تو اُن کے عیش پرستوں نے کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو ایک طریقہ پر چلتے پایا ہے، اور ہم یقیناً انہی کے نقش قدم کی پیروی کرنے والے ہیں۔“

مذکورہ بالا تمام آیات سے واضح ہوا کہ جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت سے انحراف کر کے کسی غیر کی تقلید کرتے ہیں، وہ قطعاً ہدایت یافتہ نہیں ہو سکتے، اور نہ دنیا و آخرت میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو نبی مکرم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی سچی اطاعت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین) کیوں کہ جس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی گویا اُس نے اللہ کی اطاعت کی۔ جیسا کہ فرمان الہی ہے:

﴿مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾ (النساء: ۸۰)

”جس نے رسول کی اطاعت کی اسی نے اللہ کی اطاعت کی۔“

اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللَّهَ)) ❶

”جس نے میری فرمانبرداری کی (گویا) اُس نے اللہ کی فرمانبرداری کی، اور

جس نے میری نافرمانی کی (گویا) اُس نے اللہ کی نافرمانی کی۔“

(۱۸) رسول اللہ ﷺ کی شان کو گھٹانا یا بڑھانا:

اللہ تبارک و تعالیٰ کے تمام انبیاء و رسل علیہم السلام انتہائی معظم و مکرم اور درجہ کے اعتبار سے تمام بنی آدم و دیگر مخلوقات سے بلند تر ہوتے ہیں، لیکن کسی امتی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ کسی نبی یا رسول یعنی سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر آخر الزماں پیغمبر جناب محمد رسول اللہ ﷺ تک، کسی نبی یا رسول کے مقام و مرتبہ میں غلو اور مبالغہ آمیزی سے کام لیتے ہوئے انھیں ”مقام عبودیت“ سے ”مقام الوہیت“ تک پہنچا دے، یا اللہ کا بیٹا قرار دے، یا پھر اُن

❶ صحیح بخاری، کتاب الأحکام، باب قول اللہ تعالیٰ ”اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولى الامر منكم“، رقم: ۷۱۳۷۔

سے متعلق ”عالم الغیب“ اور ”نور من نور اللہ“ کا عقیدہ قائم کر لے۔

یاد رہے کہ کسی بھی نبی یا رسول کے مقام کو اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مقام سے بڑھانا یا کم کرنا اپنے ایمان کو خراب کرنے کے مترادف ہے۔ چنانچہ نصاریٰ کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَقَالَ الْمَسِيحُ يَبْنِيْ اِسْرَآئِيْلَ اَعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ اِنَّهٗ مَنْ يُفْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ وَمَا لِلظَّالِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿٤٦﴾﴾

(المائدة: ٧٢)

”یقیناً وہ لوگ کافر ہوئے جنہوں نے کہا کہ بے شک ”اللہ“ مسیح ابن مریم ہی ہیں، اور مسیح نے کہا: اے بنی اسرائیل! تم لوگ اللہ کی عبادت کرو، جو میرا اور تم سب کا رب ہے۔ بے شک جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک ٹھہرائے گا، تو اللہ نے اُس پر جنت حرام کر دی ہے، اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔“

نیز ایک دوسرے مقام پر یہود و نصاریٰ کا رد کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿وَقَالَتِ الْيَهُودُ عِزِّيْزُ اللَّهِ وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِآفَواهِمْ يُضَاهَوْنَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ فَتَلَّهُمْ اللَّهُ اَلَّا يَلِيُوْا فَاَكُوْنُ ﴿٣٠﴾﴾ (التوبة: ٣٠)

”اور یہود نے کہا کہ عزیز اللہ کے بیٹے ہیں، اور نصاریٰ نے کہا کہ مسیح اللہ کے بیٹے ہیں، یہ اُن کے منہ کی بکواس ہے، اُن لوگوں کے قول کی مشابہت اختیار کرتے ہیں، جنہوں نے ان سے پہلے کفر کیا تھا، اللہ انہیں ہلاک کر دے، کس طرح حق سے پھرے جا رہے ہیں۔“

غلو (زیادتی) چاہے انبیاء و رسل علیہم السلام کی عظمت و شان میں ہو یا دیگر دینی معاملات میں بہر حال ناجائز اور غلط ہے۔ چنانچہ ارشاد الہی ہے:

﴿يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقْلُوا عَلَى اللَّهِ أَلَا الْحَقُّ﴾

(النساء: ۱۷۱)

”اے اہل کتاب! اپنے دین میں غلو نہ کرو، اور اللہ کی شان میں حق بات کے علاوہ کچھ نہ کہو۔“

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا مِنْ قَبْلُ وَأَصْلُوا كَيْدِيًّا وَضَلُّوا عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ﴾

(المائدة: ۷۷)

”آپ کہہ دیجیے کہ اے اہل کتاب! تم لوگ اپنے دین میں ناحق غلو نہ کرو، اور اُن لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کرو، جو اس سے پہلے خود گمراہ ہو گئے، اور بہتوں کو گمراہ کیا، اور راہِ راست سے بھٹک گئے۔“

علاوہ ازیں رسول اللہ ﷺ نے بھی غلو کرنے والوں کی بڑی سخت مذمت فرمائی ہے۔ چنانچہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا:

((هَلَكَ الْمُتَنَطِعُونَ . قَالَهَا ثَلَاثًا)) ❶

”غلو کرنے والے ہلاک ہو گئے۔ رسول اکرم ﷺ نے تین مرتبہ یہی کلمات دہرائے۔“

نیز سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تُطْرُونِي كَمَا أَطْرَبَ النَّصَارَى ابْنَ مَرْيَمَ فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدُهُ))

فَقُولُوا: عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ.)) ❶

”میری تعریف میں مبالغہ مت کرنا جس طرح نصاریٰ نے عیسیٰ کی تعریف میں

مبالغہ کیا تھا۔ میں ایک بندہ ہوں، لہذا مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو۔“

اور جو لوگ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ یا کسی اور نبی یا رسول ﷺ کی عظمت و شان

میں کمی کرتے ہیں، چاہے وہ کسی بھی صورت میں ہو، استہزاء اور ٹھٹھہ کی صورت میں یا کسی اور

صورت میں، وہ سخت مجرم اور سزا کے مستحق ہوتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد الہی ہے:

﴿وَلَمَّا سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآلِهِ

وَرَسُولِهِ كُنتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ❷ لَا تَعْلِلُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ

إِنْ تَصِفْ عَنْ طَائِفَةٍ مِنْكُمْ نُعَذِّبُ طَائِفَةً بِأَنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ ❸﴾

(التوبة: ۶۵-۶۶)

”اور اگر آپ اُن سے پوچھیں گے تو وہ صاف کہہ دیں گے کہ ہم تو یونہی آپس

میں ہنس بول رہے تھے، آپ کہیے کہ کیا تم لوگ اللہ، اُس کی آیات اور اُس

کے رسول کا مذاق اڑاتے تھے۔ تم بہانے نہ بناؤ یقیناً تم لوگ ایمان لانے کے

بعد دوبارہ کافر ہو گئے ہو، اگر ہم تم میں سے ایک گروہ کو (اُن کے تابع ہو جانے

کے بعد) معاف کر دیں گے، تو کچھ لوگوں کو، ان کے جرم کی سزا دیں گے۔“

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے ایک واقعہ مروی ہے، جس میں ایک عیسائی کو اہانتِ رسول پر اللہ

کی جانب سے سخت سزا دی گئی۔ فرماتے ہیں:

((كَانَ رَجُلٌ نَصْرَانِيًّا، فَأَسْلَمَ، وَفَرَّأَ الْبَقْرَةَ وَآلَ عِمْرَانَ،

فَكَانَ يَكْتُبُ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَعَادَ نَصْرَانِيًّا، فَكَانَ يَقُولُ مَا يَذَرِي

❶ صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب قول الله تعالى: ﴿وَالَّذِينَ كَفَرُوا فِي الْكِتَابِ مَوْتِهِمْ إِذَا

اتَّبَعَتْ مِنْ أَهْلِهَا﴾ [مریم: ۱۶] رقم: ۳۱۱۰.

❷ محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.pdfbooksfree.blogspot.com

مُحَمَّدٌ إِلَّا مَا كَتَبْتُ لَهُ، فَأَمَاتَهُ اللَّهُ فَدَفَنُوهُ، فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الْأَرْضُ فَقَالُوا: هَذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ، لَمَّا هَرَبَ مِنْهُمْ، نَبَشُوا عَنْ صَاحِبِنَا فَأَلْقَوْهُ، فَحَفَرُوا لَهُ فَأَعْمَقُوا، فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الْأَرْضُ، فَقَالُوا: هَذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ، نَبَشُوا عَنْ صَاحِبِنَا لَمَّا هَرَبَ مِنْهُمْ فَأَلْقَوْهُ خَارِجَ الْقَبْرِ، فَحَفَرُوا لَهُ، وَأَعْمَقُوا لَهُ فِي الْأَرْضِ مَا اسْتَطَاعُوا، فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الْأَرْضُ، فَعَلِمُوا أَنَّهُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ، فَأَلْقَوْهُ. ①

”ایک شخص پہلے عیسائی تھا، پھر وہ اسلام میں داخل ہو گیا، اور اُس نے سورۃ بقرہ اور آل عمران پڑھ لی تھی، اور وہ نبی ﷺ کے لیے کتابت کیا کرتا تھا، لیکن پھر وہ مرتد ہو کر عیسائی ہو گیا اور کہنے لگا: میں نے جو کچھ آپ ﷺ کے لیے تحریر کر دیا ہے اُس کے سوا محمد ﷺ کو اور کچھ بھی معلوم نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اُس کی موت واقع ہو گئی، اور اُس کے دوستوں نے اُسے دفن دیا، جب صبح ہوئی تو انھوں نے دیکھا کہ اُس کی لاش قبر سے نکل کر زمین کے اوپر پڑی ہے۔ عیسائی لوگوں نے کہا کہ یہ محمد (ﷺ) اور اُس کے ساتھیوں کا کام ہے، چونکہ اُن کا دین اس نے چھوڑ دیا تھا، اس لیے انھوں نے اس کی قبر کھودی ہے اور نعش کو باہر نکال کر پھینک دیا ہے۔ چنانچہ دوسری قبر انھوں نے کھودی جو بہت زیادہ گہری تھی، لیکن جب صبح ہوئی تو پھر نعش باہر تھی، اس مرتبہ بھی انھوں نے یہی کہا کہ یہ محمد (ﷺ) اور اُن کے ساتھیوں کا کام ہے، پھر انھوں نے قبر کھودی اور جتنی گہری اُن کے بس میں تھی گہری کی اور اُس میں ڈال دیا، لیکن صبح ہوئی تو پھر نعش باہر تھی۔ اب کی بار انھیں یقین آیا

① صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوة فی الإسلام، رقم: ۳۶۱۷۔

کہ یہ کسی انسان کا کام نہیں ہے، (بلکہ یہ عذاب خداوندی میں گرفتار ہے)
چنانچہ انھوں نے اُسے یونہی (زمین پر) ڈال دیا۔“

(19) رسول اللہ ﷺ کو اپنی جان اور مال سے زیادہ محبوب نہ سمجھنا:

نبی مکرم جناب محمد رسول اللہ ﷺ سے محبت کرنا ایمان کا اولین تقاضا ہے، اور جو شخص اپنے والدین، اپنی اولاد اور مال و دولت سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ سے محبت کرتا اور تمام امور میں انھیں اپنا فیصلہ مانتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اُس کی ایسی محبت کے بدلہ میں اُس کے تمام گناہوں کو معاف کر کے اُسے جنت میں داخل کر دیتا ہے، اور یہی ایک سچے اور پکے مومن و مسلمان کی علامت ہے، اس کے برعکس جو شخص رسول اللہ ﷺ سے سچے دل سے محبت نہیں کرتا، اور انہیں اپنا مقتدی اور پیشوا نہیں مانتا، وہ قطعاً صاحب ایمان نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ①﴾ (آل عمران: ۳۱)

”آپ کہہ دیجیے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا، اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا۔ اور اللہ بڑا معاف کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔“

نیز سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ)) ②

”تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا، جب تک کہ اُسے

① صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب حب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم، من الایمان، رقم: ۱۵۔
صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: ۱۶۹۔

اپنے والدین، اپنی اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ میں محبوب نہ ہو جاؤں۔“
اور جو لوگ رسول اللہ ﷺ کو سب سے بڑھ کر اپنا محبوب سمجھتے ہیں، اور نہ جملہ امور
میں اپنا مقتدی اور حاکم مانتے ہیں، تو وہ مومن نہیں ہیں، اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمانِ عالی
شان ہے:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا
فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (النساء: ۶۵)
”پس آپ کے رب کی قسم! وہ لوگ مومن نہیں ہو سکتے جب تک آپ کو (اپنے
اختلافی امور میں) اپنا فیصلہ نہ مان لیں، پھر آپ کے فیصلے کے بارے میں
اپنے دلوں میں کوئی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں، اور پورے طور سے اُسے تسلیم
کر لیں۔“

اور سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
((فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي)) ①

”جس نے میری سنت سے بے رغبتی کی وہ مجھ میں سے نہیں ہے۔“

قرآنی آیات اور احادیث سے معلوم ہوا کہ آدمی کا ایمان دار ہونا رسول اللہ ﷺ
سے تمام چیزوں سے بڑھ کر محبت کرنے پر منحصر اور موقوف ہے۔

(20) رسول اللہ ﷺ کا نامِ نامی سن کر درود و سلام نہ پڑھنا:

ہر مومن و مسلمان کا فریضہ ہے کہ جب نبی مکرم ﷺ کے اسم مبارک کی آواز اُس
کے کانوں تک پہنچے تو اُسے فوراً نبی مکرم پر تحفہ، گلدستہ درود و سلام پیش کرنا چاہیے۔ مومن
و مسلمان تو کجا، خود اللہ تعالیٰ اور اُس کے تمام فرشتے بھی نبی مکرم ﷺ کو درود کے گلدستے

① صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب الترغیب فی النکاح، رقم: ۵۰۶۳۔ صحیح مسلم، کتاب
النکاح، رقم: ۳۴۱۰۔

اور سلام کے تحائف بھیجتے رہتے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (الاحزاب: ۵۶)

”بے شک اللہ اور اُس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی اُن پر درود و سلام بھیجو۔“

جو لوگ نبی مکرم ﷺ پر درود و سلام پیش کرتے ہیں۔ اُن کے لیے پیغامِ مسرت ہے۔ چنانچہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ صَلَّى عَلَى صَلَوةٍ وَاحِدَةٍ؛ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ، وَحُطَّتْ عَنْهُ عَشْرُ خَطِيئَاتٍ، وَرُفِعَتْ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ.)) ❶

”جس نے میری ذات پر ایک مرتبہ درود بھیجا۔ اللہ تعالیٰ اُس پر دس مرتبہ رحمتیں نازل فرمائے گا، دس گناہ معاف فرمائے گا، اور دس درجات بلند فرمائے گا۔“

اور جو لوگ نبی مکرم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا اسم مبارک سننے کے باوجود اُن پر درود و سلام نہیں بھیجتے، اُن کے لیے پیغامِ رسوائی ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (تین آدمیوں کی رسوائی کا ذکر کرتے ہوئے) فرمایا:

((رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ.)) ❷

”وہ آدمی رسوا ہو، جس کے سامنے میرا نام لیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ

❶ سنن نسائی، کتاب السہو، باب الفضل فی الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، رقم: ۱۲۹۵۔ علامہ البانی نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

❷ سنن ترمذی، کتاب الدعوات، باب قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ، رقم: ۳۵۴۵۔ امام ابن حبان اور علامہ البانی نے اس روایت کو ”صحیح“ کہا ہے۔ مسند احمد: ۲/۲۵۴، رقم: ۷۴۵۱۔ صحیح ابن حبان، کتاب الرقائق، باب الأدعیہ، رقم: ۹۰۵۔

پڑھے۔“

اور سیدنا حسین بن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْبَخِيلُ الَّذِي مَنْ ذُكِرَتْ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَىَّ)) ❶

”جس آدمی کے سامنے میرا نام لیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے، وہ بخیل

ہے۔“

علاوہ ازیں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ نَسِيَ الصَّلَاةَ عَلَى خَطِيئَةٍ طَرِيقَ الْجَنَّةِ)) ❷

”جو شخص مجھ پر درود پڑھنا بھول گیا (گویا) اُس نے جنت کا راستہ کھودیا۔“

(21) روزِ قیامت کا مذاق اڑانا اور انکار کرنا:

قیامت کا دن صرف دین اسلام میں نہیں، بلکہ تمام ادیانِ عالم میں بنیادی اہمیت کا حامل ہے، کیونکہ اُس دن عدل و انصاف اور دیانت داری کا ترازو قائم کیا جائے گا، جس میں ہر عمل، محنت، مشقت اور کاوش کا مقدارِ اخلاص کے مطابق بدلہ دیا جائے گا۔ یا دوسرے لفظوں میں یوں سمجھ لیجیے کہ قیامت کا دن تمام بنی آدم کے دنیاوی اعمال کے نتیجہ کا دن ہے جس میں ہر آدمی کو اپنے عمل کے مطابق بدلہ دیا جائے گا۔

اور یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ، اس کے تمام رسل ﷺ، تمام آسمانی کتابوں اور فرشتوں پر ایمان لانا فرض ہے، ٹھیک اُسی طرح قیامت کے دن پر بھی ایمان لانا فرض ہے۔ جیسے اُن میں سے کسی ایک کے انکار سے کفر لازم آتا ہے، اُسی طرح

❶ سنن ترمذی، کتاب الدعوات، رقم: ۳۵۴۶۔ شاہ البانی نے اس روایت کو ”صحیح“ کہا ہے۔ مسند

احمد: ۲۰۱/۱، رقم: ۱۷۳۶۔ شعب الایمان، باب فی تعظیم النبی صلی اللہ علیہ وسلم، وإحلالہ وتوقیرہ، رقم: ۱۵۶۷، ۱۵۶۸۔

❷ سنن ابن ماجہ، کتاب إقامة الصلوة والسنة فیہا، باب الصلوة علی النبی، رقم: ۹۰۸۔ سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ، رقم: ۲۳۳۷۔

روزِ قیامت کا مذاق اڑانے یا انکار کرنے سے بھی کفر لازم آتا ہے۔ لہذا جو شخص روزِ قیامت کا تسخر کرے یا انکار کرے، تو اُس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَإِذَا قِيلَ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيهَا قُلْتُمْ مَا نَدْرِي مَا السَّاعَةُ إِنْ نَكُنْ إِلَّا ظَنًّا وَمَا نَحْنُ بِمُصْبِحِينَ ﴿٣٢﴾ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّئَاتِ مَا عَمِلُوا وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ﴿٣٣﴾ وَقِيلَ الْيَوْمَ نَنسِفُكُمْ كَمَا نَسِفْنَا لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَذَا وَمَا لَكُمْ هَذَا وَمَا لَكُمْ مِنْ نُصِيرِينَ ﴿٣٤﴾﴾
(الحاثیة: ۳۲-۳۴)

”اور جب کہا جاتا تھا کہ بے شک اللہ کا وعدہ برحق ہے، اور قیامت کی آمد میں کوئی شبہ نہیں ہے، تو تم کہتے تھے کہ ہم نہیں جانتے کہ قیامت کیا چیز ہے؟ ہم اُسے ایک ظن محض سمجھتے ہیں، اور ہم اُس پر بالکل یقین نہیں کرتے ہیں۔ اور اُن کے اعمال کی برائیاں اُن کے سامنے ظاہر ہو گئیں اور جس عذاب کا وہ مذاق اڑا رہے تھے اس نے انھیں گھیر لیا اور اُن سے کہا جائے گا کہ آج ہم تمھیں اُسی طرح بھول جائیں گے، جس طرح تم نے اپنے اس دن کی ملاقات کو فراموش کر دیا تھا اور تمہارا ٹھکانہ جہنم ہے، اور تمہارا کوئی مددگار نہیں۔“

ایک دوسرے مقام پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے قومِ ہود کا روزِ قیامت کے بارے میں تسخر ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿أَيَعِدُكُمْ أَنْتُمْ إِذَا مِتُّمْ وَ كُنْتُمْ تُرَابًا وَعِظَامًا أَنْتُمْ تُخْرِجُونَ ﴿٣٥﴾ هَٰهِنَاتٍ هَٰهِنَاتٍ لِّمَا تُوَعَّدُونَ ﴿٣٦﴾ إِنْ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَ نَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ ﴿٣٧﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا وَ مَا نَحْنُ لَهُ بِمُؤْمِعِينَ ﴿٣٨﴾﴾ (المؤمنون: ۳۵-۳۸)

”کیا وہ تم سے (اللہ کی طرف سے) اس بات کا وعدہ کرتا ہے کہ جب تم

مر جاؤ گے اور مٹی اور ہڈیاں بن جاؤ گے، تو اپنی قبروں سے نکالے جاؤ گے۔ تم سے جو وعدہ کیا جاتا ہے، وہ بڑی ہی انہونی بات ہے، ہماری دنیاوی زندگی کے علاوہ اور کوئی زندگی نہیں ہے، ہم مرتے جیتے رہتے ہیں، اور ہم دوبارہ اٹھائے نہیں جائیں گے، یہ آدمی اللہ کے خلاف محض جھوٹ بول رہا ہے۔ اور ہم اُس پر ایمان لانے والے نہیں ہیں۔“

(22) عذاب قبر کا انکار کرنا:

عذاب قبر دین اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے اور اس کے برحق ہونے میں کوئی شک و شبہ کی گنجائش نہیں اور اس پر ایمان لانا واجب ہے۔ جو لوگ اس عقیدہ کے برحق نہ ہونے کا اعتقاد رکھتے ہوئے اس کا انکار کرتے ہیں، ان کا یہ عمل قرآن و سنت کی تعلیم کے صریح مخالف ہے۔

”عذاب قبر“ برحق ہے۔ چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿يُفْتَبُّ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الْغَائِبِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَيُخِطُّ اللَّهُ الظَّالِمِينَ وَيَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ ۝﴾

(ابراہیم: ۲۷)

”اللہ ایمان والوں کو دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں حق بات، یعنی کلمہ طیبہ پر ثابت قدم رکھتا ہے، اور اللہ ظالموں کو گمراہ کر دیتا ہے، اور اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔“

اس آیت کی تفسیر سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی وہ روایت ہے، جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا أَقْبَعَ الْمُؤْمِنُ فِي قَبْرِهِ أَنَّهُ مَلِكَانُ أَدْرَقَانِ ثُمَّ شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، فَذَلِكَ قَوْلُهُ: ﴿يُفْتَبُّ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الْغَائِبِ﴾ [ابراہیم: ۲۷]))

”مومن جب اپنی قبر میں بٹھایا جاتا ہے، تو اُس کے پاس دو فرشتے نیلی آنکھوں والے آتے ہیں۔ وہ شہادت دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور نبی مکرم جناب محمد رسول اللہ (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں تو یہ اُس فرمان الہی کی تعبیر ہے جو سورہ ابراہیم میں ہے کہ: اللہ ایمان والوں کو دنیا کی زندگی اور آخرت میں ٹھیک بات یعنی توحید پر مضبوط رکھتا ہے۔“

اور آل فرعون کو صبح و شام عذاب دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد الہی ہے:

﴿فَوَقَّهٖ اللّٰهُ سَيِّئَاتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ بِآلِ فِرْعَوْنَ سُوءُ الْعَذَابِ ۝ النَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُلُوْا وَعَشِيْنَ ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۚ اَدْخِلُوْا آلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ۝﴾ (المومن: ۴۵-۴۶)

”پس اسے اللہ تعالیٰ نے تمام بدیوں سے محفوظ رکھ لیا جو انہوں نے سوچ رکھی تھیں، اور فرعونوں کو برے عذاب نے گھیر لیا، وہ لوگ صبح و شام نارِ جہنم پر پیش کیے جاتے ہیں اور جس دن قیامت آئے گی، (اللہ کہے گا) فرعونوں کو سب سے سخت عذاب میں داخل کرو۔“

اور کفار کو موت کے وقت ہی سے عذاب ملنا شروع ہو جاتا ہے۔ اس کی دلیل اللہ تبارک و تعالیٰ کا یہ ارشادِ گرامی ہے:

﴿وَلَوْ تَرَىٰ اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمْرَاتِ الْمَوْتِ وَالنّٰفِلٰكُۃُ بَاسِطُوْا اَيْدِيْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْا اَنْفُسَكُمْ ۚ الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلٰى اللّٰهِ غَيْرِ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ آيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ۝﴾

(الأنعام: ۹۳)

”اور اگر آپ دیکھیں جب ظالم لوگ موت کی سختیاں جھیل رہے ہوتے ہیں،

اور فرشتے اپنے ہاتھ پھیلائے ہوئے کہتے ہیں کہ، آج ہاں اپنی جانیں نکالو تمہیں ذلت و رسوائی کا عذاب اس لیے دیا جائے گا کہ تم اللہ کے بارے میں ناحق باتیں کہتے تھے اور تم اللہ کی آیات سے تکبر کرتے تھے۔“

مزید فرمایا:

﴿وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ يَتَوَفَّى الَّذِينَ كَفَرُوا ۖ الْمَلَائِكَةُ يَطْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَذَبَّارَهُمْ ۖ وَخُوفُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ ۝﴾ (الأنفال: ۵۰)

”کاش کہ آپ دیکھتے جب کہ فرشتے کافروں کی روح نکالتے ہیں، اُن کے چہروں اور اُن کی پیٹھوں پر ضربیں لگاتے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ چکھو تم جلنے کا عذاب۔“

عذاب قبر کے برحق ہونے پر رسول اللہ ﷺ کے فرامین مندرجہ ذیل ہیں۔ چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

((أَنَّ يَهُودِيَّةً دَخَلَتْ عَلَيْهَا فَذَكَرَتْ عَذَابَ الْقَبْرِ فَقَالَتْ لَهَا أَعَاذُكَ اللَّهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَسَأَلَتْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، فَقَالَ: نَعَمْ عَذَابُ الْقَبْرِ، قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعْدَ صَلَی صَلَاةٍ إِلَّا تَعَوَّذَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ زَادَ غُنْدَرٌ عَذَابُ الْقَبْرِ حَقًّا)) ❶

”ایک یہودی عورت اُن کے پاس آئی، اُس نے عذاب قبر کا ذکر چھیڑ دیا اور کہا کہ اللہ تجھ کو عذاب قبر سے محفوظ رکھے۔ اس پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے عذاب قبر کے بارے میں دریافت کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا کہ جواب یہ دیا کہ ہاں، عذاب قبر برحق ہے۔ نیز سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان

کیا کہ پھر میں نے کبھی ایسا نہیں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کوئی نماز ایسی پڑھی ہو اور اُس میں عذابِ قبر سے اللہ کی پناہ نہ مانگی ہو۔ اور امام غنڈر رحمہ اللہ نے اس روایت میں ”عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ“ کے الفاظ زائد بیان کیے ہیں۔“

اور سیدنا ایوب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ ، فَسَمِعَ صَوْتًا . فَقَالَ : يَهُودٌ تُعَذَّبُ فِي قُبُورِهَا .)) ❶

”رسول اللہ ﷺ (ایک روز) سورج غروب ہونے کے بعد (گھر سے) نکلے تو ایک آواز سنی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہود کو اُن کی قبروں میں عذاب ہو رہا ہے۔“

(23) تقدیر کو جھٹلانا:

عذابِ قبر کی طرح ”مسئلہ تقدیر“ بھی بنیادی حیثیت کا حامل ہے۔ جس طرح عذابِ قبر کے برحق ہونے پر ایمان لانا واجب ہے، اسی طرح تقدیر پر ایمان لانا بھی واجب اور ضروری ہے۔ نیز سلف و خلف رضی اللہ عنہم کا یہ عقیدہ ہے کہ جو شخص تقدیرِ الہی کو پوری صداقت سے قبول کرتا ہے یعنی جس میں کسی قسم کا کوئی تردد نہ ہو، تو وہ سچا اور پکا مومن ہے۔ لہذا جو شخص تقدیرِ الہی میں متردد (شک کرتا) ہے اُسے اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیے۔

مسئلہ تقدیر کے ثبوت میں چند قرآنی آیات اور احادیث پیش خدمت ہیں۔ چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ ۖ وَمَا أَمْرُنَا إِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ ۖ﴾

(القمر: ۴۹-۵۰)

”ہم نے ہر چیز کو ٹھیک اندازے کے مطابق پیدا کیا ہے، اور ہمارا حکم صرف ایک دفعہ (کا ایک کلمہ) ہی ہوتا ہے، جیسے آنکھ کا جھپکنا۔“

ایک دوسرے مقام پر یوں ارشاد فرمایا ہے:

﴿مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَبْرَأَ أَهْلَ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ﴾ (الحديد: ۲۲)

”جو مصیبت بھی زمین پر نازل ہوتی ہے، یا تمہاری جان پر، تو وہ لوح محفوظ میں قبل اس کے کہ ہم اُسے پیدا کریں، لکھی ہوئی ہے۔ بے شک ایسا کرنا اللہ کے لیے آسان ہے۔“

ایک مقام پر اس سے ذرا مختلف انداز میں ارشاد فرمایا:

﴿الَّذِينَ قَالُوا إِلَّا خَوَاتِمُهُمْ وَقَعَدُوا لَوْ أَطَاعُوا مَا قُتِلُوا قُلْ فَادْرَءُوا عَنْ أَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾ (ال عمران: ۱۶۸)

”انہی لوگوں نے اپنے بھائیوں سے کہا اور بیٹھ گئے کہ اگر ہماری بات مانتے تو قتل نہ کیے جاتے، آپ کہہ دیجیے کہ اگر تم سچے ہو تو پھر موت کو اپنے آپ سے نال دو۔“

مزید برآں رسول اللہ ﷺ نے قبولیت اتفاق کو ایمان بالقدر سے معلق کرتے ہوئے فرمایا:

((لَوْ أَنَّ اللَّهَ عَذَّبَ أَهْلَ سَمَوَاتِهِ وَأَهْلَ أَرْضِهِ: عَذَّبَهُمْ وَهُوَ غَيْرُ ظَالِمٍ لَهُمْ، وَلَوْ رَحِمَهُمْ كَانَتْ رَحْمَتُهُ خَيْرًا لَهُمْ مِنْ أَعْمَالِهِمْ وَلَوْ أَنْفَقْتَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ مَا قَبِلَهُ اللَّهُ مِنْكَ حَتَّى تُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ، وَتَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ، وَأَنَّ مَا أَخْطَأَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَكَ، فَلَوْ مِتَّ عَلَى غَيْرِ هَذَا لَدَخَلْتَ

النَّارَ ۙ))

”اگر اللہ تعالیٰ تمام آسمان و زمین (میں رہنے) والوں کو عذاب دے، تو وہ اُن کے لیے ظالم نہیں ٹھہرے گا اور اگر اُن پر رحمت کرے، تو یہ اُن کے لیے اُن کے اعمال سے بہتر ہے، اگر تم اُحد پہاڑ یا اُحد پہاڑ کی مثل سونا راہِ الہی میں خرچ کر دے۔ تو اللہ تعالیٰ اُسے اس وقت تک قبول نہیں فرمائے گا، جب تک وہ (اچھی یا بری) تقدیر پر ایمان نہیں لے آتا اور اُسے یہ یقین نہ ہو جائے کہ جو کچھ اُسے مل گیا، وہ کسی صورت میں اس سے ضائع نہیں ہو سکتا تھا، اور جو کچھ نہیں ملا وہ کسی صورت میں اس کو نہیں مل سکتا تھا، اگر تم اس عقیدے کو تسلیم کیے بغیر مر گئے، تو تمہیں ضرور آگ میں داخل کیا جائے گا۔“

(24) صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کو گالی دینا:

صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) سے محبت کرنا، نہ صرف جزوِ ایمان بلکہ عینِ ایمان ہے۔ کیونکہ انہیں رسول اللہ ﷺ کی رفاقت نصیب ہوئی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہر ایک پر ایمان لائے، آپ کے دین کو تقویت پہنچائی، آپ سے خیر خواہی کی الغرض کہ ہر میدان میں رسول اللہ ﷺ کا پورے خلوص کے ساتھ ساتھ دیا، یہی وجہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے راضی ہو گیا۔ جیسا کہ ارشادِ الہی ہے:

﴿رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (المجادلة: ۲۲)

”اللہ اُن سے راضی ہو گیا، اور وہ اُس سے راضی ہو گئے، وہی اللہ کی جماعت کے لوگ ہیں، آگاہ رہیے کہ اللہ کی جماعت کے لوگ ہی کامیاب ہونے والے ہیں۔“

① سنن ابی داؤد، کتاب السنۃ، باب فی القدر: ۴۶۹۹۔ علامہ البانی نے اس روایت کو ”صحیح“ کہا ہے۔

ایک دوسرے مقام پر مہاجرین و انصار صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَالشَّيْقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ
بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتِهَا
الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝﴾

(التوبة: ۱۰۰)

”اور مہاجرین و انصار میں سے وہ اولین لوگ، جنہوں نے ہجرت کرنے اور ایمان لانے میں دوسروں پر سبقت کی۔ اور وہ دوسرے لوگ، جنہوں نے اُن سابقین کی اخلاص کے ساتھ پیروی کی، اللہ اُن سب سے راضی ہو گیا، اور وہ سب اللہ سے راضی ہو گئے، اور اللہ نے اُن کے لیے ایسی جنتیں تیار کی ہیں، جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، اُن میں وہ ہمیشہ کے لیے رہیں گے، یہی عظیم کامیابی ہے۔“

جس شخص نے ان سے محبت کی، گویا اُس نے رسول اللہ ﷺ سے محبت کی۔ اور اس کے برعکس یعنی جس شخص نے صحابہ کو گالی دی یا ان سے بغض رکھا گویا اُس نے رسول اللہ ﷺ کو گالی دی یا بغض رکھا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي، فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَتَّفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدًّا أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهُ.)) ❶

”میرے اصحاب کو گالی مت دو، اگر کوئی اُحد پہاڑ کے برابر بھی سونا (اللہ کی راہ میں) خرچ کر ڈالے تو ان کے ایک مد (پیمانہ) ٹلہ کے برابر بھی نہیں ہو سکتا، اور نہ اُن کے نصف مد کے برابر۔“

❶ صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب قول النبی: ﴿لَوْ كُنْتَ مَتَعِظًا لَحِيلَا﴾، رقم: ۳۶۷۳.

علاوہ ازیں جو شخص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سب و شتم کا نشانہ بنائے، اُس پر اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتے اور تمام لوگوں کی لعنت برسی ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((مَنْ سَبَّ أَصْحَابِي، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ)) ❶

”جس نے میرے صحابہ کو گالی دی، اُس پر اللہ تعالیٰ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔“

اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں فرمایا:

((إِنَّمَا فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِنِّي، يُؤْذِنُنِي مَا آذَاهَا وَيُنْصِبُنِي مَا أَنْصَبَهَا)) ❷

”فاطمہ میرا ایک حصہ ہے، جس نے اُسے تکلیف پہنچائی یا کمزور کیا، (گویا) وہ مجھے تکلیف پہنچاتا ہے اور کمزور بناتا ہے۔“

اور اسی طرح جو کوئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک کے جہنم میں جانے کا عقیدہ رکھتا ہو، اُس کا یہ عقیدہ قطعاً بے بنیاد اور غلط عقیدہ ہے۔ اور اس کی دلیل سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی وہ روایت ہے، جس میں سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کا ایک غلام اُن کی شکایت لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا، اور آپ سے عرض کی: اے اللہ کے رسول! حاطب ضرور جہنم میں داخل ہوگا۔ غلام کی یہ بات سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

❶ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۶۲۸۵۔ سلسلۃ الصحیحۃ، رقم: ۲۳۴۰۔

❷ سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب ما جاء فی فضل فاطمۃ رضی اللہ عنہا، رقم: ۳۸۶۹۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

((كَذَبَتْ لَا يَدْخُلُهَا فَإِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَذْرًا وَالْحُدْيَةَ)) ❶

”تو نے جھوٹ بولا، وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا، کیونکہ وہ تو بدر اور حدیبیہ میں شریک ہوا ہے۔“

(25) اہل بیت کا احترام نہ کرنا:

اہل بیت کا احترام اور ان سے محبت کرنا اسی طرح ایمان کا جزو ہے، جس طرح کہ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت اور ان کا احترام کرنا جزو ایمان ہے، اور کوئی شخص اُس وقت تک سچا مسلمان اور مؤمن نہیں بن سکتا جب تک کہ وہ صدق دل سے اہل بیت کا احترام نہ کرے، لیکن افسوس کہ بعض لوگ اپنے آپ کو مؤمن و موحد کہنے کے باوجود ”مشاجرات صحابہ رضی اللہ عنہم“ میں دخل اندازی اور پھر مبالغہ آمیزی سے کام لیتے ہوئے گمراہی کا شکار ہیں۔ بہر حال اہل بیت کا احترام اور ان سے محبت کرنا، ایمان کا جزو ہے۔ نیز جب رسول اللہ ﷺ اہل بیت سے محبت کرتے تھے، تو پھر کون بد بخت ہے جو اہل بیت سے محبت نہ کرے۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج اور اولاد کے حق میں دعا بھی فرمائی ہے، چنانچہ سیدنا ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس سوال پر (کہ ہم آپ کی ذات پر کس طرح درود بھیجیں) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَاَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ)) ❷

”اے اللہ! محمد اور آپ کی ازواج (مطہرات) اور آپ کی اولاد پر رحمت نازل فرما۔“

علاوہ ازیں سیدنا ابواسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حسین

❶ سنن ترمذی، کتاب المناقب، رقم: ۳۸۶۴۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

❷ صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب هل یصلی علی غیر النبی ﷺ، رقم: ۶۳۶۰۔

یعنی سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو دیکھا تو فرمانے لگے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّهُمَا، فَاَحْبِبْهُمَا وَ اَحَبَّ مَنْ یُّحِبُّهُمَا)) ❶

”اے اللہ! میں ان دونوں یعنی حسن و حسین سے محبت کرتا ہوں، تو بھی ان دونوں سے محبت فرما، اور اُس سے بھی محبت فرما جو اُن دونوں سے محبت کرتا ہے۔“

معلوم ہوا حسین اور دیگر اہل بیت رضی اللہ عنہم سے محبت کرنا، محبت الہی کا ایک بہت بڑا وسیلہ اور ذریعہ ہے۔ اور جو شخص ان سے محبت نہیں کرتا، وہ محبت الہی کا قطعاً مستحق نہیں ہو سکتا، بلکہ گناہ گار ہوتا ہے۔

(26) اَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهیٌ عَنِ الْمُنْكَرِ نہ کرنا:

”امر بالمعروف اور نہی عن المنکر“ اچھے کاموں کا حکم دینا اور برے کاموں سے بچنے کی تلقین کرنا دین اسلام کا نہایت اہم فریضہ ہے، جو لوگ اخلاص کے ساتھ اس فریضہ کی ادائیگی میں ہمہ تن مشغول ہیں۔ وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بڑے اجر و ثواب کے مستحق ہیں۔ اور جو لوگ اس میں کوتاہی یا اس کی تبلیغ سے اعراض کرتے ہیں یا صرف گناہ کی بات کا حکم دیتے ہیں۔ وہ بلاشبہ گناہ کے مرتکب ہیں۔ چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ

عَنِ الْمُنْكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (آل عمران: ۱۰۴)

”اور تم میں سے ایک گروہ ایسا ہو جو بھلائی کی طرف بلائے، اچھے کاموں کا حکم دے اور برے کاموں سے روکے، اور وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔“

❶ سنن ترمذی، کتاب المناقب، رقم: ۳۷۶۹۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ”حسن“ کہا ہے، اور ابن حبان نے اس کو ”صحیح“ کہا ہے۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۵۹۲۴۔

علاوہ ازیں ایک دوسرے مقام پر امت محمدیہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ﴾ (آل عمران: ۱۱۰)

”(اے مسلمانو!) تم بہترین لوگ ہو، جو انسانوں کے لیے پیدا کیے گئے ہو، بھلائی کا حکم دیتے ہو، برائی سے روکتے ہو، اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔“

ایک مقام پر تمام مؤمن مرد اور عورتوں کا وصف بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾ (۴۱)

(آل عمران: ۱۱۰)

”اور مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہوتے ہیں، بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں، اور اللہ اور اس کے رسول کی بات مانتے ہیں، اللہ انہی لوگوں پر رحم کرے گا۔ بے شک اللہ زبردست، بڑی حکمتوں والا ہے۔“

اور جو لوگ اچھے کاموں کا حکم دینے اور برے کاموں سے بچنے کی تلقین کرنے کی بجائے، محض برے کاموں کے کرنے کا حکم دیتے ہیں، جو کہ ایک بہت بڑا گناہ ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی مذمت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿الْمُنْفِقُونَ وَالْمُنْفِقَاتُ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوفِ وَيَقْرِضُونَ أَيْدِيَهُمْ نَسُوا اللَّهَ فَنَسِيَهُمْ إِنَّ الْمُنْفِقِينَ هُمُ الْفَاسِقُونَ﴾ (التوبة: ۶۷)

”تمام منافق مرد اور منافق عورتیں آپس میں ایک ہی ہیں، سبھی برائی کا حکم دیتے ہیں، اور بھلائی سے روکتے ہیں، اور اپنی مٹھی بند رکھتے ہیں، وہ اللہ کو بھول گئے تو اللہ بھی انھیں بھول گیا۔ بے شک منافقین ہی فاسق و بدکردار ہیں۔“

اور بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ نے محض اس لیے ملعون قرار دیا کہ وہ ”نہی عن المنکر“ کا فریضہ سرانجام نہیں دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَءِيلَ عَلَى لِسَانِ دَاوُدَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ لِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ ﴿٧٨﴾ كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُنْكَرٍ فَعَلُوهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿٧٩﴾﴾ (المائدة: ٧٨-٧٩)

”بنی اسرائیل کے جن لوگوں نے کفر کیا، ان پر داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبانی لعنت بھیج دی گئی۔ ایسا اُن کی نافرمانی کی وجہ سے ہوا، اور وہ لوگ حد سے تجاوز کرتے تھے، وہ لوگ جس گناہ کا ارتکاب کرتے تھے، اُس سے ایک دوسرے کو روکتے نہیں تھے۔ یقیناً وہ جو کچھ کرتے تھے وہ بہت برا تھا۔“

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے متعلق احادیث کثرت سے موجود ہیں، لیکن ہم اختصار کے پیش نظر دو احادیث سطور ذیل میں نقل کر رہے ہیں۔ چنانچہ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَأْمُرَنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ أَوْ لَيُؤْثِرَنَّ اللَّهُ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عِقَابًا مِنْهُ ثُمَّ تَدْعُوهُ فَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ.))

”اُس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم ضرور نیکی کا حکم

① سنن ترمذی، کتاب الفتن، باب ما جاء في الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر، رقم: ۲۱۶۹۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

دیتے رہو، اور بدی کے کام سے روکتے رہو، وگرنہ بہت جلد اللہ تعالیٰ تم پر اپنا عذاب نازل فرمائے گا، پھر اگر تم اللہ تعالیٰ سے دُعا بھی مانگو گے، تو تمہاری دُعا مقبول نہ ہوگی۔“

اور نبی عن المکر یعنی برے کاموں سے منع کرنے کی بہت زیادہ اہمیت ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان مبارک سے واضح ہوتا ہے۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ، وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ)) ❶

”جو کوئی برائی دیکھے، تو اسے چاہیے کہ اسے اپنے ہاتھ سے بدل دے، اور جس سے یہ نہ ہو سکے تو وہ اپنی زبان ہی سے بدل دے، اور جس سے یہ بھی نہ ہو سکے، تو وہ اپنے دل سے اس کو برا سمجھے اور یہ ایمان کا سب سے کم تر درجہ ہے۔“

(27) حدود اللہ کا مذاق اڑانا:

دین اسلام ایک عالم گیر دین ہے، اس میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسان کے لیے جہاں عقائد، اعمال اور اخلاق وغیرہ کے متعلق بیان کیا ہے، وہاں انسانی معاشرہ کی اصلاح اور اسے امن کا گہوارہ بنانے کے لیے شرعی سزاؤں اور حدود کا تعین بھی فرمایا ہے، تاکہ ظالم کے ظلم، فاسق کے فسق، مجرم کے جرم کو روکا جاسکے۔

چنانچہ ان میں سے چند مثال کے طور پر درج ذیل ہیں تاکہ اس بات کی پوری وضاحت ہو جائے کہ ان خطرناک جرائم کی سزائیں عادلانہ حکمت اور مصالح امن کے عین مطابق ہیں۔

زنا:

یہ جرم ان جرائم میں سے ایک ہے جن کی مضرتیں انسانی تمدن اور نظام امن پر حملہ آور ہو کر تہذیب و معاشرت کی متاع تاراج کر ڈالتی ہیں۔ چنانچہ اس کے لیے سزا بھی سخت رکھی گئی کہ اس کا مرتکب اگر شادی شدہ ہے تو اسے سنگسار کیا جائے، اور اگر غیر شادی شدہ ہے تو اسے سو (۱۰۰) کوڑے لگائے جائیں۔

قذف:

کسی شریف مرد یا عورت پر زنا کی تہمت اور جھوٹا الزام لگانے سے خاندانی عداوت کا شاخسانہ اٹھ کھڑا ہوتا ہے، اور انتقامی جذبے کی آگ بھڑک کر جنگ و جدال کی نوبت آ جاتی ہے، علاوہ ازیں زوجین کے ازدواجی تعلقات بھی ایک بے بنیاد شبہ کی بناء پر ناخوش گوار ہو جاتے ہیں۔ لہذا اس کے مرتکب کو اسٹی (۸۰) کوڑے لگانے کا حکم صادر ہوا۔

چوری:

چوری بھی انسانوں کے لیے ہلاکت و تباہی کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔ چنانچہ اس کے لیے سزا بھی سخت ترین تجویز کی گئی کہ ایسے مجرم کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔

رہزنی و قزاقی:

ڈاکہ، رہزنی و قزاقی ایسی ظالمانہ حرکتوں سے لوگوں کا سکون برباد ہو جاتا ہے، اور کوئی شخص بھی جان و مال اور عصمت کو محفوظ نہیں پاتا، اور ان کی حفاظت کی فوری تدبیر سے بالکل قاصر و مجبور ہوتا ہے۔ لہذا اس جرم کا ارتکاب کرنے والوں کے لیے جلا وطنی اور قتل کی سزا رکھی گئی۔

شراب نوشی:

شراب نوشی انسانیت کو عقل سے معطل اور تعقل و فکر سے محروم کر دیتی ہے، جس کا

لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ شرابی سے عالم بدستی میں وہ حرکتیں سرزد ہوتی ہیں جو انسانیت کے لیے ننگ و عار اور امن اجتماعی کے لیے مفسدہ عظیم بن جاتی ہیں۔ چنانچہ ایسے جرم کا ارتکاب کرنے والوں کے لیے جرم کی نوعیت کے مطابق (۴۰) یا (۸۰) کوڑے سزا متعین کی گئی ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے کسی شخص کو بھی ان حدود میں تشنیع و ترمیم کرنے کا حق دیا ہے اور نہ تغیر و تبدل کا۔ چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرُبُوهَا﴾ (البقرة: ۱۸۷)

”یہ اللہ کی حدود ہیں ان کے قریب نہ جاؤ۔“

اور جو لوگ حدود اللہ کو پھلانگتے اور ان سے تجاوز کرتے ہیں، وہ ظالم ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَعْتَدُوهَا وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾ (البقرة: ۲۲۹)

”یہ اللہ کی حدود ہیں، انھیں تجاوز نہ کرو اور جو لوگ اللہ کی حدود سے تجاوز کرتے ہیں وہی لوگ ظالم ہیں۔“

حدود اللہ سے تجاوز کرنا اپنے نفس پر ظلم کرنے کے مترادف ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ﴾ (الطلاق: ۱)

”اور جو شخص اللہ کی حدود سے تجاوز کرے گا، وہ اپنے نفس پر ظلم کرے گا۔“

نیز حدود اللہ سے تجاوز کرنا جہنم میں جانے کا سبب ہے، جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا﴾

وَلَهُ عَذَابٌ مُّهِينٌ ﴿١٤﴾ (النساء: ۱۴)

”اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا، اور اس کی (مقرر کردہ) حدود سے تجاوز کرے گا، اُسے اللہ آگ میں داخل کرے گا، جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اور اس کے لیے رسوا کن عذاب ہے۔“

ان مذکورہ بالا تمام قرآنی آیات سے معلوم ہوا کہ حدود اللہ کو پھلانگنا اور اُن سے تجاوز کرنا سراسر زیادتی اور ظلم ہے، بلکہ حدود اللہ سے تجاوز کرنے والا شخص جہنمی ہے۔ جو لوگ حدود اللہ کی حفاظت کرتے ہیں، وہ نیک بشارت کے مستحق ہیں، چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے مؤمنین کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَالنَّاهُونَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحَافِظُونَ لِحُدُودِ اللَّهِ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ﴾

(التوبة: ۱۱۲)

”(مؤمنین) برائی سے روکنے والے، اور اللہ کے حدود کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ اور آپ مؤمنوں کو خوشخبری دے دیجیے۔“

لیکن انتہائی افسوس ناک بات یہ ہے کہ ہمارے ملک ”پاکستان“ میں فحاشی و عریانی کو فروغ دینے کی سازش کے تحت اور عورتوں کے حقوق کے استحصال کی خاطر ”تحفظ خواتین ایکٹ“ بنایا گیا ہے، جو اللہ سے بغاوت اور کتاب و سنت میں موجود حدود اللہ سے سراسر تجاوز ہے۔ ہم بطور ثبوت اور نمونہ ”تحفظ خواتین ایکٹ“ ۲۰۰۶ء کا مختصر تقابلی جائزہ پیش کر دیتے ہیں۔

حدود اللہ: حدود اللہ میں ترمیم و تنسیخ کا اختیار اللہ نے کسی کو نہیں

دیا۔ (الاحزاب: ۳۶)

تحفظ خواتین ایکٹ ۲۰۰۶ء: ایکٹ میں حدود زنا اور جہت میں ترمیم و تنسیخ کر کے اللہ کی بغاوت کی گئی ہے۔ (ایکٹ نمبر ۳۵، بابت ۱۸۶۰، دفعہ ۳۶۷)

حدود اللہ: اسلام میں حد زنا کی تقسیم شادی شدہ اور غیر شادی شدہ کی گئی ہے۔ (صحیح بخاری)

تحفظ خواتین ایکٹ ۲۰۰۶ء: ایکٹ میں زنا بالرضا اور زنا بالجبر کی باطل اصطلاح گھڑی گئی ہے۔

حدود اللہ: اسلام میں زانیہ (عورت) اور زانی (مرد) کی سزا سو کوڑے مقرر ہے۔ (سورہ نور: ۲)..... شادی شدہ کے لیے سزا سنگسار مقرر کی گئی ہے۔“ (صحیح مسلم)

تحفظ خواتین ایکٹ ۲۰۰۶ء: ایکٹ میں زیادہ سے زیادہ زنا کی سزا ۵ سال قید اور ۱۰ ہزار روپے جرمانہ مقرر کی گئی ہے۔

(ایکٹ نمبر ۳۵، بابت ۱۸۶۰، نئی دفعہ ۳۹۶ ب)

حدود اللہ: اسلام میں حد زنا کے نفاذ کے لیے ۴ گواہ مقرر ہیں۔

(سورہ نور: ۴)

تحفظ خواتین ایکٹ ۲۰۰۶ء: ایکٹ میں زنا کی سزا کے لیے ۵ گواہ مقرر کیے گئے ہیں۔

(ایکٹ نمبر ۵، بابت ۱۸۹۸، دفعہ ۲۰۳ الف)

حدود اللہ: اسلام میں ملزم کے اعتراف پر حد زنا قائم کر دی جاتی ہے۔ (صحیح بخاری)

تحفظ خواتین ایکٹ ۲۰۰۶ء: ایکٹ میں ملزم کے اعتراف کو ویسے ہی نکال دیا گیا ہے۔ (ایکٹ ترمیم نمبر ۲۵)

حدود اللہ: اسلام میں قذف (تہمت زنا) کی سزا ۸۰ کوڑے اور قاذف ہمیشہ کے لیے گواہی نہیں دے سکتا ہے۔ (النور: ۴)

تحفظ خواتین ایکٹ ۲۰۰۶ء: ایکٹ میں زیادہ سے زیادہ تہمت زنا کی سزا ۵ سال قید اور ۱۰ ہزار جرمانہ ہے۔

(ایکٹ ترمیم نمبر ۳۵، بابت ۱۸۶۰، نئی دفعہ ۳۹۶ ج) حدود اللہ: اسلام میں جرم ثابت ہونے پر حد کے نفاذ میں کوئی معافی نہیں دے سکتا۔ (صحیح بخاری)

تحفظ خواتین ایکٹ ۲۰۰۶ء: ایکٹ میں صوبائی حکومت اور صدر مجرم کو معافی دینے کے مجاز ہیں۔ (دفعہ ۳۹۶ ب، دفعہ ۳۹۶ ج)

(28) دین اسلام کا مذاق اڑانا:

دین اسلام اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین ہے، اور اُمت محمدیہ کے لیے اسی دین کا انتخاب کیا گیا ہے، اسی لیے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہر مومن کو اس بات کا حکم دیا ہے کہ جو لوگ دین اسلام کو ہلکی کھیل بنائے ہوئے اور اس کا مذاق اڑاتے ہیں، اُن کی دوستی سے قطعی گریز کرو، نیز جس محفل میں دین اسلام کا مذاق اڑایا جا رہا ہو، اس میں شرکت سے اجتناب کرنا چاہیے اور یہی ایک سچے مسلمان اور مومن کی علامت ہے۔ اور جو لوگ ایسی محافل میں شرکت کرتے ہیں، اور دل بہلانے کے لیے دین اسلام کا مذاق اڑاتے ہیں، جو کہ ایک بہت بڑا گناہ ہے، تو ایسے لوگوں کو اس کی سخت سزا دی جائے گی۔ چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَكُمْ هُزُؤًا وَلَعِبًا مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ وَالْكَافِرَ أَوْلِيَاءَ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ كُنتُم مِّنْهُ مُؤْمِنِينَ ۝٥٧﴾ (المائدة: ۵۷)

”اے ایمان والو! جن اہل کتاب اور کافروں نے تمہارے دین کا مذاق اڑایا اور اُس کا تماشا بنایا، انھیں اپنا دوست نہ بناؤ۔ اور اگر تم مومن ہو تو اللہ سے

ڈرتے رہو۔“

جن محافل میں دین اسلام کا مذاق اڑایا جا رہا ہو اُن میں شرکت کرنا قطعاً منع ہے۔
جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ آيَاتِ اللَّهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَفْعَلُوا مَعَهُمْ حَتَّىٰ يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ ۚ إِنَّكُمْ إِذَا مِثْلَهُمْ إِنَّ اللَّهَ جَامِعُ الْمُنَافِقِينَ وَالْكَافِرِينَ فِي جَهَنَّمَ جَمِيعًا ۝﴾

(النساء: ۱۴۰)

”اور اللہ قرآن کریم میں تمہارے لیے اُتار چکا ہے کہ جب تم سنو کہ اللہ کی آیتوں کا انکار اور ان کا مذاق اڑایا جا رہا ہے، تو اُن کے ساتھ نہ بیٹھو۔ یہاں تک کہ وہ کفار اُس کے علاوہ کوئی اور بات کرنے لگیں، ورنہ تم اُنہی جیسے ہو جاؤ گے، بے شک اللہ تمام منافقین اور کافروں کو جہنم میں اکٹھا کرنے والا ہے۔“

اور جو لوگ بطور گپ شپ، اور دل بہلانے کے لیے دین اسلام کا مذاق اڑاتے ہیں۔ ان کی مذمت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَلَمَّا كُنَّا نَخُوضُ وَلَنَعْبُدُ قُلُوبًا لِلَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ۝ لَا تَعْتَلُوا ۚ قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ ۚ إِنَّ نَعْفَ عَنْ طَآئِفَةٍ مِنْكُمْ نُعَذِّبُ طَآئِفَةً بِأَنَّهُمْ كَانُوا عَجَزِينَ ۝﴾

(التوبة: ۶۵-۶۶)

”اور اگر آپ ان سے پوچھیں گے تو وہ صاف کہیں گے کہ ہم تو یونہی آپس میں ہنس بول رہے تھے، آپ کہیے کہ کیا تم لوگ اللہ، اُس کی آیات اور اُس کے رسول کا مذاق اڑاتے تھے۔ تم بہانے نہ بناؤ تم لوگ ایمان لانے کے بعد

دوبارہ کافر ہو گئے ہو، اگر ہم تم میں سے ایک گروہ کو (ان کے تائب ہو جانے کے بعد) معاف کر دیں گے، تو کچھ لوگوں کو ان کے جرم کی سنگین سزا دیں گے۔“

(29) اسلام کو دورِ جدید میں ناقابلِ عمل قرار دینا:

دین اسلام ہمہ گیر اور عالمگیر دین ہے، جس میں انسانی زندگی کے جملہ امور کا ٹھیک ٹھیک اور آسان حل موجود ہے۔ خواہ وہ عقائد کے اعتبار سے ہو، اعمال کے اعتبار سے ہو، معاملات کے اعتبار سے ہو، اخلاقیات کے اعتبار سے ہو، اقتصادیات کے اعتبار سے ہو، سیاسیات کے اعتبار سے ہو یا معاشیات وغیرہ کے اعتبار سے ہو، دین اسلام انسانی زندگی کے تمام امور پر محیط ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا:

﴿الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾ (المائدة: ۳)

”آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا، اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور اسلام کو بحیثیتِ دین تمہارے لیے پسند کر لیا۔“

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ پر دین اسلام کامل اور اکمل صورت میں نازل فرمادیا ہے، اب نہ تو کسی نئے دین کی ضرورت ہے، اور نہ اُس میں تغیر و تبدل کی حاجت۔ بس اس میں جو کچھ بیان ہوا ہے بنی نوع انسان کی رشد و ہدایت اور اصلاح کے لیے کافی ہے۔

لیکن صد افسوس کہ بعض عناصر اپنی نا فہمی کی وجہ سے دین اسلام کو نامکمل اور ادھورا سمجھتے ہوئے آئے دن اُس میں کوئی نہ کوئی تبدیلی لاکھڑی کرتے ہیں۔ بعض اشتراکیت کا درس دیتے ہیں، تو بعض انفرادیت کا، بعض جِلّت شراب کا فتویٰ صادر کرتے ہیں، تو بعض مرد و زن کے اختلاط کے جواز کا، بعض اسلام میں موسیقی کو جائز قرار دیتے ہیں، تو بعض (رقص)

کو جسم کی شاعری سے تعبیر کرتے ہیں، اور اسی طرح بعض ”خلافت علی منہاج النبوة“ کا دلفریب نعرہ بلند کرتے ہیں۔ الغرض ایسے لوگوں کے دماغوں پر روشن خیالی کا ایسا بھوت سوار ہے کہ جس کی وجہ سے وہ حدیث رسول اللہ ﷺ کا صراحتاً، یا کم از کم اشارۃً انکار کر دیتے ہیں، اور اسلام کو مغربی علوم و فنون اور مغربی تہذیب کے سانچے میں ڈھال کر لوگوں کو اس کی تبلیغ کرتے ہیں۔

یاد رہے! جو لوگ دین اسلام کو چھوڑ کر کسی دوسرے دین کی جستجو میں رہیں، یا سچا راستہ واضح ہو جانے کے بعد بھی سنت رسول ﷺ کی مخالفت کریں، وہ بلا ریب خسارے میں ہیں۔ چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ (آل عمران: ۸۵)

”اور جو شخص اسلام کے علاوہ کوئی دوسرا دین چاہے گا، تو وہ اُس کی طرف سے قبول نہیں کیا جائے گا، اور وہ آخرت میں گھانا پانے والوں میں سے ہوگا۔“

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا﴾ (النساء: ۱۱۵)

(النساء: ۱۱۵)

”اور جو شخص راہ ہدایت واضح ہو جانے کے بعد رسول کی مخالفت کرے گا، اور مومنوں کی راہ چھوڑ کر کسی دوسری راہ کی اتباع کرے گا، تو وہ جدھر جانا چاہے گا ہم اُسے اُسی طرف پھیر دیں گے، اور اُسے جہنم میں ڈال دیں گے، اور وہ برا ٹھکانہ ہے۔“

ان ہر دو آیات کے بعد ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اس عنوان کی تائید میں دو احادیث بھی نقل کر دیں، تاکہ اس عنوان کی مکمل وضاحت ہو جائے۔ چنانچہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا:

((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَا يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ يَهُودِيٌّ وَلَا نَصْرَانِيٌّ، ثُمَّ يَمُوتُ وَلَمْ يَزَلْ يُؤْمِنُ بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ، إِلَّا كَانَ مِنَ أَصْحَابِ النَّارِ.)) ❶

”قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! اس امت کا کوئی (بھی) فرد خواہ وہ یہودی ہو یا نصرانی میرے متعلق سننے کے باوجود مجھ پر ایمان نہ لائے، اور اس تعلیم کو نہ مانے جسے دے کر میں بھیجا گیا ہوں، تو وہ اہل جہنم میں سے ہے۔“

نیز سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا:

((أَمَّا بَعْدُ! فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ، وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ، وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحَدَّثَاتُهَا، وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ.)) ❷

”حمد و ثناء کے بعد! سب سے بہتر بات اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے، اور بہترین راستہ محمد ﷺ کا راستہ ہے، اور سب سے بدتر کام دین میں کوئی نئی بات ایجاد کرنا ہے، اور ہر ایجاد شدہ بات گمراہی و ضلالت ہے۔“

بہر حال آج سے قریباً چودہ سو سال قبل دین اسلام کامل اور اکمل صورت میں نازل ہو چکا ہے، اور اس میں تمام عالم انسانیت کی رشد و ہدایت اور اصلاح کا سامان مہیا ہے۔ لہذا اب کسی کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ روشن خیالی کا تصور دے کر (مسائل منصوصہ میں)

❶ صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب وجوب الإیمان، برسالۃ نبینا محمد ﷺ، رقم: ۳۸۶۔

❷ صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ، باب تعظیف الصلوٰۃ والغبطۃ، رقم: ۲۰۰۵۔

کسی قسم کی کوئی تبدیلی کرے۔

مندرجہ بالا صحیح مسلم کی حدیث سے بات بالکل واضح ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ذات بھی سب سے اعلیٰ ہے، اور بات بھی سب سے بہتر۔ تو پھر در بدر بھٹکنے کی کیا ضرورت ہے؟

(30) مسلمان کو کافر کہنا:

کسی شخص کے لیے یہ قطعاً جائز نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو کافر قرار دے، کیونکہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہتا ہے، جبکہ اُس میں کفر دلی کوئی ایسی بات نہ پائی جاتی ہو، تو وہ خود کفر کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِأَخِيهِ: يَا كَافِرُ فَقَدْ بَاءَ بِهِ أَحَدُهُمَا)) ❶

”جب کوئی شخص اپنے بھائی سے یہ کہتا ہے: اے کافر! تو ان دونوں میں سے ایک کافر ہو گیا۔“

اور سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَرْمِي رَجُلٌ رَجُلًا بِالنُّسُوقِ، وَلَا يَرْمِيهِ بِالْكُفْرِ إِلَّا

إِذَا تَدَثَّ عَلَيْهِ إِنْ لَمْ يَكُنْ صَاحِبَهُ كَذَلِكَ)) ❷

”کوئی آدمی، دوسرے آدمی کو فاسق یا کافر نہ کہے، کیونکہ اگر وہ (درحقیقت)

کافر یا فاسق نہ ہو، تو خود کہنے والا فاسق یا کافر ہو جائے گا۔“

(31) مسلمان کو ناحق قتل کرنا:

کسی شخص کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ کسی مسلمان کو ناحق قتل کرے، کیوں کہ جو

❶ صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب من كفر أعمامه من غير نأويل فهو كساقط، رقم: ۶۱۰۳.

❷ صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب من يئهى من السباب واللعن، رقم: ۶۰۴۵.

فحش کسی مسلمان کو ناحق قتل کرتا ہے، اُس کے لیے اللہ تعالیٰ نے جہنم میں ٹھکانہ تیار کر رکھا ہے، جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اور اُس پر اللہ کا غضب اور اُس کی لعنت برسی رہے گی۔ جیسا کہ ارشاد الہی ہے:

﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعِدًّا فَعَرَاوُهُ جَهَنَّمَ خَلِيدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا﴾ (النساء: ۹۳)

”اور جو شخص کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کر دے گا، تو اُس کا بدلہ جہنم ہے، جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اور اُس پر اللہ کا غضب اور اُس کی لعنت ہوگی، اور اُس نے اُس کے لیے ایک بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔“

اور سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا تَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ))

”جب دو مسلمان تلوار کھینچ کر ایک دوسرے سے لڑیں تو قاتل اور مقتول دونوں دوزخ میں جائیں گے۔“

نیز سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ایک تو قاتل تھا، لیکن مقتول کو سزا کیوں ملے گی؟ اس پر رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّهُ كَانَ حَرِيصًا عَلَى قَتْلِ صَاحِبِهِ))

”وہ بھی اپنے قاتل کے قتل پر آمادہ تھا۔“

مطلب یہ ہے کہ جب بغیر عذر شرعی ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو قتل کرنے کی کوشش کرے۔

اور سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا:

((سَبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ))

① صحیح بخاری، کتاب النہای، باب قول اللہ تعالیٰ: ﴿وَمَنْ أَخْيَاهَا﴾ (المائدة: ۳۳) رقم: ۶۸۷۵.

② صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب ما ینبی من السباب واللعن، رقم: ۶۰۴۴.

”مسلمان کو گالی دینا گناہ، اور اُسے قتل کرنا کفر ہے۔“

(32) مسلمان پر اسلحہ اٹھانا:

کسی مسلمان کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ اپنے مسلمان بھائی پر ہتھیار اٹھائے یا ہتھیار سے اس کی طرف اشارہ کرے، خواہ وہ ہتھیار اٹھانا یا ہتھیار سے اشارہ کرنا مذاق کے طور پر ہی کیوں نہ ہو۔ اس لیے کہ یہ صرف منع، بلکہ حرام ہے، ممکن ہے غلطی سے وہ ہتھیار چل جائے اور جس سے دوسرا مسلمان مر جائے، اور وہ خود اس غلطی کے سبب جہنم کی آگ میں جا پڑے، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((لَا يُشِيرُ أَحَدُكُمْ إِلَى أَخِيهِ بِالسَّلَاحِ ، فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي أَحَدُكُمْ لَعَلَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ فِي يَدِهِ ، فَيَقَعُ فِي حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ .)) ❶

”تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے، ممکن ہے شیطان اُس کا ہاتھ چلا دے، اور وہ (اس کے نتیجے میں) جہنم کی آگ کے گڑھے میں جا پڑے۔“

اور مزید یہ کہ جو شخص اپنے بھائی کی طرف لوہے کے ہتھیار سے اشارہ کرتا ہے، اُس پر ملائکہ لعنت کرتے ہیں، جیسا کہ رسول مکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((مَنْ أَمَّارَ إِلَى أَخِيهِ بِحَدِيدَةٍ ، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَلْعَنُهُ ، حَتَّى يَدَّعَهُ وَإِنْ كَانَ أَخَاهُ لِأَبِيهِ وَأُمِّهِ .)) ❷

”جو شخص اپنے بھائی کی طرف لوہے کے ہتھیار سے اشارہ کرتا ہے، ملائکہ اُس پر لعنت کرتے ہیں، خواہ یہ سگا بھائی ہی کیوں نہ ہو۔“

کیونکہ حقیقی مسلمان تو وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

❶ صحیح مسلم، کتاب الأدب، باب النهی عن الإشارة بالسلاح، رقم: ۶۶۶۸.

❷ صحیح مسلم، کتاب الأدب، رقم: ۶۶۶۶.

جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

((اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ)) ①

”مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔“

(33) مسلمان کو ناحق تکلیف پہنچانا:

مؤمن و مسلمان مردوں اور عورتوں کو بغیر کسی شرعی سبب کے تکلیف دینا یا پہنچانا، قطعی طور پر حرام ہے۔ اور اس میں ہر وہ کام اور بات داخل ہے، جس سے مؤمن و مسلمان کی دل آزاری ہو۔ خواہ وہ بے عزتی کے حوالہ سے ہو یا کسی اور حوالہ سے۔ اور جو لوگ کسی کو ناحق ایذا پہنچاتے ہیں، وہ دنیا میں تو بدنام ہو کر رہتے ہیں، آخرت میں بھی ان کا شمار بدترین لوگوں میں ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدْ احْتَمَلُوا
بُهْتًا كَاوًا اِثْمًا مُبِينًا﴾ (الأحزاب: ۵۸)

”اور جو لوگ مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کو بغیر کسی قصور کے ایذا پہنچاتے ہیں، وہ بہتان اور کھلے گناہ کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔“

اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ شَرَّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ اِتِّقَاءً شَرًّا)) ②

”اللہ کے نزدیک روز قیامت سب سے بدتر لوگ وہ ہوں گے، جن کے شر سے ڈرتے ہوئے لوگ اُن سے ملنا چھوڑ دیں۔“

(35) مسلمان سے قطع کلامی کرنا:

مسلمانوں کے مابین قطع کلامی اور بگاڑ پیدا کرنا شیطان کا اہم ترین منصوبہ ہے۔ بہت

① صحیح بخاری، کتاب الإیمان، باب المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده، رقم: ۱۰۔

② صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب لم يكن النبي ﷺ فاجحاً ولا متفحشاً، رقم: ۶۰۳۲۔

سے لوگ جو شیطانِ قدموں کے مقلد ہیں، اپنے مسلمان بھائیوں سے کنارہ کشی اختیار کر بیٹھتے ہیں۔ اور بعض اوقات تو رنجشوں اور ناراضگیوں کا سلسلہ ایک عرصہ تک قائم رہتا ہے، بلکہ بعض سخت طبیعت کے لوگ تو اپنے بھائی سے ہم کلام نہ ہونے، اور کبھی اُس کے گھر نہ جانے کی قسم کھا بیٹھتے ہیں، کبھی اُسے راہ چلتے دیکھ لیں تو اُس سے اعراض کر لیتے ہیں۔

بہر حال ایسا رویہ اور عمل اسلامی معاشرے میں بگاڑ پیدا کرنے کا انتہائی خطرناک ذریعہ ہے۔ اسی لیے رسول اکرم ﷺ نے اس سے متعلق سخت وعید بیان فرمائی ہے۔ چنانچہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ ، فَمَنْ هَجَرَ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَمَاتَ دَخَلَ النَّارَ .)) ❶

”کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھے، جس نے تین دن سے زیادہ چھوڑا اور اسی حال میں مر گیا، تو وہ جہنم میں جائے گا۔“

اور سیدنا ابو خراش الاسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ هَجَرَ أَخَاهُ سَنَةً ، فَهُوَ كَسَفِكَ دَمِيهِ .)) ❷

”جس شخص نے اپنے کسی بھائی کو سال بھر چھوڑے رکھا (گویا) اس نے اُسے قتل کر دیا۔“

بہر حال ایسے گناہ سے قطعی طور پر بچنا چاہیے، اور ایسے گناہ سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ وہ اپنے بھائی کے پاس حاضر ہو کر اُسے سلام کہے۔ اگر وہ ملاقات کرنے سے انکار یا

❶ سنن ابی داؤد، کتاب الأدب، رقم: ۴۹۱۴۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۷۶۵۹۔ مشکوٰۃ، رقم: ۵۰۳۵۔

❷ سنن ابی داؤد، کتاب الأدب، رقم: ۴۹۱۵۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۶۵۸۱۔ سلسلۃ الصحیحۃ، رقم: ۹۲۸۔

اعراض کرے، تو ایسی صورت میں سلام کہنے والے شخص پر کوئی مواخذہ نہیں ہوگا، بلکہ وہ اس سے بری الذمہ ہوگا۔ اور سارا گناہ دوسرے شخص کے سر ہوگا، جس نے ملاقات کرنے سے انکار کیا۔ سیدنا ابوالیوب انصاری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ، يَلْتَقِيَانِ، فَيُعْرِضُ هَذَا وَيُعْرِضُ هَذَا، وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ.)) ①

”کسی شخص کے لیے جائز نہیں کہ اپنے کسی بھائی سے تین دن سے زیادہ کے لیے ملاقات چھوڑ دے، اس طرح کہ جب دونوں کا سامنا ہو جائے، تو یہ اس طرف منہ پھیر لے، اور وہ اس طرف منہ پھیر لے۔ اور ان دونوں میں بہتر وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔“

اور قرآنی آیت: ﴿إِذْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ﴾ کا یہی مطلب ہے کہ باہمی ناچاقی کو انتہائی خوش اسلوبی سے ختم کر دینا ہی اچھا ہے۔

(35) بلا وجہ لعنت کرنا:

اکثر لوگ غصے کے وقت اپنی زبانوں پر قابو نہیں رکھتے، اور بلا وجہ لعنت و ملامت کرنا شروع کر دیتے ہیں، انسانوں، چوپایوں، جمادات، ایام اور گھریلوں، بلکہ بعض اوقات تو اپنی ذات اور اپنی اولاد تک پر لعنتیں بھیج ڈالتے ہیں، اور اس طرح شوہر، بیوی پر، اور بیوی، شوہر پر۔ بہر حال بلا وجہ لعن و طعن کا یہ معاملہ انتہائی خطرناک ہے، جیسا کہ سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا لَعَنَ صَعِدَتْ اللَّعْنَةُ إِلَى السَّمَاءِ فَتُغْلَقُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ دُونَهَا، ثُمَّ تَهْبِطُ إِلَى الْأَرْضِ، فَتُغْلَقُ أَبْوَابُهَا دُونَهَا، ثُمَّ تَأْخُذُ بِمِيزَانٍ وَشِمَالٍ، فَإِذَا لَمْ تَجِدْ مَسَاغًا رَجَعَتْ إِلَى الَّذِي لَعَنَ، فَإِنْ كَانَ لِذَلِكَ أَهْلًا وَإِلَّا رَجَعَتْ إِلَى قَائِلِهَا.)) ②

① صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب الحجرة، رقم: ۶۰۷۷۔

② سنن ابی داؤد، کتاب الأدب، باب فی اللعن، رقم: ۴۹۰۵۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۱۶۷۲۔

”جب بندہ کسی پر لعنت کرتا ہے، تو وہ لعنت آسمان کی طرف چڑھتی ہے، اُس کے لیے آسمان کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، پھر وہ زمین کی جانب گرتی ہے، تو اُس کے لیے زمین کے دروازے (بھی) بند کر دیئے جاتے ہیں، پھر وہ دائیں بائیں چکر کاٹتی ہے، جب اُسے کوئی راستہ نہیں ملتا تو جس پر لعنت کی گئی ہو، اُس کی جانب پلٹتی ہے، اگر وہ اُس کا مستحق ہو تو ٹھہرا، ورنہ کہنے والے کی جانب پلٹ آتی ہے۔“

اور سیدنا ابو زید ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

((وَمَنْ لَعَنَ مُؤْمِنًا فَهُوَ كَقَتْلِهِ)) ①

”جس نے کسی مؤمن پر لعنت بھیجی، وہ اُسے قتل کرنے کے برابر ہے۔“

لعن و طعن کا معاملہ چونکہ خواتین میں زیادہ پایا جاتا ہے، اس لیے رسول کریم ﷺ نے اسے خواتین کے جہنم میں داخلے کا ذریعہ بتایا ہے، اور جو لوگ زیادہ لعنتیں کرتے ہیں، وہ روزِ قیامت شفاعت نہیں کر پائیں گے، جیسا کہ سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللَّعَّائِينَ لَا يَكُونُونَ شُهَدَاءَ وَلَا شُفَعَاءَ، يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) ②

”یقیناً زیادہ لعنتیں بھیجنے والے قیامت کے روز نہ گواہ بن سکیں گے، اور نہ سفارش کر سکیں گے۔“

(36) نماز میں سستی اور کاہلی کرنا:

نماز دین اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک نہایت ہی اہم رکن ہے۔ نماز

① صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب ما نہی من الاسباب واللعن، رقم: ۶۰۴۷۔

② صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، رقم: ۲۵۹۸۔

بلاشبہ ایک مکمل عبادت ہے جو بدنی، قوی عبادات کا ایک حسین امتزاج ہے۔ نیز نماز ہر مومن کی آنکھوں کا سرور اور ایمان کی علامت ہے، لہذا ہر مومن مسلمان کو چاہیے کہ نماز خوش و خرم، شاداب چہرے اور قلبی سکون کے ساتھ ادا کرے، اس لیے کہ آدمی نماز میں اپنے رب کے ساتھ سرگوشی کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ اُس کے سامنے ہوتا ہے، اور جب بندہ اُسے پکارتا ہے، تو وہ اُس کی پکار سنتا ہے۔ اور جو لوگ نماز میں بوجھل جسم کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں یا اُس میں سستی اور کاہلی کا مظاہرہ کرتے ہیں، تو ایسے لوگ قطعاً سچے مومن اور مسلمان نہیں ہو سکتے، بلکہ نماز میں سستی اور کاہلی کا مظاہرہ کرنا منافقین کی علامت ہے۔ جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كَسَالَى﴾ (النساء: ۱۴۲)

”اور جب وہ (منافقین) نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں، تو کاہل بن کر کھڑے ہوتے ہیں۔“

معلوم ہوا جو لوگ نماز میں سستی اور کاہلی کا مظاہرہ کرتے ہیں، وہ منافق ہیں۔

(37) نماز میں طہانیت ترک کرنا:

نماز میں طہانیت یعنی رکوع و سجود میں اطمینان اور اعتدال رکھنا، نماز کی قبولیت کا بہت بڑا سبب ہے، لیکن جو شخص ایسا نہیں کرتا، تو اس کا یہ فعل نماز چوری کرنے کے زمرے میں آتا ہے۔ جیسا کہ رسول مکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((أَسْأَلُ النَّاسَ سَرِقَةً أَلَّذِي يَسْرِقُ مِنْ صَلَوتِهِ.)) قَالُوا: يَارَسُولَ اللَّهِ! وَكَيْفَ يَسْرِقُ مِنْ صَلَوتِهِ؟ قَالَ: ((لَا يُتِمُّ رُكُوعَهَا وَلَا سُجُودَهَا.)) ❶

”سب سے بدترین چور نماز کا چور ہے۔“ (اس پر) صحابہؓ نے عرض کیا: ”اے

❶ مسند احمد، ۳۱/۱۰، رقم: ۲۲۶/۴۲۔ لیکن حبان نے اس کو ”سج“ کہا ہے۔ صحیح ابن حبیب، رقم: ۱۸۸۰۔

اللہ کے رسول! آدمی نماز کی چوری کیسے کر سکتا ہے؟“ (جواباً) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہ نماز کے رکوع و سجود پورے نہیں کرتا۔“

آج رکوع و سجود میں کمر کا سیدھا نہ رکھنا، رکوع سے اٹھ کر صحیح طرح کھڑا نہ ہونا، اور نماز میں طہانیت کا ترک کرنا، ہمارے معاشرے میں پوری طرح گھر کر چکا ہے، اور اکثر نمازی اس بیماری میں مبتلا دکھائی دیتے ہیں، حالانکہ طہانیت نماز کا ایک اہم رکن ہے، جسے اپنائے بغیر نماز درست نہیں ہوتی۔ جیسا کہ رسول معظم ﷺ نے ایک شخص کو رکوع و سجود میں کمر سیدھا نہ کرنے پر فرمایا:

((إِنَّهُ لَا صَلَوةَ لِمَنْ لَمْ يُقِمِ صَلَاتَهُ)) ❶

”یقیناً اس کی نماز درست نہیں ہے، جس نے اپنی کمر کو سیدھا نہیں رکھا۔“

اور سیدنا ابوسعود البدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا:

((لَا تُجْزِي صَلَوةَ الرَّجُلِ حَتَّى يُقِيمَ ظَهْرَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ)) ❷

”آدمی کی نماز تب تک کفایت کر ہی نہیں سکتی، جب تک کہ وہ اپنی کمر کو رکوع و سجود میں صحیح طور پر سیدھا نہ کر لے۔“

اس میں کوئی شک نہیں کہ ترک طہانیت ایسا بڑا گناہ ہے، جس کا مرتکب بڑی زبرد

وعد کا نشانہ بنتا ہے۔ چنانچہ سیدنا ابوعبد اللہ الاشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ بِأَصْحَابِهِ ثُمَّ جَلَسَ فِي طَائِفَةٍ مِنْهُمْ، فَدَخَلَ رَجُلٌ فَقَامَ يُصَلِّي فَجَعَلَ يَرْكَعُ وَيَتَقَرُّ فِي سُجُودِهِ فَقَالَ

❶ ابن حبان نے اس کو ”صحیح“ کہا ہے۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۱۸۸۸۔

❷ سنن ابی داؤد، کتاب الصلوٰۃ، رقم: ۸۵۵۔ سنن الترمذی، کتاب مواقیب الصلوٰۃ، رقم: ۲۶۵۔

المشکوٰۃ، رقم: ۸۷۸۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۷۲۲۴۔

النَّبِيِّ ﷺ أَتَرَوْنَ هَذَا؟ مَنْ مَاتَ عَلَى هَذَا مَاتَ عَلَى غَيْرِ مِلَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ يَنْقُرُ صَلَوَتُهُ كَمَا يَنْقُرُ الْغَرَابُ الدَّمَ، إِنَّمَا مَثَلُ الَّذِي يَزْكَعُ وَيَنْقُرُ فِي سُجُودِهِ كَالْجَائِعِ لَا يَأْكُلُ إِلَّا التَّمْرَةَ وَالتَّمْرَتَيْنِ فَمَاذَا تُغْنِيَانِ عَنْهُ.)) ❶

”رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو نماز پڑھائی۔ پھر کچھ احباب کے ساتھ بیٹھ گئے، پس (اچانک) ایک آدمی داخل ہو کر نماز پڑھنے لگا، وہ رکوع کرتا اور اپنے سجدوں میں ٹھونگیں مارتا، (اُسے دیکھ کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اسے دیکھ رہے ہو! جو شخص اس طرح کی نماز پڑھ گیا، تو وہ محمد ﷺ کے دین پر نہیں مرا۔ یہ اپنی نماز میں اس طرح ٹھونگیں مار رہا ہے، جس طرح کہ کواخون پر ٹھونگیں مارتا ہے۔ جو آدمی رکوع کرے اور پھر سجدوں میں ٹھونگیں مارے اُس کی مثال اس بھوکے کی سی ہے، جو صرف ایک یا دو کھجوریں کھاتا ہے، اب بھلا (یہ) دو کھجوریں اُس کی بھوک کہاں مٹائیں گی۔“

یزید بن وہب رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ:

((رَأَى حَذِيفَةَ رَجُلًا لَا يَتِمُّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ. فَقَالَ: مَا صَلَّيْتَ وَلَوْ مَتَّ مَتَّ عَلَى غَيْرِ الْفِطْرَةِ الَّتِي فَطَرَ اللَّهُ مُحَمَّدًا ﷺ.)) ❷

”سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو دیکھا جو ٹھیک سے رکوع و سجدہ نہیں کر رہا تھا، تو انھوں نے فرمایا: تم نے کوئی نماز نہیں پڑھی، اور اگر تم (یہی نماز پڑھتے ہوئے) مر گئے، تو تمہاری موت اس دین پر نہیں ہوگی، جو اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو عطا فرمایا۔“

❶ ابن خزیمہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔ صحیح ابن خزيمة، رقم: ۶۶۵.

❷ صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب إذا لم يتم الركوع، رقم: ۷۹۱.

یہاں ایک بات کی وضاحت کرنا ضروری ہے، اور وہ یہ کہ جو شخص نماز میں عدم اطمینان کرتا رہا، اُسے جو نئی مسئلہ کا حکم معلوم ہو، تو وہ اُس وقت کی فرض نماز لوٹالے، اور گذشتہ تمام نمازیں جو اس طریقے پر پڑھی ہوں۔ اُس معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے توبہ کر لے۔ سابقہ نمازیں لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی کو ان الفاظ میں فرمایا:

((اِرْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ)) ❶

”جا پھر نماز پڑھ، اس لیے کہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔“

(38) نماز میں لغو اور فضول حرکات کرنا:

نماز میں لغو اور فضول حرکات ایک ایسی آفت اور مصیبت ہے، جس سے شاید ہی کسی نمازی نے اپنے آپ کو بچایا ہو۔ جو لوگ نماز میں لغو اور فضول حرکات کرتے ہیں، وہ دراصل اللہ تبارک و تعالیٰ کے اس فرمان کو اپنانے سے قاصر ہیں۔

﴿وَقَوْمُوا إِلَٰهَ فَيُتَيْنَ﴾ (البقرة: ۲۳۸)

”اور اللہ کے حضور پر سکون اور خشوع کے ساتھ کھڑے ہو۔“

نیز ایسے لوگ اللہ تبارک و تعالیٰ کے اس فرمان پر بھی غور و خوض نہیں کرتے۔

﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۝ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ ۝﴾

(المؤمنون: ۱-۲)

”یقیناً ان مومنوں نے فلاح پالی۔ جو اپنی نماز میں خشوع و خضوع اختیار کرتے

ہیں۔“

فضول حرکات تو کجا، جب رسول اللہ ﷺ سے سجدہ میں پیشانی رکھنے کی جگہ سے مٹی صاف کرنے کا پوچھا گیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَمْسَحْ وَانْتَ تُصَلِّيْ . فَإِنْ كُنْتَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَوَاحِدَةً ،
تَسْوِيَةً الْحَصَى .)) ❶

”نماز پڑھتے ہوئے مٹی صاف نہ کرو، اگر بہت ضروری ہو، تو صرف ایک مرتبہ
کنکریاں صاف کرلو۔“

بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ مسلسل اور بلا ضرورت حرکت کرتے رہنا جیسے کوئی کسی کام
میں مشغول ہو، اس سے نماز باطل ہو جاتی ہے، لہذا جو لوگ نماز میں لغو اور فضول حرکات
کرتے ہیں، مثلاً گھڑی دیکھنا، انگلیوں کو چٹھانا، کپڑے سیدھے کرنا، آسمان کی طرف نظر
اٹھانا یا اس قسم کی دوسری لغو حرکات، تو انھیں اس بات سے ڈرنا چاہیے کہ ان کی آنکھیں
کہیں جھپٹ نہ لی جائیں اور ایلیس ان کی نماز اچک نہ لے۔

(39) مقتدی کا امام سے (عہداً) سبقت لے جانا:

مقتدی کا دوران نماز امام سے جان بوجھ کر نماز کے کسی بھی رکن میں سبقت یعنی پہل
کرنا بہت بڑا گناہ ہے، جیسا کہ عمومی طور پر بعض لوگ رکوع و سجود اور تکبیرات وغیرہ کے
انتقال میں امام سے سبقت کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ بہت سے لوگ شاید اس مسئلہ
کی اہمیت سے واقف نہیں، مگر رسول اللہ ﷺ نے اس کے متعلق انتہائی سخت وعید بیان
فرمائی ہے۔ جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَمَّا يَخْشَى أَحَدُكُمْ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ أَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ
رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ أَوْ يَجْعَلَ اللَّهُ صُورَتَهُ صُورَةَ حِمَارٍ .)) ❷

”کیا تم میں وہ شخص جو امام سے پہلے اپنا سر اٹھا لیتا ہے، اس بات سے نہیں ڈرتا
کہ کہیں اللہ پاک اُس کا سر گدھے کے سر کی طرح بنا دے یا اُس کی صورت کو

❶ سنن ابی داؤد، کتاب الصلوٰۃ، رقم: ۹۴۶۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۷۴۵۲۔

❷ صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب إثم من رفع رأسه قبل الإمام، رقم: ۶۹۱۔

گدھے کی سی صورت بنا دے۔“

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز میں رسول اللہ ﷺ سے سبقت کرنے سے بہت زیادہ احتیاط کا مظاہرہ کرتے تھے، جیسا کہ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے قول سے معلوم ہوتا ہے۔

((أَنَّهُمْ كَانُوا يُصَلُّونَ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ، فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ لَمْ أَرِ أَحَدًا يَخْنِي ظَهْرَهُ حَتَّى يَضَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَبْهَتَهُ عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَخِرُّ مَنْ وَرَاءَهُ سُجَّدًا)) ❶

”صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں نماز پڑھا کرتے تھے، رسول اللہ ﷺ جب رکوع سے سر اٹھاتے، تو کوئی صحابی تب تک اپنی کمر نہ جھکاتا، جب تک رسول اللہ ﷺ اپنی جبین اقدس زمین پر نہ رکھ دیتے، پھر آپ کے پیچھے والے سجدے میں جاتے۔“

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس عمل سے مسئلہ کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ بڑھاپے کو پہنچے، تو آپ ﷺ کی رفتار میں کچھ کمی آگئی، اور آپ ﷺ اپنے مقتدی صحابہ کو ان الفاظ سے آگاہ فرماتے:

((يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي قَدْ بَدَنْتُ فَلَا تَسْبِقُونِي بِالرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ)) ❷

”اے لوگو! میں بھاری بدن ہو چکا ہوں، لہذا رکوع اور سجود میں جاتے ہوئے مجھ سے پہل نہ کرنا۔“

بہر حال ہر مقتدی کو چاہیے کہ نماز کے دوران امام سے سبقت لے جانے کی جرأت نہ کرے، وگرنہ مذکورہ وعید کا نشانہ بنا کوئی بعید نہیں ہے۔

❶ صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ، باب متابعا الإمام والعمل بعده، رقم: ۱۰۶۲۔

❷ سنن الکبریٰ، کتاب الصلوٰۃ، باب رکع برکوع الإمام ویرفع برفعه ولا یسبقه وكذلك فی السجود وغیرہ، رقم: ۲۵۹۸۔ علامہ البانی نے اس حدیث کی سند کو ”حسن“ کہا ہے۔ ارواء الغلیل، رقم: ۵۰۹۔

(40) بلا عذر نماز کو تاخیر سے پڑھنا:

یہ بات جان لینی چاہیے کہ جس طرح بلا عذر نماز چھوڑ دینا شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ ہے، اسی طرح بلا عذر شرعی نماز کو اُس کے وقت سے تاخیر کر کے پڑھنا بھی بہت بڑا گناہ ہے۔ شرعی عذر جیسے سو جانا، بھول جانا یا کسی اور جائز عذر کی وجہ سے نماز پڑھنے میں تاخیر ہو گئی، تو کوئی حرج نہیں، لیکن اگر کوئی عذر درپیش نہیں، اور خواہ مخواہ وقت سے تاخیر کر کے نماز پڑھنا اور اس میں غفلت برتنا، یہ فاسقوں کا طریقہ ہے۔ اور اس کی دلیل اللہ تبارک و تعالیٰ کا یہ ارشادِ گرامی ہے:

﴿قَوْلِيلٌ لِّلْمُصَلِّينَ ۝ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۝﴾

(الماعون: ۴-۵)

”پس ان نمازیوں کے لیے ویل یا ہلاکت ہے، جو اپنی نمازوں میں غفلت برتتے ہیں۔“

ایک دوسرے مقام پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿تَخَلَّفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهْوَةَ فَسُوفَ يَلْقَوْنَ عَذَابًا ۝﴾ (مریم: ۵۹)

”پھر ان کے بعد ان کی اولاد میں ایسے ناخلف پیدا ہوئے، جنہوں نے نماز کو ضائع کر دیا، اور نفسانی خواہشات کی پیروی کی۔ سو ان کا نقصان ان کے آگے آئے گا۔“

مفسرین کے نزدیک نماز ضائع کرنے کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ وہ لوگ نماز کو وقت گزر جانے کے بعد یعنی تاخیر سے پڑھا کرتے تھے۔

بہر حال ایک سچے مؤمن و مسلمان کے شایانِ شان نہیں ہے کہ وہ نماز کو وقت سے تاخیر کر کے پڑھے، کیوں کہ اہل ایمان پر تو اللہ تعالیٰ نے نماز کو مقررہ اوقات میں ادا کرنا

فرض کیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا ۝﴾

(النساء: ۱۰۳)

”بے شک نماز مقررہ اوقات میں مؤمنوں پر فرض کی گئی ہے۔“

لہذا ہر مؤمن پر لازم ہے کہ نماز کا اہتمام کرتے ہوئے اُسے وقت مقررہ پر ادا کرے، اور جو شخص نماز کا اہتمام نہیں کرتا اُسے قیامت کے روز رسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ حَافِظَ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهُ نُورًا وَبُرْهَانًا وَنَجَاةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ لَمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا، لَمْ يَكُنْ لَهُ نُورٌ وَلَا بُرْهَانٌ وَلَا نَجَاةٌ، وَكَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ قَارُونَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَأَبِي بَنْيَ خَلْفٍ.)) ❶

”جو شخص نماز کا اہتمام کرے گا، نماز اُس کے لیے قیامت کے روز نور ہوگی، دلیل ہوگی اور کامیابی کا سبب ہوگی۔ اور جو شخص نماز کا اہتمام نہیں کرے گا، اُس کے لیے روز قیامت نہ نور ہوگا، نہ اُس کے پاس دلیل ہوگی اور نہ کامیابی کا کوئی راستہ۔ نیز روز قیامت اُس کا حشر قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔“

(42) نماز باجماعت سے پیچھے رہ جانا:

نماز عبادات الہیہ میں سے ایک اہم عبادت ہے، اور ہر مومن مسلمان پر لازم ہے کہ اس عبادت کو جماعت کے ساتھ ادا کرے، کیونکہ جو شخص اس اہم عبادت کو باجماعت ادا کرتا ہے، وہ اللہ کے ہاں بے پناہ اجر و ثواب کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ اور اس کے برعکس جو شخص

❶ مسند احمد، ۱/۶۹، رقم: ۶۵۷۶۔ شیخ شعب الارناؤط نے اس کی سند کو ”حسن“ کہا ہے۔

اس فریضہ کی ادائیگی میں کوتاہی و غفلت برتنا ہے، مطلب کہ اسے جماعت کے ساتھ ادا نہیں کرتا، تو اُس کے لیے انتہائی سخت وعید وارد ہوئی ہے۔ بہر حال باجماعت نماز پڑھنا واجب ہے۔ جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ أَعْمَى . فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُ لَيْسَ لِي قَائِدٌ يَقُودُنِي إِلَى الْمَسْجِدِ ، فَسَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُرَخِّصَ لَهُ فَيُصَلِّيَ فِي بَيْتِهِ فَرَخَّصَ لَهُ ، فَلَمَّا وَلَّى دَعَاهُ فَقَالَ: هَلْ تَسْمَعُ النِّدَاءَ بِالصَّلَاةِ؟ فَقَالَ: نَعَمْ . قَالَ: فَأَجِبْ .)) ❶

”ایک نابینا آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے پاس کوئی آدمی نہیں جو مجھے مسجد میں لائے۔ یہ کہہ کر اُس نے نماز گھر پڑھنے کی رخصت چاہی۔ رسول اللہ ﷺ نے اُسے رخصت دے دی، لیکن جب وہ واپس ہوا، تو اُسے پھر بلایا اور پوچھا: کیا تو اذان سنتا ہے؟ اُس نے عرض کی: جی ہاں! اے اللہ کے رسول ﷺ! تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پھر مسجد میں آ کر نماز پڑھا کر۔“

ذرا غور فرمائیے کہ نبی مکرم جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے ایک نابینا شخص کو اذان سننے کے بعد گھر میں نماز پڑھنے کی رخصت نہیں دی تو بینا (آنکھوں سے دیکھنے والا) شخص کو بلا عذر شرعی گھر میں نماز پڑھنے کی رخصت کیسے ہوگی؟ باجماعت نماز پڑھنے کی بہت زیادہ فضیلت بیان ہوئی ہے۔ جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَمُرَ بِحَطَبٍ فَيُحْطَبُ ثُمَّ أَمُرَ بِالصَّلَاةِ فَيُؤَذَّنَ لَهَا ثُمَّ أَمُرَ رَجُلًا فَيُؤَمُّ النَّاسَ ثُمَّ أُخَالِفَ

إِلَى رِجَالٍ فَأَحْرَقَ عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ. ۱

”اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں نے ارادہ کیا کہ لکڑیاں اکٹھی کرنے کا حکم دوں، تو لکڑیاں اکٹھی کر لی جائیں، پھر میں نماز کا حکم دوں، اور نماز کے لیے اذان کہی جائے اور پھر میں ایک شخص کو نماز باجماعت پڑھانے کے لیے کھڑا کروں اور خود ایسے لوگوں کو ان کے گھروں سمیت جلا ڈالوں جو باجماعت نماز پڑھنے کے لیے نہیں آتے۔“

یہ شدید وعید اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ ہر مسلمان پر باجماعت نماز ادا کرنا واجب ہے، لیکن افسوس کہ ہمارے معاشرے میں اس کی چنداں اہمیت نہیں ہے، اور بہت سے لوگ اذان کی آواز سننے کے بعد بھی اپنے اپنے کاموں اور کاروباروں میں مصروف رہتے ہیں۔

(42) بلا عذر نماز چھوڑنا:

نماز دین اسلام کا دوسرا بنیادی رکن ہے، اور جو شخص بلا عذر شرعی فرض نماز ترک کرتا ہے، یقیناً وہ بہت بڑے گناہ کا مرتکب ہوتا ہے، جس کی پاداش میں اُسے جہنم میں داخل ہونا پڑے گا، بحر میں، اہل جہنم سے جب پوچھا جائے گا کہ تمہیں کس چیز نے جہنم میں داخل کر دیا؟ تو وہ سب سے پہلے اس بات کا اعتراف کریں گے کہ ”ہم لوگ نماز نہیں پڑھتے تھے۔“ چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرٍ ۚ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمَصَلِّينَ ۚ﴾

(المائدہ: ۴۲-۴۳)

”تمہیں کس چیز نے جہنم میں پہنچا دیا؟ وہ کہیں گے، ہم نماز نہیں پڑھتے تھے۔“

بہر حال یہ آیت مبارکہ اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ بلا عذر شرعی فرض نماز ترک کرنے والا اہل جہنم میں سے ہے۔ العیاذ باللہ!

یہی وجہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے آدمی کے اسلام اور شرک و کفر کے درمیان نماز ترک کرنے کو ہی حدِ فاصل قرار دیا ہے، جیسا کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلَاةِ.))^①
 ”یقیناً آدمی (کے اسلام) اور شرک اور کفر کے درمیان فرق، نماز ترک کرنا ہے۔“

اور ترمذی کے الفاظ یہ ہیں:

((بَيْنَ الْكُفْرِ وَالْإِيمَانِ تَرْكُ الصَّلَاةِ.))^②
 ”کفر اور ایمان کے درمیان فرق، نماز ترک کرنا ہے۔“

اور سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا:

((الْعَهْدُ الَّذِي بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلَاةُ، فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ.))^③
 ”ہمارے اور کافروں کے درمیان جو معاہدہ ہے، وہ نماز ہے، لہذا جس نے نماز چھوڑ دی، اُس نے کفر کیا۔“

(43) بلا عذر نماز جمعہ ترک کرنا:

اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہر مومن پر جمعہ کی نماز لازم قرار دی ہے، جیسا کہ ارشاد الہی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَكِّرُوا الْبَيْعَ﴾ (الجمعة: ۹)

”اے ایمان والو! جمعہ کے روز جب نماز کے لیے اذان کہی جائے، تو تم اللہ کو

① صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان اطلاق اسم الکفر علی من ترک الصلوة، رقم: ۲۴۶۔

② سنن ترمذی، کتاب الایمان، رقم: ۲۶۱۸۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

③ سنن ترمذی، کتاب الایمان، رقم: ۲۶۲۱۔ مسند احمد، ۵/۲۴۶، رقم: ۲۲۹۳۷۔ صحیح

الجامع الصغیر، رقم: ۴۱۴۳۔

یاد کرنے کے لیے تیزی کے ساتھ لپکو، اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔“
 دراصل نماز جمعہ کا شمار اسلام کے عظیم ترین شعائر میں ہوتا ہے، جس میں بے شمار
 حکمتیں پوشیدہ ہیں، لہذا جو لوگ بلا عذر جمعہ کی نماز ترک کرتے ہیں، وہ بلاشبہ گناہ کبیرہ کے
 مرتکب ہیں، اور ایسے لوگوں کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے ایسی بہت سی احادیث صحیحہ
 ثابت ہیں، جن میں بڑی سخت وعیدیں بیان ہوئی ہیں۔ جن میں سے چند احادیث ہم ذیل
 کی سطور میں نقل کر رہے ہیں۔

(1) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے نماز جمعہ میں
 شرکت نہ کرنے والوں کے بارے میں فرمایا:

((لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَمُرَّ رَجُلًا يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ ثُمَّ أَحْرِقَ عَلَى
 رِجَالٍ يَتَخَلَّفُونَ عَنِ الْجُمُعَةِ يُؤْتَهُمْ)) ❶

”کبھی میں ارادہ کرتا ہوں کہ ایک آدمی کو امامت پر مامور کر کے خود جا کر جمعہ
 سے غیر حاضر رہنے والوں کو ان کے گھروں سمیت جلاؤں۔“

(2) سیدنا عبداللہ بن عمر اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے
 فرمایا:

((لَيْسَ فِيهِمْ أَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ أَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللَّهُ عَلَى
 قُلُوبِهِمْ ثُمَّ لَيَكُونُنَّ مِنَ الْغَافِلِينَ)) ❷

”لوگ جمعہ ترک کرنے سے باز آجائیں، ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر
 لگا دے گا، پھر وہ بلاشبہ غافل لوگوں میں سے ہو جائیں گے۔“

(3) اور سیدنا ابو جعفر ضمری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

❶ صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب فضل صلوٰۃ الجماعة وبيان التشديد في التخلّف عنها،
 رقم: ۱۴۸۵۔

❷ صحیح مسلم، کتاب الجمعة، باب التغليظ في ترك الجمعة، رقم: ۲۰۰۲۔

((مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ تَهَاوَنَّا بِهَا طَبَعَ اللَّهُ عَلَى قَلْبِهِ)) ❶

”جس کسی نے محض سستی کی وجہ سے تین مرتبہ جمعہ چھوڑا، اللہ اُس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔“

(44) زکوٰۃ ادا نہ کرنا:

زکوٰۃ ادا نہ کرنا سخت وعید کا سبب اور بڑے گناہوں میں سے ایک گناہ ہے، کیوں کہ زکوٰۃ دین اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک رکن ہے۔ زکوٰۃ مال داروں کے ذمہ فقراء کا حق ہے، اور مال داروں پر لازم ہے کہ اس حق کو مستحقین تک پہنچائیں۔ جو لوگ زکوٰۃ کی ادائیگی سے بھاگتے ہیں، ان کے متعلق قرآن مجید اور احادیث میں بڑی سخت وعید اور آخرت میں دردناک عذاب کی وعید بیان ہوئی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِينَ يَكْنُزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يَنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبِئْسَ لَهُمْ بَعْدَ ذَلِكَ مَقِيلٌ﴾ (التوبة: ۳۴)

”اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں، اور اُسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو آپ انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری دے دیجیے۔“

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَتَّخِلُونَ بِمَا أَنَّهُمْ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَاللَّهُ مَبْذِرُ السُّبُوتِ وَالْأَرْضِ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ﴾

(آل عمران: ۱۸۰)

❶ سنن الترمذی، کتاب الجمعہ، رقم: ۵۰۰، سنن ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلوٰۃ والسنة فیہا، رقم:

۱۱۲۵۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”حسن صحیح“ کہا ہے۔

”اور جو لوگ اس فضل میں بخل کرتے ہیں جو اللہ نے انھیں دیا ہے، وہ اسے اپنے حق میں بہتر نہ سمجھیں، بلکہ وہ تو ان کے لیے بُری چیز ہے، جس مال میں وہ بخل کر رہے ہیں، قیامت کے دن وہ ان کی گردن میں طوق بنا کر ڈالا جائے گا، اور آسمانوں اور زمین کی میراث اللہ کے لیے ہے، اور اللہ تمہارے اعمال سے بخوبی آگاہ ہے۔“

اور جو لوگ زکوٰۃ ادا نہیں کرتے، قیامت کے روز ان کا مال منجھسا پ بن کر ان کو ڈے گا۔ جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهُ مُثِّلَ لَهُ مَالُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَفْرَعَ لَهُ زَيْبَتَانِ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ يَأْخُذُ بِلَهْزِمَتَيْهِ يَعْنِي بِشِدْقَيْهِ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا مَالِكٌ أَنَا كَنْزُكَ)) ❶

”جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا، اور اُس نے اُس کی زکوٰۃ ادا نہ کی تو قیامت کے روز اُس کا مال ایسے منجھسا پ کی شکل اختیار کر کے جس کی آنکھوں پر دو (سیاہ) نقطے ہوں گے، اُس کے گلے کا طوق بن جائے گا، پھر اُس کے دونوں جڑے چیر کر کہے گا: میں تیرا مال اور خزانہ ہوں۔“

نیز جو شخص زکوٰۃ ادا نہیں کرتا، وہ قیامت کے روز جہنم میں ہوگا، جیسا کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا:

((مَانِعُ الزَّكَاةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي النَّارِ)) ❷

”زکوٰۃ ادا نہ کرنے والا قیامت کے روز آگ میں ہوگا۔“

❶ صحیح بخاری، کتاب الزکوٰۃ، باب اثم مانع الزکوٰۃ، رقم: ۱۴۰۳.

❷ صحیح الترغیب والترہیب، رقم: ۷۶۰.

(45) طاقت کے باوجود حج نہ کرنا:

حج دین اسلام کا پانچواں رکن اور عظیم ترین اسلامی شعار ہے، جو شخص سامان سفر اور زاد راہ رکھتا ہو، اُس پر لازم ہے کہ فریضہ حج کی ادائیگی کرے۔ اور جو شخص طاقت کے باوجود اس فریضہ کی ادائیگی نہیں کرتا، وہ بہت بڑے جرم اور گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاللّٰهُ عَلَى النَّاسِ رَءِیْفٌ ۙ ذُو فَضْلٍ عَظِیْمٍ ۚ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝۹۷﴾ (آل عمران: ۹۷)

”اور اللہ کی رضا کے لیے بیت اللہ کا حج کرنا ان لوگوں پر فرض ہے، جو وہاں پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہوں۔ اور جو کوئی کفر کرے، تو اللہ تعالیٰ تمام دنیا والوں سے بے نیاز ہے۔“

ملاحظہ:..... اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں طاقت کے باوجود حج نہ کرنے کو ”کفر“ سے تعبیر کیا ہے۔

علاوہ ازیں امام ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

”سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرا مقصد ہے کہ میں لوگوں کو مختلف شہروں میں بھیجوں۔ وہ دیکھیں جو لوگ باوجود مال رکھنے کے حج نہیں کرتے، ان پر جزیہ لگا دیں، وہ مسلمان نہیں ہیں، وہ مسلمان نہیں ہیں۔“ (تفسیر ابن کثیر: ۱۰/۵۲۰)

(46) بلا عذر رمضان کے روزے ترک کرنا:

رمضان المبارک کے روزے رکھنا دین اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک رکن اور انتہائی عظیم الشان فریضہ ہے۔ جسے اللہ تبارک و تعالیٰ نے سابقہ امتوں کی طرح امت محمدیہ ﷺ پر بھی فرض کیا ہے۔ اور جو شخص بلا عذر شرعی روزہ خوری کرے، اُس کے لیے

بڑی سخت وعید وارد ہوئی ہے۔ چنانچہ روزہ کی فرضیت بیان کرتے ہوئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ (البقرة: ۱۸۳)

”اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کر دیئے گئے ہیں، ویسے ہی جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے، تاکہ تم تقویٰ کی راہ اختیار کرو۔“

اور جو لوگ بلا عذر پر شرعی روزہ چھوڑ دیتے ہیں، ان کے لیے بڑی سخت وعید وارد ہوئی ہے۔ چنانچہ سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

((بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ إِذَا رَجُلَانِ، فَأَخَذَا بِضَبْعِي، فَأَتَيَانِي جَبَلًا وَغَرًّا، فَقَالَا لِي: اصْعَدْ، حَتَّى إِذَا كُنْتُ فِي سَوَاءِ الْجَبَلِ، فَإِذَا أَنَا بِصَوْتٍ شَدِيدٍ، فَقُلْتُ: مَا هَذِهِ الْأَصْوَاتُ؟ قَالَ: هَذَا عَوَاءُ أَهْلِ النَّارِ، ثُمَّ انْطَلَقَ بِي، فَإِذَا أَنَا بِقَوْمٍ مُعَلَّقِينَ بِعَرَاقِيهِمْ مُشَقَّقَةً أَشْدَّ أَشْدَّاهُمْ، تَسِيلُ أَشْدَاقُهُمْ دَمًا، فَقُلْتُ: مَنْ هَؤُلَاءِ؟ فَقِيلَ: هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يُفْطِرُونَ قَبْلَ تَحِلَّةِ صَوْمِهِمْ.)) ❶

”میں سویا ہوا تھا، اور میرے پاس دو آدمی آئے، انھوں نے مجھے بازوؤں سے پکڑا اور مجھے ایک مشکل چڑھائی والے پہاڑ پر لائے، اور دونوں نے کہا: اس پر چڑھیں۔ میں نے کہا: میں نہیں چڑھ سکتا۔ انھوں نے کہا: ہم آپ کے لیے سہولت پیدا کر دیں گے۔ پس میں چڑھ گیا، یہاں تک کہ میں پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ گیا، جہاں میں نے شدید چیخ و پکار کی آوازیں سنیں۔ میں نے پوچھا: یہ

❶ صحیح ابن حبان، رقم: ۷۴۴۸۔ ابن حبان نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

آوازیں کیسی ہیں؟ انھوں نے بتایا: یہ جہنیوں کی چیخ و پکار ہے۔ پھر وہ میرے ساتھ آگے بڑھے، جہاں میں نے چند لوگ اُلٹے لٹکے ہوئے دیکھے، جن کے منہ چیرے ہوئے ہیں اور ان سے خون بہہ رہا ہے۔ میں نے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے جواب دیا: یہ وہ لوگ ہیں جو روزہ وقت سے پہلے افطار کیا کرتے تھے۔“

دیکھئے! روزہ وقت سے قبل افطار کرنے پر اتنی سخت سزا ہے تو جو سرے سے روزہ رکھے ہی نہ، اس کی سزا کتنی سخت ہوگی، آپ خود اس کا اندازہ کر لیں۔

(47) کفار کی پیروی کرنا:

نیک لوگوں کے راستے یعنی صراطِ مستقیم کو چھوڑ کر کفار کے راستے کی پیروی کرنا انتہائی خطرناک اور مہلک گناہ ہے۔ صاحبِ بصیرت اور شریعتِ اسلامیہ سے واقف کوئی شخص اس کھلی حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا کہ آج مسلمانوں کی اکثریت نے بہت ساری چیزوں میں کفار کی پیروی شروع کر رکھی ہے۔ سیرت، عادات و اطوار، گفتار و کردار اور چھوٹی بڑی بہت سی چیزوں میں ہم نے اہل مشرق کے ”ملاحدہ“ اور اہل مغرب کے ”لادینوں“ کی تقلید کو اپنایا ہوا ہے۔ بہر حال مسلمانوں کے لیے کسی کافر کی پیروی قطعی ناجائز اور حرام ہے۔ اور اس کی دلیل اللہ تبارک و تعالیٰ کا وہ ارشاد ہے، جس میں مسلمانوں کو نماز کے دوران دعائے کلمات سکھائے گئے ہیں۔

﴿إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۚ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ (الفاتحہ: ۵-۷)

”(اے اللہ!) ہمیں سیدھی راہ پر چلا۔ ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیا، ان کی راہ پر نہیں، جن پر تیرا غضب نازل ہوا، اور نہ ان کی جو گمراہ ہوئے۔“

نیز رسول اللہ ﷺ نے سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو ”نماز وتر“ میں جو دعا مانگنے کے

لیے کلمات سکھائے، ان میں اوّل کلمات یہ تھے:

((اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فَيَمَنْ هَدَيْتَ)) ❶

”اے اللہ! مجھے ان لوگوں کی راہ پر چلا، جنہیں تو نے راہ دکھائی۔“

ان پر دو دلیلوں سے معلوم ہوا کہ اللہ کے نیک اور صالح بندوں کا راستہ الگ ہے یہود و نصاریٰ اور دیگر کفار کا راستہ الگ ہے۔

(48) بدعتی کو پناہ دینا:

دین اسلام میں کوئی نئی بات نکالنا، بدعت ہے۔ اور جو شخص اہل بدعت کو پناہ دے یا ان کی عزت کرے، وہ اللہ کے ہاں بہت بڑا مجرم ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ، ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت کا مستحق ہے۔ جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((فَمَنْ أَخَذَتْ فِيهَا حَدَثًا، أَوْ آوَىٰ مُحَدِّثًا، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرَفًا وَلَا عَذْلًا)) ❷

”جس نے بدعت کا ارتکاب کیا یا بدعتی کو پناہ دی اُس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے، اللہ کے ہاں اُس کی نفلی اور فرضی (دونوں) عبادتیں غیر مقبول ہیں۔“

اور سیدنا ابراہیم بن میسرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

❶ سنن نسائی، کتاب قیام اللیل وتطوع النہار، باب الدعاء فی الوتر، رقم: ۱۷۴۵۔ علامہ البانی نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

❷ صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فضل المدینہ، رقم: ۳۳۲۷۔

((مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ، فَقَدْ أَعَانَ عَلَى هَذَا الْإِسْلَامِ)) ❶
 ”جس نے بدعتی کی عزت کی، یقیناً اُس نے اسلام کو گرانے میں مدد کی۔“

سیدنا اہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ، مَنْ وَرَدَهُ شَرِبَ مِنْهُ وَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ لَمْ يَظْمَأْ [بَعْدَهُ] أَبَدًا، لَيَرِدَنَّ عَلَى أَقْوَامٍ أَعْرَفُهُمْ وَيَعْرِفُونَنِي ثُمَّ يَحَالُ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ. وَكَانَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ يَزِيدُ فِيهِ، قَالَ: ((إِنَّهُمْ مِنِّي)) فَيُقَالُ: إِنَّكَ لَا تَذَرِي مَا بَدَلُوا بَعْدَكَ، فَأَقُولُ: سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ بَدَّلَ بَعْدِي)) ❷

”میں ”حوض کوثر“ پر تہارا انتظار کر رہا ہوں گا، جو شخص وہاں آئے گا وہ اُس میں سے پیئے گا اور جو اُس کا پانی پی لے گا وہ اُس کے بعد کبھی پیاسا نہیں ہوگا۔ میرے پاس ایسے لوگ بھی آئیں گے، جنہیں میں پہچانتا ہوں گا اور وہ مجھے پہچانتے ہوں گے، پھر میرے اور ان کے درمیان پردہ ڈال دیا جائے گا۔

البتہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ یہ لفظ زیادہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ فرمائیں گے: یہ لوگ تو میری امت کے ہیں، ارشاد ہوگا: آپ نہیں جانتے کہ آپ کے بعد انھوں نے کیا تبدیلیاں کر دی تھیں؟ تو میں کہوں گا: ان لوگوں کے لیے دوری ہو، دوری ہو، جنھوں نے میرے بعد دین میں تبدیلیاں کر دی تھیں۔“

معاذ اللہ! کوئی نئی بات داخل دین کرنا کتنا بڑا اور مہلک گناہ ہے؟ اللہ تعالیٰ ہمیں اہل بدعت کو پناہ دینے، ان کی تکریم اور بدعت کے ارتکاب سے محفوظ رکھے۔ آمین!

❶ شعب الإيمان، للبيهقي، باب مباحة الكفار والمفسدين والغلبة عليهم، رقم: ٩٤٦٤ - المشكوة، رقم: ١٨٩.

❷ صحيح بخاري، كتاب الفتن، باب ما جاء في قول الله تعالى: ﴿وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَا تُصِيبُنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً﴾ (الأنفال: ٢٥) رقم: ٧٠٥٠، ٧٠٥١.

(49) سود خوری:

سود خوری کبیرہ گناہوں میں سے ایک بہت بڑا گناہ ہے، تاہم اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مقدس میں سود خوروں کے علاوہ کسی دوسرے سے اعلانِ جنگ نہیں فرمایا۔ چنانچہ ارشادِ الہی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَخَذُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنتُمْ مُؤْمِنِينَ ٥٠ فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِمَحْرَبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾

(البقرة: ۲۷۸-۲۷۹)

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، اور جو سود لوگوں کے پاس باقی رہ گیا ہے، اگر ایمان والے ہو، تو اُسے چھوڑ دو۔ اگر تم نے ایسا نہیں کیا، تو اللہ سے اور اُس کے رسول سے جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔“
اور سود کھانے والوں، اور اس کا لین دین کرنے والوں کی مذمت میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقْوَمُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَيْسِ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا ۚ فَمَن جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَبِّهِ فَانْتَهَىٰ فَلَهُ مَا سَلَفَ وَأَمْرُهُ إِلَى اللَّهِ وَمَنْ عَادَ فَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ٥١﴾

(البقرة: ۲۷۵)

”جو لوگ سود کھاتے ہیں، وہ (اپنی قبروں سے) اس طرح اٹھیں گے، جس طرح وہ آدمی جسے شیطان اپنے اثر سے دیوانہ بنا دیتا ہے، یہ (سزا اٹھیں) اس لیے (ملے گی) کہ وہ کہا کرتے تھے، خرید و فروخت بھی تو سود ہی کی مانند ہے، حالانکہ اللہ نے خرید و فروخت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام قرار دیا ہے، پس

جس کے پاس اُس کے رب کی یہ نصیحت پہنچ گئی، اور وہ (سود لینے سے) باز آ گیا، تو ماضی میں جو لے چکا ہے وہ اُس کا ہے، اور اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے، اور جو اُس کے بعد لے گا، تو وہی لوگ جہنمی ہوں گے، اُس میں ہمیشہ کے لیے رہیں گے۔“

سود جیسے عظیم ترین جرم کی قباحت کو بیان کرنے کے لیے یہی دو آیتیں کافی ہیں۔ بہر حال تجارت اور ملکی سطح پر غور و فکر کرنے والے شخص کے لیے ان تباہ کاریوں اور ہلاکت آفرینیوں کا ادراک قطعاً مشکل نہیں، جو صرف اور صرف سودی لین دین کی پیدا کردہ ہیں۔ جن میں افلاس، قرضوں کی ادائیگی سے عاجزی، اقتصادی ڈھانچے میں کمزوری اور معاشرے میں غربت و مفلسی اور امارت کے تعلق سے طبقاتی کشمکش کا وجود میں آنا وغیرہ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ اور ایسے میں نتیجتاً ملک کا بہتر سرمایہ چند افراد کے ہاتھوں میں گردش کرتا رہتا ہے، لیکن اس کھلی حقیقت سے کسی کو انکار نہیں ہے کہ سود خوروں میں اکثر لوگ محرومیوں کی عبرت ناک تصویر بن کے رہ جاتے ہیں۔ اور شاید یہ اس برے انجام کی ایک جھلک ہے، جو سود خوروں کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اعلان جنگ کی انتہائی سخت وعید اور تنبیہ کی صورت میں موجود ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کے فرمانِ عالی شان کے مطابق سودی کاروبار میں شرکت کرنے والے تمام افراد لعنت کے مستحق ہیں۔ چنانچہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَكْلَ الرِّبَا، وَمُوكِلَهُ، وَكَاتِبَهُ،
وَشَاهِدِيهِ، وَقَالَ: هُمْ سَوَاءٌ.)) ①

”رسول مکرم ﷺ نے سود کھانے والوں، کھلانے والوں، لکھنے والوں اور گواہی دینے والوں سب پر لعنت فرمائی ہے، بلکہ فرمایا کہ یہ سب برابر کے گناہ

① صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب لعن اکل الربا وموكله، رقم: ۴۰۹۳۔

گار ہیں۔“

معلوم ہوا کہ سودی کاروبار میں معاونت کرنے والے جملہ امور قطعاً ناجائز ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بینک میں ملازمت کرنا بھی حرام ہے۔

یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ سود کی حرمت تمام افراد کے لیے عام ہے، چاہے کوئی سرمایہ دار ہو، یا فقیر، مسکین، یا کوئی بھی شخص اس حرمت کے حکم سے خالی نہیں ہے۔

امرواق شاہد ہے کہ کتنے ہی سرمایہ داروں، اور بڑے بڑے تاجروں کو سود نے مفلس بنا دیا۔ یہی وجہ ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

((دِرْهَمُ رَبًّا يَأْكُلُهُ الرَّجُلُ وَهُوَ يَعْلَمُ، أَشَدُّ مِنْ سِتَّةٍ وَثَلَاثِينَ زَنَةً.)) ①

”جو آدی سود جاننے کے باوجود اس کا ایک درہم کھاتا ہے (وہ اس کے لیے) چھتیس مرتبہ کے زنا سے زیادہ بھاری اور سخت ہے۔“

سود کھانے والے حضرات اس حدیث پر ذرا غور فرمائیں، اور سود کا کم سے کم وبال یہ ہے کہ سود والا مال گنتی میں کتنا ہی زیادہ ہو جائے، مگر اس کی برکت قطعی طور پر ختم ہو جاتی ہے، جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((مَا أَحَدٌ أَكْثَرَ مِنَ الرِّبَا إِلَّا كَانَ عَاقِبَةُ أَمْرِهِ إِلَى قَلَّةٍ.)) ②

”سودی مال خواہ کتنا ہی زیادہ ہو، مگر اس کا انجام سوائے کمی کے کچھ نہیں ہوتا۔“

① مسند احمد، ۲۲۵/۵، رقم: ۲۱۹۵۷۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۳۳۷۵۔ سلسلة الأحادیث الصحيحة، رقم: ۱۰۳۳۔

② سنن ابن ماجہ، کتاب التصارات، باب التغلیظ فی الربا، رقم: ۲۲۷۹۔ مستدرک حاکم: ۳۷/۲، رقم: ۲۳۹۰۔ حاکم اور علامہ البانی نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

(50) رشوت لینا اور دینا:

رشوت لینا اور دینا کبیرہ گناہوں میں سے ایک گناہ ہے، اور اس کی صورت یہ ہے کہ کسی آدمی کو اس کے حق سے محروم کرنے یا کوئی ناجائز اور غیر قانونی کام نکلوانے کی غرض سے حاکم یا جج صاحبان یا کسی بھی صاحب عہدہ کو رشوت دینا، اور اس کا رشوت کو قبول کرنا، انتہائی گھٹیا جرم ہے، اس لیے کہ اس قسم کے کام فیصلوں میں نا انصافی کرنے، صاحب حق پر ظلم و ستم ڈھانے، اور کرہ ارض پر فتنہ پانے کا سبب بنتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِيَأْكُلُوا فَرِيقًا مِنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾ (١٨٨)

(البقرة: ١٨٨)

”اور تم اپنے اموال آپس میں ناحق نہ کھاؤ، اور نہ معاملہ حکام تک اس غرض سے پہنچاؤ، تاکہ لوگوں کے مال کا ایک حصہ ناجائز طور پر جانتے ہوئے کھا جاوے۔“

اور رسول مکرم ﷺ نے فیصلے میں رشوت دینے اور لینے والے دونوں پر لعنت فرمائی ہے، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الرَّاشِيَّ وَالْمُرْتَشِيَّ فِي الْحُكْمِ.)) ❶

”رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں پر لعنت کی ہے جو فیصلہ کرتے یا کراتے ہوئے رشوت لیں یا دیں۔“

افسوس کہ دورِ حاضر میں رشوت کا دائرہ وسیع پیمانے پر پہنچ چکا ہے، ملازمت پیشہ افراد تو اپنی ماہانہ تنخواہ سے کہیں زیادہ رشوت سے کمالیتے ہیں، اور ان کے بیشتر معاملات رشوت کے

❶ سنن الترمذی، کتاب الأحکام، باب ماجاء فی الراشی والمرتشی فی الحکم، رقم: ۱۳۳۶۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

لین دین سے شروع ہوتے ہیں، اور اسی پر اختتام پذیر ہوتے ہیں۔ یہ مرض ملازمین کی تباہی کا ایک بہت بڑا محرک ہے، اچھا عہدہ صرف اسی شخص کو نصیب ہوتا ہے جو کسی اہلکار کی مٹھی گرم کرے، جو ایسا نہ کر سکے وہ اچھے عہدے سے بالکل محروم رہتا ہے۔ اور اس کے برعکس جو لوگ بذریعہ رشوت اپنے معاملات چلاتے ہیں، یہ رشوت کے ذریعے تو بڑے بڑے عہدوں پہ فائز ہوتے ہیں، اور پھر اپنے منصب کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے لوگوں کی حق تلفی کرتے ہیں، اور کہیں پہلے فارغ ہو کر واپس چلے جاتے ہیں۔

اس طرح کے ظالم اور سخت دل لوگوں کا رسول اللہ ﷺ کی اس بددعا کا نشانہ اور ہدف بنتے ہوئے رحمت الہیہ سے دھتکار دیا جاتا کچھ بعید از عقل یا تعجب خیز نہیں ہے۔ چنانچہ سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الرَّاشِيِّ وَالْمُرْتَشِيِّ)) ❶

”رشوت دینے اور لینے والے (دونوں پر) اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔“

(51) زمین پر ناجائز قبضہ کرنا:

جب انسان کے دل سے اللہ تعالیٰ کا خوف ختم ہو جائے، تو انسان کی نفسی اور ذہنی قوت اُس کے لیے وبالِ جان بن جاتی ہے، اس لیے کہ وہ اُس نفسی اور ذہنی قوت کو لوگوں پر ظلم ڈھانے اور ان کے اموال پر قبضہ کرنے میں استعمال کرتا رہتا ہے۔ ان مظالم میں سے ایک بہت بڑا ظلم دوسروں کی زمینوں اور جائیدادوں پر ناجائز قبضہ اور انھیں غصب کرنا ہے، جبکہ اس گناہ کی اسلام میں بڑی بھیانک سزا مقرر ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ أَخَذَ مِنَ الْأَرْضِ شَيْئًا يَغْيِرُ حَقَّهُ خُسْفًا بِهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ إِلَى سَبْعِ أَرْضِينَ)) ❷

❶ سنن ابن ماجہ، کتاب الاحکام، باب التغلیظ فی الحیف والرشوة، رقم: ۲۳۱۳۔ صحیح الحامع الصغیر، رقم: ۵۱۱۴۔

❷ صحیح بخاری، کتاب المظالم، باب اثم من ظلم شیئا من الأرض، رقم: ۲۴۵۴۔

”جس شخص نے ناحق کسی کی زمین کا تھوڑا سا حصہ بھی دبا لیا، تو قیامت کے روز اُسے سات زمینوں تک دھنسیا جائے گا۔“

اور سیدنا یحییٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا:

((أَيُّمَا رَجُلٍ ظَلَمَ شَيْئًا مِنَ الْأَرْضِ ، كَلَّفَهُ اللَّهُ أَنْ يَحْفِرَهُ حَتَّى يَبْلُغَ آخِرَ سَبْعِ أَرْضِينَ ، ثُمَّ يُطَوَّقُهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ حَتَّى يَقْضَى بَيْنَ النَّاسِ)) ❶

”جس شخص نے کسی کی زمین پر صرف ایک بالشت قبضہ کیا، اللہ تعالیٰ اُسے قیامت کے روز سات زمینیں کھودنے کی سزا دے گا، اور جب وہ کھودنے سے فارغ ہو جائے گا، تو اللہ تعالیٰ ان زمینوں کا طوق اُس کے گلے میں ڈال دے گا جو اُس وقت تک گلے پر پھنسا رہے گا، جب تک کہ تمام اہل محشر کے درمیان فیصلہ نہ ہو جائے۔“

نیز وہ لوگ بھی مذکورہ بالا شدید ترین وعید کا ہدف بنیں گے جو زمین کی علامات و حدود تبدیل کرنے کے جرم کے مرتکب ہیں۔ جس سے ان کی زمین کچھ کھلی اور کشادہ ہو جاتی ہے۔

(52) سفارش کے عوض تحفہ قبول کرنا:

یقیناً کسی شخص لوگوں کے درمیان صاحب مقام و مرتبہ ہونا، اُس پر اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے، بشرطیکہ اُس کا شکر بجالائے، شکر بجالانے کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے اس مقام و مرتبہ کو لوگوں کو نفع پہنچانے میں صرف کرے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے عموم سے ظاہر ہوتا ہے۔

((مَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَنْفَعَ أَخَاهُ فَلْيَفْعَلْ)) ❷

❶ مسند أحمد، ۱۷۳/۴، رقم: ۱۷۵۷۱۔ مشکوٰۃ المصابیح، رقم: ۲۹۶۰۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۲۷۲۲۔ سلسلۃ الصحیحہ، رقم: ۲۴۰۔

❷ صحیح مسلم، کتاب السلام، باب استحباب الرقیۃ من العین والنسلۃ والحمۃ والنظرۃ، رقم: ۵۷۲۷۔

”تم میں سے جو شخص اپنے کسی بھائی کو فائدہ پہنچا سکتا ہو، تو ضرور پہنچائے۔“
جو شخص اپنے مقام و مرتبہ کے سبب اپنے کسی بھائی کو فائدہ پہنچائے، جس میں شرعاً کوئی قباحت نہ ہو، تو وہ اللہ کے ہاں اجر و ثواب کا مستحق ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِشْفَعُوا فَلْتُجَرَّوْا)) ❶

”تم سفارش کر دیا کرو، تمہیں اس کا ثواب مل جائے گا۔“
لیکن جو شخص اپنے منصب کی وجہ سے سفارش کرنے یا کسی کام میں وسیلہ بننے پر کوئی نذرانہ یا تحفہ قبول کرے، یہ اُس کے لیے جائز نہیں ہے۔ اور اس کی دلیل سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی وہ حدیث ہے، جس میں رسول معظم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ شَفَعَ لِأَخِيهِ شَفَاعَةً فَأَهْدَىٰ لَهُ هَدِيَّةً عَلَيْهَا فَقَبِلَهَا: فَقَدْ أَتَىٰ أَبَا عَظِيمًا مِنْ أَبْوَابِ الرَّبِّ)) ❷

”جو شخص اپنے کسی بھائی کی سفارش کرے، جس پر اُسے کوئی ہدیہ پیش کیا جائے، اور وہ اُسے قبول کر لے، تو وہ شخص سود کے ایک (بہت) بڑے دروازے میں گھس گیا۔“

بعض لوگ اپنے منصب اور وسیلہ بننے کے عوض لوگوں سے معاوضہ کے طور پر مال لیتے ہیں، بلکہ اس شرط پر کام کرنے کا عقد کرتے ہیں، جیسے کسی شخص کو ملازمت دلوانا، یا ایک دفتر سے دوسرے دفتر منتقل کرنا وغیرہ۔ واضح ہو کہ ان تمام صورتوں میں جو بھی معاوضہ وصول کیا جائے گا، وہ سب کا سب قطعی حرام ہے۔ جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہو چکا ہے۔

❶ صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب تعاون المؤمنین بعضهم بعضاً، رقم: ۶۰۲۷، ۶۰۲۸۔

❷ سنن ابی داؤد، کتاب البیوع والإحارات، باب فی الهدیۃ لقضاء الحاجة، رقم: ۳۵۴۱۔ مشکوٰۃ

المصابیح، رقم: ۳۷۵۷۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۶۳۱۶۔

بہر حال کسی شخص کو اُس کے ”منصب“ یا اس کے ”وسیلہ“ کی بنیاد پر اُس سے سفارش حاصل کر کے اُسے مال دینا، حرام ہے۔

(53) سرکاری خزانے میں خرد برد کرنا:

سرکاری خزانہ یعنی بیت المال میں قوم کے فقراء اور غرباء کا حق ہوتا ہے، اور اسے ملکی کاموں پر بھی صرف کیا جاتا ہے، اور جو کوئی اس میں خرد برد کرے، وہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے بیت المال میں خورد برد کرنے سے نہ صرف غرباء اور فقراء کی حق تلفی ہوتی ہے، بلکہ ملکی ضروریات کو پورا کرنے میں بھی حرج ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ایسے شخص کے بارے میں بڑی سخت وعید وارد ہوئی ہے۔ چنانچہ سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول معظم ﷺ نے انھیں فرمایا:

((قُمْ عَلَى صَدَقَةِ بَنِي فُلَانٍ، وَانْظُرْ لَا تَأْتِيَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِبَكْرِ تَحْمِلُهُ عَلَى عَاتِقِكَ لَهُ رُغَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِصْرِفْهَا عَنِّي. فَصَرَفَهَا عَنْهُ.)) ①

”تم جاؤ اور فلاں قبیلے کی زکوٰۃ جمع کر کے لاؤ۔ (لیکن ایک بات کا خیال رکھنا) قیامت کے روز ایسی حالت میں نہ آنا کہ تمہاری گردن پر جوان اونٹ ہو جو بلبل رہا ہو۔ سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے اس ذمہ داری سے سبکدوش کر دیجیے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں سبکدوش فرمادیا۔“

(54) یتیم کا مال کھانا:

ہر مسلمان کا، بلکہ ہر آدمی کا فریضہ ہے کہ وہ یتیموں کے ساتھ حسن سلوک کرے،

① مسند احمد، ۲۸۰/۵، رقم: ۲۲۴۶۱۔ شیخ شعیب ارناؤط نے اسے ”صحیح لیرہ“ کہا ہے۔ مسند

ان سے شفقت اور مہربانی کا سا معاملہ کرے، بالخصوص جو شخص ان کے مال کی سرپرستی اور نگہداشت کے لیے مقرر ہو تو اُس پر بالادولی لازم ہے کہ وہ ان سے اچھا سلوک کرے۔ اور جو شخص اچھا سلوک کرنے کی بجائے یتیم بچوں کا مال ناجائز طریقے سے ہڑپ کر جائے، تو وہ شخص نہایت سخت گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے، اور اُس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ جیسا کہ ارشادِ الہی ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا ۖ

وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا ۝﴾ (النساء: ۱۰)

”جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں، وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں اور عنقریب بھڑکتی آگ کا مزہ چکھیں گے۔“

اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

((أَرْبَعٌ حَقٌّ عَلَى اللَّهِ أَنْ لَا يُدْخِلَهُمُ الْجَنَّةَ، وَلَا يُدَيِّقَهُمْ نَعِيمَهَا: مُذْمِنُ الْخَمْرِ، وَآكِلُ الرِّبَا، وَآكِلُ مَالِ الْيَتِيمِ بِغَيْرِ حَقٍّ، وَالْعَاقِلُ لِوَالِدَيْهِ.)) ❶

”اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے کہ وہ چار آدمیوں کو جنت میں داخل نہیں کرے گا، اور نہ وہاں کی نعمتوں کا انھیں مزہ چکھائے گا، (وہ چار قسم کے لوگ مندرجہ ذیل ہیں):

۱: مسلسل شراب پینے والا یعنی عادی شرابی۔ ۲: سود کھانے والا۔ ۳: یتیم کا مال ناجائز طریقے سے کھانے والا۔ ۴: اپنے والدین کی نافرمانی کرنے والا۔“

نیز سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

((اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُؤَيَّقَاتِ.))

”سات گناہوں سے بچو، جو تباہ کر دینے والے ہیں۔“

اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ سات گناہ کون سے ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے ان سات میں سے ایک ”یتیم کا مال ہضم کرنے والا“ بھی بتایا ہے۔ جیسا کہ بخاری کے الفاظ ہیں:

((وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ.))

”اور یتیم کا مال کھانا۔“^①

(55) حرام مال کھانا:

باطل طریقے سے کسی کا مال ہڑپ کرنا قطعی ناجائز و حرام اور مہلک ترین گناہ کبیرہ ہے، جو شخص اس گناہ کا ارتکاب کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کے ہاں اُس کی کوئی دُعا قبول نہیں ہوتی، اور مزید یہ کہ ایسا شخص قیامت کے روز جہنم میں دھکیل دیا جائے گا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ﴾ (البقرة: ۱۸۸)

”اور تم اپنے اموال آپس میں ناحق نہ کھاؤ۔“

اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا:

((أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ اللَّهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا، وَإِنَّ اللَّهَ أَمَرَ

الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِينَ، فَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ ﴿يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ

كُلُوا مِنَ الطَّيِّبِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ۝

(المؤمنون: ۵۱) وَقَالَ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا

رَزَقْنَاكُمْ﴾ (البقرة: ۱۷۲) ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلُ يُطِيلُ السَّفَرَ، أَشْعَثَ

أَغْبَرَ، يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ، يَا رَبِّ يَا رَبِّ! وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ،

① صحيح بخاری، کتاب الوصایا، رقم: ۲۷۶۶.

وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ، وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ، وَغُلْدِي بِالْحَرَامِ، فَأَتَى
يُسْتَجَابُ لِذَلِكَ؟) ❶

”اے لوگو! اللہ پاک ہے، پاک چیز ہی قبول فرماتا ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو بھی اسی بات کا حکم دیا ہے، جس کا اپنے رسولوں کو حکم دیا تھا:
”اے میرے پیغمبرو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو، بے شک میں تمہارے عملوں کو خوب جانتا ہوں۔“

اور اہل ایمان سے کہا: ”اے ایمان والو! ہماری عطا کردہ پاکیزہ چیزیں کھاؤ۔“
پھر آپ نے ایک آدمی کا تذکرہ کیا جو ایک طویل سفر طے کرتا ہے اور بکھرے بال، پرانگندہ حالت والا ہوتا ہے، اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر صدا لگاتا ہے: اے میرے پالنہار! اے میرے پروردگار! حالانکہ اُس کا کھانا حرام، اُس کا پینا حرام، اُس کا پہننا حرام، (حتیٰ کہ) اُس کی ساری غذا حرام ہوتی ہے، پھر بھلا اُس کی دعا کیسے مقبول ہوگی؟“

اس حدیث نبوی میں دو امور بیان کیے گئے ہیں:

- 1۔ رزق طیب استعمال کرنا چاہیے۔
- 2۔ جو لوگ، رزقِ حلال کی بجائے رزقِ حرام کھاتے اور کھاتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کی دعا مقبول نہیں ہوتی۔ نیز جو لوگ ناجائز طریقے سے کسی کا مال کھاتے ہیں، ان کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

اور سیدہ خولہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:
(إِنَّ رَجُلًا لَا يَتَخَوَّضُونَ فِي مَالِ اللَّهِ بِغَيْرِ حَقٍّ فَلَهُمُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ) ❷

❶ صحیح مسلم، کتاب الزکاة، رقم: ۱۰۱۵۔

❷ صحیح بخاری، کتاب فرض الخمس، باب قوله تعالى: ﴿لَيَأْتِيَنَّ لِلْعِصْمَةِ وَالرَّسُولِ﴾

(الأنفال: ۴۱) رقم: ۳۱۱۸۔

”جو لوگ اللہ کے مال میں ناحق تصرف کرتے ہیں، ان کے لیے قیامت کے روز آگ ہوگی۔“

(56) ناپ تول میں کمی کرنا:

ایک دوسرے پر رحم دلی، اور ہمدردی اسلامی اخوت کا فریضہ، اور اُس کا اہم ترین تقاضا ہے۔ اور اسلامی اخوت ہی نہیں، انسانی اخوت بھی اس کا تقاضا کرتی ہے کہ لوگوں کے ساتھ برتاؤ میں اخلاص رکھنا چاہیے، اور آپس میں ناپ تول اور پیمائش میں قطعی طور پر کمی نہیں کرنی چاہیے۔ لہذا جو لوگ ناپ تول میں کمی کرتے ہیں، وہ جرم عظیم کے مرتکب ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے مقدر میں ”ہلاکت“ لکھ رکھی ہے۔ چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے مختلف مقامات پر مختلف انداز میں ناپ تول میں کمی کرنے سے منع فرمایا ہے، جن میں سے چند ایک مقامات ہم ہدیہ قارئین کرتے ہیں۔

﴿وَأَوْفُوا الْكَيْلَ إِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ۝﴾ (بنی اسرائیل: ۳۵)

”اور جب ناپ تو پیمانہ بھر کر دو، اور درست ترازو سے وزن کرو، یہی بہتر ہے اور انجام کے اعتبار سے زیادہ اچھا ہے۔“

﴿وَالسَّابَّاءُ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيزَانَ ۝ أَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيزَانِ ۝ وَأَقِيمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ ۝﴾ (الرحمن: ۷-۹)

”اور اللہ نے آسمان کو اونچا کیا، اور ترازو بنایا، تاکہ تم تولنے میں حد سے تجاوز نہ کرو اور انصاف کے ساتھ ٹھیک تولا کرو، اور وزن میں کمی نہ کرو۔“

﴿فَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ﴾

(الأعراف: ۸۵)

”پس تم لوگ ناپ اور تول پورا کرو، اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دو۔“

مذکورہ بالا آیات سے معلوم ہوا کہ کسی سے مال لیتے وقت یا اُسے دیتے وقت ناپ تول میں کمی نہیں کرنی چاہیے، بلکہ پیمانے کو پورے عدل و انصاف کے ساتھ رکھا جائے اور جو لوگ پیمانے میں گڈمڈ اور ناپ تول میں کمی کرتے ہیں، ان کے لیے ہلاکت و بربادی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ ۝۱۱ الَّذِيْنَ اِذَا كُتِلُوْا عَلٰی النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ۝۱۲ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ۝۱۳ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ۝۱۴ لِّیَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝۱۵ یَّوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝۱۶﴾

(المطففين: ۱-۶)

”ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے ہلاکت و بربادی ہے۔ جب وہ لوگوں سے ناپ کرتے ہیں، تو پورا پورا لیتے ہیں، اور جب ان کو ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں، تو کم دیتے ہیں۔ کیا ایسے لوگ یقین نہیں رکھتے کہ وہ دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے۔ ایک عظیم دن کے لیے۔ جس دن لوگ سارے جہان کے پروردگار کے سامنے کھڑے ہوں گے۔“

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا:

((يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ خَمْسٌ اِذَا ابْتَلَيْتُمْ بِهِنَّ ، وَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ تُذَرِكُوْهُنَّ .))

”اے مہاجرین کی جماعت! جب تمہیں ان کے ذریعہ آزمایا جائے تو پانچ چیزوں سے میں تمہارے حق میں اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہوں کہ تم ان کو... پاؤ۔“

جن میں سے ایک چیز یہ ذکر کی:

((وَلَمْ يَنْفِضُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ ، اِلَّا اَخَذُوا بِالسِّنِيْنَ وَشِدَّةِ

الْمُؤَوَّنَةِ وَجَوْرِ السُّلْطَانِ عَلَيْهِمْ.)) ❶

”جو لوگ ناپ تول میں کمی کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان میں قحط سالی، معاش کی مصیبت اور ظالم بادشاہ اُن پر مسلط کر دیتا ہے۔“

پس ہر مومن کا یہ فرض ہے کہ وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ سے عبرت اور نصیحت پکڑے، اور ایسی بری عادتوں اور خصلتوں سے بالکل گریز کرے، جو ایمان و اسلام کے صریح منافی ہوں۔

(57) دھوکہ، فریب دینا:

اسلامی اور انسانی اخوت کا تقاضا ہے کہ ایک انسان دوسرے انسان سے اچھا اور مخلصانہ برتاؤ رکھے۔ جس میں کسی قسم کی دھوکہ دہی ہو، اور نہ فریب کاری۔ اور اس کے برعکس جو شخص کسی کے ساتھ دھوکہ اور فریب دہی کرتا ہے، وہ گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرتا ہے، چنانچہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا.)) ❷

”جس نے ہمیں دھوکہ دیا، وہ ہم میں سے نہیں۔“

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

((مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنِّي.))

”جس نے دھوکہ دیا، وہ مجھ سے نہیں ہے۔“

نیز دھوکہ اور مکر و فریب انسان کو جہنم میں لے جانے کا سبب ہے۔ چنانچہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

❶ سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب العقوبات، رقم: ۴۰۱۹۔ علامہ البانی نے اسے ”حسن“ کہا ہے۔

❷ صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب قول النبی ﷺ: ”مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا“ رقم: ۲۸۲۳۔

((الْمَكْرُ وَالْخَدِيعَةُ وَالْخِيَانَةُ فِي النَّارِ .)) ❶

”مکار، دھوکہ دہی کرنے والا، اور خیانت کرنے والا شخص جہنمی ہے۔“

(58) دھوکے سے بولی بڑھانا:

وینے تو دھوکے کی بہت ساری صورتیں ہیں، لیکن ان میں سے ایک اہم اور بڑی

صورت یہ بھی ہے کہ ”انسان دھوکے سے اپنے مال کی بولی بڑھائے۔“

”بیع نجش“ عقد بیع کی ایک قسم ہے، جس کی صورت یہ ہے کہ ایک ایسا آدمی جو

سودے کا خریدار نہیں ہے، لیکن قیمت میں اضافہ کر کے بولی دیتا ہے، تاکہ دوسرے شخص کو

دھوکے میں ڈال کر اسے مہنگے داموں سودا خریدنے پر آمادہ کرے۔ ایسے لوگ اکثر طور پر

دکانداروں سے ملے ہوتے ہیں۔ اس طرح کسی کو دھوکہ دے کر خرید و فروخت کرنا سخت

منوع ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ”بیع نجش“ سے منع فرمایا ہے:

((لَا تَنَاجِشُوا .)) ❷

”بیع نجش مت کرو۔“

یعنی بغیر نیت خرید کے بولی مت بڑھاؤ۔ کیونکہ یہ اپنے مسلمان بھائی کو کھلا دھوکہ دینا

ہے، اور دھوکے سے متعلق رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((الْمَكْرُ وَالْخَدِيعَةُ وَالْخِيَانَةُ فِي النَّارِ .)) ❸

”مکاری، دھوکہ دہی اور خیانت آگ (میں جانے) کا سبب ہیں۔“

لیکن افسوس کہ بہت سے لوگ مارکیٹوں، منڈیوں اور نیلام سنٹروں میں دلالی کی غرض

سے گھوم رہے ہوتے ہیں۔ واضح ہو کہ ایسی دلالی کی کمائی حرام ہے، کیونکہ وہ بہت سے ایسے

❶ مستدرک حاکم: ۶۰۷/۴، رقم: ۸۸۳۱۔ سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ، رقم: ۱۰۵۷۔

❷ صحیح بخاری، کتاب البیوع، باب لا یبیع علی بیع أخیه الخ. رقم: ۲۱۳۹۔

❸ سلسلۃ الصحیحہ، رقم: ۱۰۵۷۔

اُمور کا ارتکاب کرتے ہیں، جو شرعاً قطعی حرام ہیں، مثلاً خریدار کو دھوکے میں رکھنا، یا منڈی میں (سامان فروخت کرنے والے) اجنبی کو دھوکہ دینے کے لیے سامان کا بھاؤ گھٹانا۔ اور اگر یہی سامان اپنا یا کسی قریبی کا ہو، تو اُس کا بھاؤ بڑھانا وغیرہ وغیرہ۔ بہر حال اس قسم کے لوگ زیادہ نفع کی خاطر قیمتیں بڑھا کر اللہ کے بندوں کو دھوکہ دیتے ہیں، اور ان کے نقصان کے درپے ہوتے ہیں۔

(59) خیانت کرنا:

امانت میں خیانت کرنا، بہت بڑا گناہ ہے۔ چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس فعل بد کے ارتکاب سے منع کرتے ہوئے فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُوا أَمْنِيَكُمْ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾ (الأنفال: ٢٧)

”اے ایمان والو! اللہ اور رسول کے ساتھ خیانت نہ کرو، اور جانتے ہوئے اپنے پاس موجود امانتوں میں خیانت نہ کرو۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اتَّخَذَ خَانَ)) ①

”منافق کی تین نشانیاں ہیں: (۱) جب بات کرے جھوٹ بولے۔ (۲) جب وعدہ کرے، تو خلاف ورزی کرے۔ (۳) اور جب اُس کے پاس (کوئی) امانت رکھی جائے، تو خیانت کرے۔“

قرآن اور سنت میں مذکور لفظ ”خیانت“ ہر قسم کے چھوٹے اور بڑے گناہوں کو شامل ہے۔ مثلاً فرائض میں سستی، حدود اللہ سے تجاوز، سنت رسول ﷺ سے انکار اور اسی طرح

کے دوسرے گناہ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ خیانت میں داخل ہیں۔
مال غنیمت میں خیانت:

اور امانت میں خیانت کرنے کی مختلف صورتیں ہیں، جن میں سے ایک صورت ”غلول“
”مال غنیمت میں خیانت کرنا“ ہے۔

غیر مسلحوں سے جنگ کے دوران حاصل ہونے والے مال کو ”مال غنیمت“ کہتے
ہیں۔ اور جو شخص اپنے امیر کی اجازت کے بغیر اس مال میں سے کچھ لیتا ہے، وہ سنگین جرم کا
مرتبک ہوتا ہے، اور وہ مال قیامت کے روز اُس کے لیے آگ کا شعلہ بن کر بھڑک رہا
ہوگا۔ چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایسے گناہ کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَمَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَمَةِ﴾ (آل عمران: ۷۵)

”اور جو خیانت کرے گا، وہ قیامت کے دن اُس چیز کے ساتھ آئے گا، جو اُس
نے خیانت کی تھی۔“

فتح خیبر کے بعد واپسی میں رسول اللہ ﷺ کا غلام آپ کا کجاوہ اُتار رہا تھا کہ
اچانک اُسے ایک تیر آگیا، اور وہ وہیں مر گیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: شہادت مبارک ہو، تو
رسول مکرم ﷺ نے فرمایا:

((بَلِّ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ الشَّمْلَةَ الَّتِي أَصَابَهَا يَوْمَ خَيْبَرَ مِنَ
الْمَغَانِمِ لَمْ تُصَبِّهَا الْمَقَاسِمُ لَتَشْتَعِلَ عَلَيْهِ نَارًا . فَجَاءَ رَجُلٌ
حِينَ سَمِعَ ذَلِكَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِرَاكِ أَوْ
بِشِرَاكِينِ فَقَالَ: هَذَا شَيْءٌ كُنْتُ أَصْبُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: شِرَاكِ أَوْ شِرَاكِانِ مِنْ نَارٍ)) ❶

”بلکہ، اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جو چادر اس نے

خیبر میں تقسیم سے پہلے، مال غنیمت میں سے اٹھائی تھی، وہ آگ کا شعلہ بن کر اُس پر بھڑک رہی ہے۔ یہ سن کر ایک صحابی ایک یادوتے لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور اُس نے کہا: یہ میں نے اٹھالیے تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک یادوتے بھی جہنم میں لے جانے کا سبب ہیں۔“

نیز سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: ”نبی ﷺ کے زمانے میں ایک شخص کو مال غنیمت پر بطور محافظ مقرر کیا گیا، جس کا نام ”کرکرہ“ تھا، جب وہ فوت ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((هُوَ فِي النَّارِ))۔
”وہ آگ میں ہے۔“

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے (اُس کا سامان) جا کر دیکھا، تو اُس میں مال غنیمت سے چرائی ہوئی ایک چادر پائی گئی۔“^①
(60) ظلم کرنا:

کسی پر ظلم و ستم کرنا بہت بڑا گناہ ہے، اور خصوصاً انسان پر ظلم کرنا، اس کی عزت و تکریم مجروح کرنے کے مترادف ہے۔ لہذا جو لوگ کسی پر ظلم و ستم ڈھاتے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں دردناک عذاب کے مستحق ہیں۔ چنانچہ ارشاد الہی ہے:

﴿إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَظْلِمُونَ النَّاسَ وَيَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (الشوری: ۴۲)

”الزام ان لوگوں پر ہے، جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں، اور زمین میں ناحق فساد پھیلاتے ہیں، انہی کے لیے دردناک عذاب ہے۔“

نیز فرمایا:

﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ اللَّهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُونَ إِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيُؤْذِيَ

① صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب القلیل من الغلول، رقم: ۳۰۷۴۔

تَشَخَّصُ فِيهِ الْاَبْصَارُ ﴿٢٢﴾ مُهْطِعِينَ مُقْنِعِي رُءُوسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ إِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ وَأَقْبَدَ نَفْسَهُمْ هَوَاءً ﴿٢٣﴾ (ابراہیم: ۴۲-۴۳)

”اور آپ اللہ کو ظالموں کے کرتوتوں سے غافل نہ سمجھئے وہ تو انھیں اُس دن تک مہلت دے رہا ہے جب آنکھیں پھرا جائیں گی، اپنے سروں کو اوپر اٹھائے تیزی سے دوڑ رہے ہوں گے، ان کی پلکیں نیچے جھکی ہوں گی، اور ان کے دل ہوا ہو رہے ہوں گے۔“

اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ ظلم کرتے ہیں، وہ بہت جلد اپنے انجام کو پہنچ جائیں گے، جیسا کہ ارشاد الہی ہے:

﴿وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ﴿٢٤﴾﴾ (الشعراء: ۲۲۷)

”اور عنقریب ظلم کرنے والے جان لیں گے کہ وہ کس انجام کو پہنچیں گے۔“

رسول کریم ﷺ نے ظلم کی مذمت میں فرمایا:

((اَلْظُلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) ❶

”ظلم قیامت کے روز اندھیرے ہوں گے۔“

معلوم ہوا قیامت کے روز ظالم نور سے محروم ہوگا۔ اندھیرے پر اندھیرا یعنی ان اندھیروں میں وہ دھکے کھاتا اور سرگرداں پھرے گا۔

ویسے تو ظلم کرنے کے بے شمار نقصانات ہیں، ان میں سے ایک نقصان یہ بھی ہے کہ ظالم کی تمام نیکیاں مظلوموں کو تقسیم کر دی جائیں گی، اور آخر کار اُسے جہنم رسید ہونا پڑے گا۔ چنانچہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا:

((اَتَذَرُونَّ مَا الْمُفْلِسُ؟ قَالُوا: الْمُفْلِسُ فِينَا مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهُ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ: إِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ أُمَّتِي يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلْوَةٍ

❶ صحیح بخاری، کتاب المظالم، باب الظلم ظلمات يوم القيامة، رقم: ۲۴۴۷.

وَصِيَامٍ وَزَكَاةٍ وَيَأْتِي قَدْ شَتَمَ هَذَا وَقَذَفَ هَذَا وَأَكَلَ مَالَ هَذَا
وَسَفَكَ دَمَ هَذَا وَضَرَبَ هَذَا فَيُعْطَى هَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ وَهَذَا مِنْ
حَسَنَاتِهِ فَإِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ أَنْ يُقْضَى مَا عَلَيْهِ أُخِذَ مِنْ
خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ ۝ ١

”کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کسے کہتے ہیں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ہمارے
نزدیک مفلس وہ ہے، جس کے پاس روپے پیسے ہوں نہ کوئی ساز و سامان۔ تو
رسول معظم ﷺ نے فرمایا: میری امت کا مفلس وہ ہے جو قیامت کے روز
نماز، روزہ اور زکوٰۃ جیسی نیکیاں لے کر حاضر ہوگا، لیکن کسی کو گالی دی ہوگی، کسی
پر تہمت لگائی ہوگی، کسی کا مال ہڑپ کیا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا
پیٹا ہوگا۔ لہذا اُس کی (تمام) نیکیاں مظلوموں کو تقسیم کر دی جائیں گی۔ اور اگر
اُس کی نیکیاں ختم ہو گئیں اور مظلوموں کے حقوق باقی رہ گئے، تو پھر ان کے گناہ
اُس (خالم) کے نامہ اعمال میں ڈال دیئے جائیں گے، اور بالآخر اُس کو جہنم
میں ڈال دیا جائے گا۔“

ظلم خواہ انسانوں پر ڈھایا جائے یا کسی دوسری مخلوق پر، بہر حال ظلم بہت بڑا گناہ
ہے۔ ویسے تو ظلم کے تحت بہت سے ذیلی عنوان تحریر کیے جاسکتے ہیں، لیکن ہم صرف چند
عنوان تحریر کرنے پر اکتفاء کرتے ہیں۔ (جو فیق اللہ)

1۔ حاکم وقت کا رعایا پر ظلم کرنا:

حاکم وقت کا رعایا پر ظلم کرنا بہت بڑا جرم ہے۔ چنانچہ سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے
 مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْتَرْعِيهِ اللَّهُ رَعِيَّةً فَلَمْ يَحْطَظْ بِنُصْحِهِ [إِلَّا] لَمْ

يَجِدْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ .)) ❶

”جس آدمی کو اللہ تعالیٰ عوام کا نگہبان بنائے، اور وہ ان کی خیر خواہی نہ کرے، تو وہ جنت کی خوشبو تک نہ پائے گا۔“

نیز سیدنا ابو مریم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ وَلَّاهُ اللَّهُ شَيْئًا مِنْ أَمْرِ الْمُسْلِمِينَ فَاحْتَجَبَ، دُونَ خَلَّتِهِمْ وَفَقَّرِهِمْ: احْتَجَبَ اللَّهُ عَنْهُ دُونَ حَاجَتِهِ وَخَلَّتِهِ وَفَقَّرِهِ.)) ❷

”جس آدمی کو مسلمانوں کے معاملات کا نگران بنایا گیا، اور وہ ان کی مفلسی، حالات کی تنگی، اور فقر و فاقہ میں ان سے بے تعلق رہا، تو (روز قیامت) اللہ تعالیٰ بھی اُس کی محتاجی، حالات کی تنگی اور فقر و فاقہ میں اُس سے بے تعلق رہے گا۔“

لہذا جس آدمی کو قوم کا والی اور نگران مقرر کیا جائے، اُس کا اولین فریضہ ہے کہ وہ ہر لمحہ قوم کی خیر خواہی کرے، اور ان کی ہر تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھ کر اُس کا مداوا کرے۔ کیوں کہ قوم کی پریشانی میں قوم سے بے تعلق رہنا دراصل قوم پر ظلم کرنے کے مترادف ہے۔ اور قوم کی خیر خواہی صرف دین اسلام میں ہے۔

2۔ جانوروں پر ظلم کرنا:

جانور بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی کسی بھی مخلوق پر ظلم کرنا، بہت بڑا جرم ہے اور جو شخص اس جرم کا ارتکاب کرتا ہے، وہ اولاً: تو رسول اللہ ﷺ کی بددعا کا مستحق

❶ صحیح بخاری، کتاب الأحکام، باب من استرعى رعية فلم ينصح، رقم: ۷۱۵۰۔

❷ سنن ابی داؤد، کتاب العراج والامارة والنفی، باب فیما یلزم الإمام من أمر الرعية والحجة۔ مستدرک

حاکم: ۹۳/۴، رقم: ۷۱۰۹۔ امام حاکم، ذہبی اور شیخ البانی نے اس روایت کو ”صحیح“ کہا ہے۔

ہے، اور ثانیاً: یہ کہ ایسا جرم انسان کو جہنم میں لے جانے کا سبب ہے۔ چنانچہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ عَلَيْهِ حِمَارٌ قَدْ وُيِّسَ فِي وَجْهِهِ فَقَالَ لَعَنَ اللَّهُ الَّذِي وَسَّمَهُ.)) ❶

”نبی ﷺ کے پاس سے ایک گدھا گذرا جس کے منہ کو داغا گیا تھا، تو آپ نے فرمایا: اللہ اُس پر لعنت کرے جس نے اسے داغا ہے۔“

یزیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا:

((دَخَلَتْ امْرَأَةٌ النَّارَ فِي هِرَّةٍ رَبَطَتْهَا فَلَمْ تُطْعَمْهَا وَلَمْ تَدْعَهَا تَأْكُلْ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ.)) ❷

”ایک عورت ”بلی“ کی وجہ سے جہنم میں گئی۔ اُس نے بلی کو باندھ دیا، اور اُسے کھانا دیا، نہ اُسے چھوڑا کہ وہ چل پھر کر زمین کے کیڑے مکوڑے کھا لیتی۔“

(61) احسان جتلانا:

کسی کے ساتھ نیکی کر کے احسان جتلانا بہت بڑا گناہ ہے۔ چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَبْطُلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَى﴾

(البقرة: ۲۶۴)

”اے ایمان والو! اپنے صدقات کو احسان جتنا کر اور اذیت پہنچا کر ضائع نہ کرو۔“

❶ صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینہ، باب النهی عن ضرب الحيوان في وجهه وسمه فيه، رقم: ۵۵۵۲.

❷ صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق، باب إذا وقع الذباب في شراب أحدكم فليغمسه الخ، رقم:

احسان جتنا نا جنت میں داخل نہ ہونے کا سبب ہے۔ جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنَّانٌ، وَلَا عَاقٌ، وَلَا مُذْمِنٌ خَمِيرٌ.)) ❶

”احسان جتانے والا، نافرمانی کرنے والا اور عادی شرابی جنت میں داخل نہیں ہوگا۔“

نیز احسان جتنا تا روز قیامت اللہ کی نظر رحمت سے محرومی، اور دردناک عذاب کا سبب ہے، جیسا کہ سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ: الْمُسْبِلُ إِزَارَهُ، وَالْمَنَّانُ وَالْمُنْفِقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلْفِ الْكَاذِبِ.)) ❷

”قیامت کے روز اللہ تعالیٰ تین قسم کے آدمیوں سے نہ بات کرے گا، نہ ان کی طرف (نظر رحمت سے) دیکھے گا، اور نہ انھیں پاک کرے گا، اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔ (وہ آدمی مندرجہ ذیل ہیں: 1۔ احسان جتانے والا، 2۔ اپنی شلوار یا پینٹ ٹخنے سے نیچے لٹکانے والا، 3۔ اپنا سامان تجارت جھوٹی قسم کے ذریعہ فروخت کرنے والا۔“

(62) غیبت:

کسی کی غیبت کرنا گناہ کبیرہ ہے، اور اس گناہ کا ارتکاب کرنا گویا اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے غیبت سے منع فرمایا ہے، نیز اپنے بندوں کو غیبت

❶ سنن نسائی، کتاب الأشربة، باب الروایة فی الملعنین فی العمر، رقم: ۵۶۷۲۔ علامہ الہامی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ”صحیح“ کہا ہے۔

❷ صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب بیان غلط تحریم إساءة الإزار، رقم: ۲۹۳۔

سے متفر کرنے کے لیے ایک ایسی مثال بیان فرمائی، جس سے بلا شک و شبہ دل میں کراہت غیبت پیدا ہوتی ہے۔ چنانچہ ارشاد الہی ہے:

﴿وَلَا يَغْتَبِ بَعْضُكُم بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ﴾ (الحجرات: ۱۲)

”اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے، کیا تم میں سے کوئی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا گوارہ کرے گا، تم اُسے بالکل گوارا نہیں کرو گے۔“

غیبت کیا ہے؟ اس کی تعریف کے لیے رسول مکرم ﷺ کا ارشاد ملاحظہ ہو:

((أَتَذَرُونَ مَا الْغَيْبَةُ؟ قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: ذِكْرُكَ أَحَاكَ بِمَا يَكْرَهُ. قِيلَ: أَفَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فِي أَخِي مَا أَقُولُ؟ قَالَ: إِنْ كَانَ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدْ اغْتَبْتَهُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ فَقَدْ بَهْتَهُ.)) ❶

”کیا تم جانتے ہو، ”غیبت“ کسے کہتے ہیں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ اور اُس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا اپنے بھائی کا ایسی بات کے ساتھ ذکر کرنا جسے وہ ناپسند کرتا ہو، غیبت ہے۔“ کسی نے کہا: اگر میرے بھائی میں وہ عیب پایا جاتا ہو تو؟ فرمایا: جو عیب تم بیان کر رہے ہو، اگر وہ اُس میں پایا جاتا ہے تو تم نے اُس کی غیبت کی، اور اگر وہ اُس میں نہیں پایا جاتا، تو تم نے اُس پر بہتان تراشا۔“

لیکن افسوس کہ آج غیبت کرنا ہماری اکثر و بیشتر مجالس کا جزو لازم بن چکا ہے۔ واضح ہو کہ جس مجلس و محفل میں کسی کی غیبت ہو رہی ہو تو اُس میں موجود ہر شخص کا فریضہ ہے کہ وہ اُس برائی سے منع کرے، اور اپنے اس بھائی کی عزت و آبرو کا دفاع کرے جس کی غیبت کی جا رہی ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے اس بات کی بہت زیادہ ترغیب دی ہے کہ لوگوں کو غیبت سے روکا جائے۔ چنانچہ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ رَدَّ عَنْ عَرَضٍ أَخِيهِ رَدَّ اللَّهُ عَنْ وَجْهِهِ النَّارَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) ❶

”جو شخص اپنے کسی بھائی کی عزت کا دفاع کرے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اُس کے چہرے سے جہنم کی آگ دور کر دے گا۔“

(63) چغل خوری:

چغل خوری بھی بڑے گناہوں میں سے ایک بڑا گناہ ہے، اس لیے کہ فساد کی غرض سے ایک دوسرے کی باتیں بطور چغلی بیان کرنا، ہمیشہ سے انسانی تعلقات کی خرابی اور دلوں میں بغض و عداوت کی آگ جلانے کا ذریعہ اور سبب رہا ہے۔ لہذا چغل خوری کا ارتکاب جنت میں داخل نہ ہونے اور عذاب قبر میں مبتلا ہونے کا سبب ہے، اللہ تعالیٰ نے چغل خور کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَلَا تَطْغَوْا كُلَّ خَلَاْفٍ مَّهِينٍ ۝ هَمَّا زَمْشَاءٍ يَنْبِئُ ۝﴾

(القلم: ۱۰، ۱۱)

”اور آپ ہر زیادہ قسم کھانے والے ذلیل انسان کی بات نہ مانیں۔ جو عیب جوئی کرنے والا، چغلی کھانے والا ہے۔“

اور سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَاتٌ)) ❷

❶ سنن الترمذی، کتاب البر والصلة، رقم: ۱۹۳۱۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس کو ”صحیح“ کہا ہے۔

❷ صحیح بخاری، کتاب الادب، باب ما یکرہ من النمیمۃ، رقم: ۶۰۵۶۔

”چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔“

چغل خوری عذاب قبر کا سبب ہے، جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

((مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِحَائِطٍ مِنْ حِيطَانِ الْمَدِينَةِ أَوْ مَكَّةَ فَسَمِعَ صَوْتَ إِنْسَانَيْنِ يُعَذِّبَانِ فِي قُبُورِهِمَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: يُعَذِّبَانِ وَمَا يُعَذِّبَانِ فِي كَبِيرٍ ثُمَّ قَالَ بَلَى كَانَ أَحَدُهُمَا لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ وَكَانَ الْآخَرُ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ.)) ❶

”نبی ﷺ کا مدینہ یا مکہ کے باغات میں سے ایک باغ کے پاس سے گذر ہوا، آپ ﷺ نے دو انسانوں کی آوازیں سنیں (جنہیں ان کی قبروں میں عذاب دیا جا رہا تھا) تو فرمایا: ان دونوں کو عذاب دیا جا رہا ہے اور کسی بڑے گناہ پر نہیں، پھر فرمایا: کیوں نہیں وہ گناہ واقعی کبیرہ یعنی بڑے ہیں، ان میں سے ایک شخص اپنے پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خور تھا۔“

چغلی کی ایک انتہائی گھٹیا اور بُری صورت یہ بھی ہے کہ ادارے میں ایک ملازم کی مدیر، یا سؤل کے آگے شکایت کرنا، تاکہ اُسے ذہنی کوفت یا نقصان پہنچایا جاسکے۔
بہر حال چغل خوری قطعی ناجائز اور حرام ہے، اللہ ہم سب کو کسی کی چغلی کرنے سے محفوظ رکھے۔

(64) وعدہ خلائی:

خالق یا مخلوق سے کیے ہوئے وعدے کو پورا کرنا ایک کامل انسان اور مسلمان کی علامت ہے، اور وعدہ خلائی خواہ خالق سے ہو یا مخلوق سے انتہائی سنگین جرم ہے، اور ایسے شخص کے بارے میں قرآن و احادیث میں بڑی سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں، چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایٹھائے عہد کی تاکید میں ارشاد فرمایا:

❶ صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب من الکبائر ان لا یستر من بولہ، رقم: ۲۱۶۔

﴿وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا﴾ (بنی اسرائیل: ۳۴)

”اور عہد و پیمان کو پورا کرو، بے شک عہد و پیمان کے بارے میں (قیامت کے دن) پوچھا جائے گا۔“

جو لوگ اللہ تعالیٰ سے ایفاء عہد نہیں کرتے، وہ لعنت کے مستحق ہیں اور ان کے لیے آخرت میں بُرا ٹھکانہ ہے، جیسا کہ ارشاد الہی ہے:

﴿وَالَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ أُولَٰئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ الْآخِرَةِ﴾ (الرعد: ۲۵)

”اور جو لوگ اللہ سے کیا گیا پختہ وعدہ توڑتے ہیں، اور اللہ نے جن رشتوں کو جوڑنے کا حکم دیا ہے انہیں کاٹتے ہیں، اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں، ان پر اللہ کی لعنت ہوگی اور ان کے لیے آخرت میں بُرا گھر ہے۔“

جو لوگ وعدہ خلافی کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے دلوں میں نفاق پیدا کر دیتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد الہی ہے:

﴿وَمِنْهُمْ مَن عَاهَدَ اللَّهُ لَئِنْ أُتِنَا مِنْ فَضْلِهِ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُونَنَّ مِنَ الصَّٰلِحِينَ﴾ ④ ﴿فَلَنَأْتِيَهُمْ مِّنْ فَضْلِهِ يَخْلَوْنَ بِهِمْ وَتَوَلَّوْا وَهُمْ مُّعْرِضُونَ﴾ ⑤ ﴿فَأَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِي قُلُوبِهِمْ إِلَى يَوْمِ يَلْقَوْنَهُ بِمَا أَخْلَفُوا اللَّهَ مَا وَعَدُوهُ وَبِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ﴾ ⑥ (التوبہ: ۷۵، ۷۶)

”اور ان میں سے بعض وہ لوگ بھی ہیں، جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر وہ ہمیں اپنے فضل سے روزی دے گا، تو ہم ضرور صدقہ کریں گے اور نیک لوگوں میں سے ہو جائیں گے۔ پھر جب اُس نے اپنے فضل سے روزی دی تو یہ اس میں بخل کرنے لگے، اور منہ پھیر کر چل پڑے۔ تو اللہ نے بطور سزا ان

کے دلوں میں اس دن (قیامت) تک کے لیے نفاق پیدا کر دیا جب وہ اس سے ملیں گے، اور یہ اس سبب سے ہوا کہ انہوں نے اللہ سے جو وعدہ کیا تھا، اس کی خلاف ورزی کی تھی اور جھوٹ بولتے تھے۔“

نیز رسول اللہ ﷺ نے بھی وعدہ خلافی کرنے والے کو منافق قرار دیا ہے، چنانچہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا أَؤْتِمِنَ خَانَ.)) ❶

”منافق شخص کی تین نشانیاں ہیں: جب بات کرے، تو جھوٹ بولتا ہے۔ جب وعدہ کرے، تو خلاف ورزی کرتا ہے۔ جب اُس کے پاس (کوئی) امانت رکھی جائے، تو خیانت کرتا ہے۔“

نیز رسول اللہ ﷺ نے وعدہ خلافی کرنے والے کے کامل ایماندار ہونے کی نفی کی ہے، جیسا کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهُ.)) ❷

”جو شخص ایفاء عہد نہیں کرتا، وہ کامل ایمان دار نہیں ہے۔“

(۶۵) پڑوسیوں سے بدسلوکی:

پڑوسیوں سے بدسلوکی کرنا اور انہیں ستانا انتہائی سنگین جرم ہے، اور جو شخص اس جرم کا مرتکب ہے، اُس کا دل ایمان کی حلاوت اور چاشنی سے خالی ہے، اللہ تعالیٰ نے پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کی بہت زیادہ تاکید فرمائی ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

❶ صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب قول اللہ تعالیٰ: (يا ايها الذين امنوا اتقوا) رقم: ۶۰۹۰۔

❷ مسند احمد، ۱۳۵/۳، رقم: ۱۲۸۳۔ شعب الایمان، للبيهقي، رقم: ۴۳۰۴۔ صحیح الجامع

الصغير، رقم: ۷۱۷۹۔ مشکوٰۃ المصابیح، رقم: ۳۰۔

﴿وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا﴾ (النساء: ۳۶)

”اور اللہ کی عبادت کرو، اور اُس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ، اور والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو، اور رشتہ داروں اور یتیموں، مسکینوں، رشتہ دار پڑوسی، اجنبی پڑوسی، پہلو سے لگے ہوئے دوست، مسافر، غلام اور لونڈیوں کے ساتھ حسن سلوک کرو، بے شک اللہ اکڑنے والے اور بڑا بننے والے کو پسند نہیں کرتا۔“

رسول اللہ ﷺ نے بھی پڑوسیوں سے حسن سلوک کرنے کی بہت زیادہ تاکید فرمائی ہے، اور ان سے بدسلوکی کرنے اور انہیں ستانے سے منع فرمایا ہے، چنانچہ سیدنا ابو شریح رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُحْسِنِ إِلَى جَارِهِ)) ❶
”جو شخص اللہ اور آخرت کے روز پر ایمان رکھتا ہے، اُسے اپنے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرنا چاہیے۔“

پڑوسیوں کے ساتھ بدسلوکی کرنے سے منع کرتے ہوئے فرمایا:

((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِي جَارَهُ)) ❷
”جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، اُسے چاہیے کہ اپنے پڑوسی سے بدسلوکی نہ کرے۔“

❶ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الحث علی اکرام العار والضعیف، رقم: ۱۷۶.

❷ صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: ۱۷۴.

اور جس آدمی کا پڑوسی، اُس کی تکلیفوں اور غیر اخلاقی رویے سے محفوظ نہ ہو، وہ آدمی کامل ایماندار نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ سیدنا ابو شریح رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((وَاللّٰهُ لَا يُؤْمِنُ وَاللّٰهُ لَا يُؤْمِنُ وَاللّٰهُ لَا يُؤْمِنُ قِيلَ: وَمَنْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: الَّذِي لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَاقِعِهِ.)) ❶

”اللہ کی قسم! وہ مؤمن نہیں ہو سکتا، اللہ کی قسم! وہ مؤمن نہیں ہو سکتا، اللہ کی قسم! وہ مؤمن نہیں ہو سکتا، عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! کون؟ فرمایا: جس کا پڑوسی اُس کی اذیتوں سے محفوظ نہ رہے۔“

معلوم ہوا پڑوسی کے ساتھ بدسلوکی کرنا بہت بڑا گناہ ہے، واضح رہے کہ ایسا آدمی جنت میں داخل نہیں ہوگا، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَاقِعِهِ.)) ❷

”وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا، جس کا پڑوسی اُس کی بدسلوکیوں سے محفوظ نہ رہے۔“

نیز سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ فُلَانَةً يُذَكِّرُ مِنْ كَثِيرَةٍ صَلَاتِهَا وَصِيَامِهَا وَصَدَقَتِهَا، غَيْرَ أَنَّهَا تُؤْذِي جِيرَانَهَا بِلِسَانِهَا! قَالَ: هِيَ فِي النَّارِ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَإِنَّ فُلَانَةً يُذَكِّرُ مِنْ قَلَّةٍ صِيَامِهَا وَصَدَقَتِهَا وَصَلَاتِهَا، وَأَنَّهَا تَصَدَّقُ بِالْأَنْوَارِ مِنْ

❶ صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب اثم من لا يأمن جاره بواقعه، رقم: ۶۰۱۶.

❷ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان تحریم ایذا الجار، رقم: ۱۷۲.

الاقِطُ، وَلَا تُؤْذِي جِيرَانَهَا بِلِسَانِهَا! قَالَ: هِيَ فِي الْجَنَّةِ.)) ❶

”ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! فلاں عورت بکثرت نماز، روزوں اور صدقات کی وجہ سے مشہور ہے، لیکن ساتھ ہی وہ پڑوسیوں کو اپنی زبان سے ستاتی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ جہنم میں جائے گی۔ اُس نے کہا: اے اللہ کے رسول! فلاں عورت اپنی کم نماز، کم روزے اور کم صدقات کی وجہ سے مشہور ہے، اور (صدقہ کرتی ہے تو صرف) پیڑ کا ایک بڑا ٹکڑا صدقہ کرتی ہے، لیکن اُس کے پڑوسی، اُس کی زبان سے محفوظ ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ جنت میں جائے گی۔“

(66) مزدور کو پوری اجرت نہ دینا:

مزدور کو اُس کی پوری اجرت (خواہ مخواہ) وقت پر ادا نہ کرنا، بڑا سخت گناہ ہے، جبکہ رسول اللہ ﷺ نے مزدور کو اُس کی اجرت جلد از جلد ادا کرنے کی ترغیب دی ہے، چنانچہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اعْطُوا الْأَجِيرَ أَجْرَهُ قَبْلَ أَنْ يَجُفَّ عَرَقُهُ.)) ❷

”مزدور کو اُس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اُس کی مزدوری ادا کرو۔“

ملازمین اور مزدوروں کے حقوق کی عدم ادائیگی کی مختلف صورتیں ہیں، جنہیں ہم اختصار کے ساتھ مندرجہ ذیل سطور میں نقل کر رہے ہیں۔

1..... ایک یہ کہ مالک یا حاکم ادارہ اپنے ملازم کا حق ادا کرنے سے کلیتہً (کھل طور

پر) انکار کر دے۔

❶ مسند احمد، ۲/ ۴۴۰، رقم: ۱۱۹۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۵۷۶۴۔ الادب المفرد، رقم: ۱۱۹۔
سلسلة الأحادیث الصحيحة، رقم: ۱۹۰۔

❷ سنن ابن ماجہ، کتاب الرهن، باب أجر الأجير، رقم: ۲۴۴۳۔ مشکوٰۃ المصابیح، رقم: ۲۹۸۷۔
إرواء الغلیل، رقم: ۱۴۹۸۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

2..... دوسری صورت یہ کہ مالک یا حاکم ادارہ اپنے ملازم کے حق سے کلیتہاً انکار تو نہ کرے، لیکن اُس میں کچھ کمی کر دے۔

3..... تیسری یہ کہ مالک یا حاکم ادارہ اپنے ملازم سے اضافی کام بھی لے، یا طے شدہ وقت ملازمت کو بڑھا دے، لیکن ملازم کو پرانی طے شدہ تنخواہ پر ہی ٹر خادے، اور اس کے اضافی ٹائم کی اضافی اجرت و مزدوری ادا نہ کرے۔

4..... چوتھی صورت یہ کہ مالک یا حاکم ادارہ ملازمین کو خواہ مخواہ وقت پر تنخواہ ادا نہ کرے، بلکہ بڑے اصرار، شکووں اور شکایتوں کے بعد ادا کرے۔

بہر حال مذکورہ بالا صورتوں میں سے کوئی بھی صورت ہو، ہر صورت انتہائی فیج اور مکروہ ہے، اور ایسے ظالموں کے لیے حدیث میں بڑی سخت وعید وارد ہوئی ہے، چنانچہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((قَالَ اللَّهُ ثَلَاثَةٌ أَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: رَجُلٌ أَعْطَى بِي ثُمَّ غَدَرَ، وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَأَكْلَ ثَمَنَهُ، وَرَجُلٌ اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا فَاسْتَوْفَى مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِ أَجْرَهُ.)) ❶

”اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: تین آدمی ایسے ہیں کہ روز قیامت میں اُن کا دشمن ہوں گا، (اور وہ تین آدمی یہ ہیں) ایک وہ جسے میرے نام سے کچھ دیا گیا اور وہ دھوکہ کر گیا، دوسرا وہ جس نے کسی آزاد انسان کو (غلام ظاہر کر کے) فروخت کر کے اُس کی قیمت کھائی، تیسرا وہ جس نے کوئی مزدور اجرت پر رکھا، اس سے پوری طرح کام لیا، لیکن اُسے اُس کی اجرت ادا نہیں کی۔“

(67) قرض ادا نہ کرنا:

طاقت کے باوجود قرض کی ادائیگی میں کوتاہی کرنا، انتہائی سخت گناہ ہے، قرض دراصل

ایک امانت ہے، اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے امانت کی ادائیگی کا بڑا سختی کے ساتھ حکم فرمایا ہے، چنانچہ ارشاد الہی ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَوَدُّوا الْأَمْثِلَ إِلَىٰ أَهْلِهَا﴾ (النساء: ۵۸)

”بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اُن کے مالکوں تک پہنچا دو۔“

ہمارے معاشرے میں جہاں دوسری بہت سی خرابیاں پھیلی ہوئی ہیں، وہاں ایک خرابی قرض کی ادائیگی میں بحرمانہ غفلت برتنے کی بھی ہے، رسول اللہ ﷺ نے قرض کے ہیبت ناک انجام سے ڈراتے ہوئے فرمایا:

((مَنْ أَخَذَ أَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيدُ أَدَاءَهَا أَدَّى اللَّهُ عَنْهُ، وَمَنْ أَخَذَ

يُرِيدُ اتِّلَافَهَا اتَّلَفَهُ اللَّهُ.)) ①

”جو کوئی لوگوں سے بطور قرض مال لے اور اُسے ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو، تو

اللہ تعالیٰ اُسے ادائیگی کی طاقت بخش دیتا ہے، اور جو کوئی لوگوں سے قرض ہڑپ

کرنے کے ارادے سے لے، تو اللہ تعالیٰ اُسے ہلاکت میں ڈال دیتا ہے۔“

عام طور پر لوگ قرض کے معاملے میں غفلت برتتے ہیں، اور اسے بہت ہلکا تصور کرتے

ہیں، جبکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں قرض کا معاملہ انتہائی سخت اور ہیبت ناک ہے، شہید باوجودیکہ اللہ

تعالیٰ کے ہاں بہت زیادہ ثواب اور عظیم مرتبے کا مستحق ہے، مگر قرض کی عدم ادائیگی کی وجہ سے وہ

بھی نہیں بچ پائے گا، چنانچہ سیدنا محمد بن جحش رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((سُبْحَانَ اللَّهِ مَاذَا نُزِلَ مِنَ التَّشْدِيدِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَوْ

أَنَّ رَجُلًا قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، ثُمَّ أُحْيِيَ، ثُمَّ قُتِلَ، ثُمَّ أُحْيِيَ ثُمَّ

قُتِلَ، وَعَلَيْهِ دَيْنٌ، مَا دَخَلَ الْجَنَّةَ حَتَّى يُقْضَىٰ عَنْهُ دَيْنُهُ.)) ②

① صحیح بخاری، کتاب الاستقراض، باب من أخذ أموال الناس يريد اداها واتلافها، رقم: ۲۳۸۷۔

② سنن نسائی، کتاب البیوع، باب التخلیظ فی الدین، رقم: ۴۶۸۴۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”حسن“ کہا ہے۔

” (سبحان اللہ) اللہ تعالیٰ نے قرض کے بارے میں کتنا سخت حکم نازل فرمایا ہے، مجھے اُس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر ایک آدمی اللہ کے راستے میں شہید کر دیا جائے، پھر زندہ کر دیا جائے، پھر شہید کر دیا جائے، پھر زندہ کر دیا جائے، اور پھر شہید کر دیا جائے اور اُس پر قرض ہو، تو وہ آدمی اُس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہو سکتا، جب تک اُس کا قرض ادا نہ کر دیا جائے۔“

(68) چوری کرتا:

کسی کا مال چرانا انتہائی سنگین جرم اور بڑا گناہ ہے، شریعت اسلامیہ نے اس جرم کی بڑی سخت سزا مقرر فرمائی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جِزَاءً بِمَا كَسَبَا تَكْلًا مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ٣٨﴾ (المائدہ: ٣٨)

”چور اور چورنی کے ہاتھ کاٹ دیا کرو، یہ اُن کے کیے کا بدلہ اور اللہ کی طرف سے عذاب کے طور پر، اور اللہ قوت و حکمت والا ہے۔“

نیز جو شخص چوری کرتا ہے، وہ اُس وقت مؤمن نہیں رہتا، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَلَا يَسْرِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ.)) ❶

”اور جب چور چوری کرتا ہے، تو وہ مؤمن نہیں رہتا۔“

ویسے تو چوری کی بہت سی صورتیں ہیں، لیکن سب سے خطرناک اور بھیجا تک چوری، مہمانانِ الہی یعنی حجاج کرام کی چوری ہے، اور ایسے چور کے بارے میں بڑی سخت وعید وارد ہوئی ہے، چنانچہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (یہ حدیث

❶ صحیح بخاری، کتاب الحدود، باب ما یحذر من الحدود، رقم: ۶۷۷۲.

سورج گرہن کی نماز والے واقعہ کے موقع پر فرمائی)

((لَقَدْ جِئْنَا بِالنَّارِ وَذَلِكُمْ حِينِ رَأَيْتُمُونِي تَأَخَّرْتُ مَخَافَةً أَنْ يُصِيبَنِي مِنْ لَفْعِهَا وَحَتَّى رَأَيْتُ فِيهَا صَاحِبَ الْمَخْجَنِ يَجْرُ قُضْبُهُ فِي النَّارِ كَانَ يَسْرِقُ الْحَاجَّ بِمَخْجَنِهِ فَإِنْ فُطِنَ لَهُ قَالَ إِنَّمَا تَعَلَّقَ بِمَخْجَنِي وَإِنْ غُفِلَ عَنْهُ ذَهَبَ بِهِ.)) ❶

”میرے پاس جہنم کی ایک آگ لائی گئی، اور یہ اُس وقت جب تم نے مجھے اِس خوف سے پیچھے ہٹتے دیکھا کہ اُس کی لپٹ مجھ تک نہ آ پینے، یہاں تک کہ میں نے اُس جہنم میں ایک چھڑی والے (آدی) کو دیکھا جو اپنی آنتیں جہنم میں گھسیتا ہوا پھر رہا تھا، وہ آدی اُس چھڑی سے حجاج کرام کی چوری کرتا تھا، اگر کوئی حاجی دیکھ لیتا، تو کہتا کہ یہ کپڑا خود ہی چھڑی کے ساتھ اٹک گیا تھا، اور اگر کوئی نہ دیکھ پاتا، تو اُس مال کو لے جاتا۔“

بعض لوگ چھوٹی اور سستی اشیاء کی چوری کو معمولی تصور کرتے ہیں، جبکہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی پھنکار کا مستحق ٹھہرایا ہے، چنانچہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَعَنَ اللَّهُ السَّارِقَ يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ فَتُقَطَّعُ يَدُهُ وَيَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتُقَطَّعُ يَدُهُ.)) ❷

”اللہ تعالیٰ کی ایسے چور پر لعنت ہو کہ جو ایک انڈہ چوری کرتا ہے، اور اس کے عوض اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے، اور ایک رشتی بھی چوری کرتا ہے تو اس کا

❶ صحیح مسلم، کتاب الکسوف، باب ما عرض علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی صلوۃ الکسوف من امر الحنة والنار، رقم: ۲۱۰۰.

❷ صحیح بخاری، کتاب الحدود، باب قول اللہ تعالیٰ (والسارق والسارقة فاقطعوا ايدهما) رقم: ۶۷۹۹.

ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے۔“

(69) ڈاکہ ڈالنا:

زبردستی کسی کا مال چھیننا اور راہ گیر مسافروں کو لوٹنا بڑا سخت گناہ ہے اور جو شخص اس گناہ کا مرتکب ہے، اُس کے لیے دنیا و آخرت دونوں میں دردناک عذاب کی وعید ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ذَلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ٣٣﴾ (المائدہ: ۳۳)

”جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں، اور زمین میں فساد پھیلانے میں لگے رہتے ہیں، اُن کا بدلہ یہ ہے کہ انہیں قتل کر دیا جائے، یا انہیں سولی پر چڑھا دیا جائے، یا اُن کے ہاتھ اور پاؤں مخالف جانب سے کاٹ دیے جائیں، یا انہیں جلا وطن کر دیا جائے، یہ رسوائی اُن کے لیے دنیا میں ہے اور آخرت میں انہیں عذاب عظیم دیا جائے گا۔“

واضح ہو کہ یہ آیت، آیت ”محاربه“ کہلاتی ہے، اُس کا شرعی اصطلاح میں اطلاق کفر، ڈاکہ زنی اور لوٹ مار وغیرہ پر ہوتا ہے، نیز جو شخص ڈاکہ ڈالتا اور لوٹ مار کرتا ہے، وہ ایمان سے باہر ہو جاتا ہے، یعنی کامل مؤمن نہیں رہتا، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَلَا يَسْتَهْبُ نُفْبَةٌ يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ فِيهَا أَبْصَارُهُمْ وَهُوَ

مُؤْمِنٌ.)) ①

① صحیح بخاری، کتاب الحدود، باب ما يحذر من الحدود، رقم: ۶۷۷۲.

”جب بھی کوئی لوٹنے والا لوٹتا ہے کہ لوگ ترستی ہوئی نگاہ سے اُسے دیکھ رہے ہوں، تو وہ مؤمن نہیں رہتا۔“

(71) جو اکیلنا:

جو اکیلنا گناہ کبیرہ اور حرام ہے، خواہ وہ تاش پتوں کی صورت میں ہو، شطرنج کی صورت میں ہو، چوسر کی صورت میں ہو، میچ فلنگ کی صورت میں ہو، پرچی بانڈر کی صورت میں ہو یا کسی اور صورت میں، بہر صورت ہر قسم کا جو احرام ہے، اس لیے کہ یہ ایک شیطانی فعل ہے جو معاشرے کا امن و سکون خراب کرنے کے ساتھ ساتھ لوگوں میں لڑائی جھگڑا اور نفرت پیدا کرنے کا سبب بھی ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ نے ”جوئے“ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حرام قرار دیا ہے، چنانچہ ارشاد الہی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَلْصَابُ وَالْأَكْرَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ٩٠﴾ (المائدہ: ٩٠)

”اے ایمان والو! بے شک شراب، جوئے، وہ پتھر جن پر بتوں کے نام سے جانور ذبح کیے جاتے ہیں، اور قال نکالنے کے تیر، ناپاک ہیں، اور شیطان کے کام ہیں۔ پس تم اُن سے بچو، شاید کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔“

﴿إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ ۚ قُلْ أَنتُمْ مُنْتَهُونَ ٩١﴾ (المائدہ: ٩١)

”بے شک شیطان شراب اور جوئے کے ذریعے سے تمہارے درمیان دشمنی اور بغض پیدا کرنا چاہتا ہے، اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روک دینا چاہتا ہے، تو کیا تم لوگ (اب) باز آ جاؤ گے۔“

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَالْكَؤُوبَةِ.)) ❶

”یقیناً اللہ تعالیٰ نے مجھ پر شراب، جو اور شرطیج حرام قرار دیا ہے۔“

مذکورہ بالا تمام دلائل سے معلوم ہوا کہ جو اُ کھیلنا حرام ہے، بلکہ جو اُ کھیلنا تو کجا اُس کے کھیلنے کی دعوت دینا بھی باعث کفر ہے، جس کی تلافی صدقہ کرنا ہے۔ اس کی دلیل وہ حدیث ہے، جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ تَعَالَ أَقَامِرَكَ فَلْيَتَصَدَّقْ.)) ❷

”جو شخص اپنے ساتھی سے کہے: آؤ جو اُ کھیلیں، تو اُسے چاہیے کہ صدقہ کرے، (تاکہ وہ اُس گناہ کا کفارہ بن سکے)“

(72) شراب نوشی:

ہر قسم کی شراب اور نشہ آور چیزوں کا استعمال قطعی حرام اور گناہ کبیرہ ہے، اللہ تعالیٰ نے شراب نوشی سے اجتناب کرنے کا قطعی حکم فرمایا ہے، اور اُس کے حرام ہونے پر قوی اور پختہ دلیل مندرجہ ذیل ارشاد الہی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَلْغَابُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ❶﴾ إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ ❷﴾ (المائدہ: ۹۱، ۹۲)

”اے ایمان والو! بے شک شراب، جو، وہ پتھر جن پر بتوں کے نام سے جانور ذبح کیے جاتے ہیں، اور فال نکالنے کے تیرنا پاک ہیں، اور شیطان کے کام ہیں، پس تم اُن سے بچو شاید کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ بے شک شیطان شراب اور

❶ سنن ابی داؤد، کتاب الأشربة، باب الأوعية، رقم: ۳۶۹۶۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

❷ صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب من لم یراکفار من قال: ذلك متاولا أوجاهلا، رقم: ۶۱۰۷۔

جوئے کے ذریعے تمہارے درمیان دشمنی اور بغض پیدا کرنا چاہتا ہے، اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روک دینا چاہتا ہے، تو کیا تم لوگ (اب) باز آ جاؤ گے۔“

حدیث میں شراب نوشی کرنے والے کے لیے بڑی سخت وعیدہ وارد ہوئی ہے، چنانچہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ عَلَى اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ عَهْدًا لِمَنْ يَشْرَبُ الْمُسْكِرَ أَنْ يَسْقِيَهُ مِنْ طِينَةِ الْخَبَالِ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَمَا طِينَةُ الْخَبَالِ؟ قَالَ: عَرَقُ أَهْلِ النَّارِ أَوْ عَصَاةُ أَهْلِ النَّارِ.)) ❶

”اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے لیے اپنے اوپر عہد کر رکھا ہے کہ جو نشہ آور اشیاء استعمال کرتے ہیں، انہیں ”طینۃ الخبال“ میں سے ضرور پلائے گا، صحابہؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ”طینۃ الخبال“ کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل جہنم کا پسینہ اور ان کی گندگیوں کا منجور۔“

اور سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَمَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ مُسْكِرًا، لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاتُهُ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا، وَإِنْ مَاتَ دَخَلَ النَّارَ، فَإِنْ تَابَ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ، وَإِنْ عَادَ فَشَرِبَ فَسَكِرَ، لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةُ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا فَإِنْ مَاتَ دَخَلَ النَّارَ، فَإِنْ تَابَ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ، وَإِنْ عَادَ فَشَرِبَ فَسَكِرَ، لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةُ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا، فَإِنْ مَاتَ دَخَلَ النَّارَ، فَإِنْ تَابَ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ، وَإِنْ عَادَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يَسْقِيَهُ مِنْ رَدْعَةِ الْخَبَالِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَمَا رَدْعَةُ

❶ صحیح مسلم، کتاب الأشربة، باب بیان ان کل مسکر خمر وان کل خمر حرام، رقم: ۵۲۱۷۔

الْخَبَالُ؟ قَالَ: عُصَارَةُ أَهْلِ النَّارِ.)) ❶

”جس شخص نے شراب نوشی کی اور نشہ میں مست ہو گیا، پس چالیس روز تک اُس کی نماز قبول نہیں کی جائے گی، اور اگر اس حال میں مر گیا، تو (سیدھا) جہنم میں جائے گا، اور اگر توبہ کر لی، تو اللہ تعالیٰ اُسے معاف فرمادے گا، اگر دوبارہ شراب نوشی کی اور نشہ میں مست ہو گیا، تو اللہ تعالیٰ اُس کی مزید چالیس روز تک کوئی نماز قبول نہیں کرے گا، اور اگر اسی حالت میں مر گیا تو (سیدھا) واصل جہنم ہوگا، اور اگر توبہ کر لی تو اللہ تعالیٰ اُسے معاف فرمادے گا، اور اگر پھر اُس نے شراب نوشی کی تو اللہ تعالیٰ اُس کی مزید چالیس روز تک کوئی نماز قبول نہیں فرمائے گا، اگر اسی حالت میں مر گیا، تو واصل جہنم ہوگا اور اگر توبہ کر لی تو اللہ تعالیٰ اُسے معاف فرمادے گا، اگر (چوتھی بار) پھر شراب نوشی کی تو پھر اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ اُسے روز قیامت ”ردغۃ الخبال“ میں سے پلائے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ردغۃ الخبال کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل جہنم (کے زخموں کی گندگیوں) کا نچوڑ ہے۔“

(73) تمباکو نوشی:

اسلام نے جہاں دیگر نشہ آور چیزوں کا استعمال ناجائز اور حرام قرار دیا ہے، وہاں تمباکو نوشی یعنی حقہ و سگریٹ وغیرہ کا استعمال بھی ناجائز اور حرام قرار دیا ہے، کیونکہ تمباکو نوشی کا استعمال انسان کو بدنی اور مالی نقصانات سے دوچار کر دیتا ہے، جو کہ اسلامی تعلیمات کے صریح مخالف ہے۔

❶ سنن ابی داؤد، کتاب الأشربة، باب من شرب الخمر، لم یقبل له صلوۃ، رقم: ۳۳۷۷۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

چنانچہ پروفیسر ڈائمنڈ انسانوں کی بیس ہزار مختلف حالتوں پر بڑی دیر تک ایک لمبی مدت تحقیق اور ریسرچ کرتے رہے، اُن میں سے اسراف (فضول خرچی) کرنے والے، اعتدال کی راہ والے اور برائیوں سے باز رہنے والے بھی تھے۔ پروفیسر صاحب نے جان ہوکنز یونیورسٹی میں اُن میں سے ہر ایک کی فائل کھولی اور اس میں اس شخص کی عادات، صحت اور اس کی بیماریوں سے متعلق سب کچھ درج کر دیا۔ اس کی تحقیقات کا آغاز ۱۹۱۹ء میں ہوا اور یہ ۱۹۴۰ء میں جا کر مکمل ہوئیں۔ اس پوری جدوجہد اور کاوش کا نتیجہ مندرجہ ذیل نکلا:

”تمباکو نوشی انسانی زندگی پر بہت گہرا اثر ڈالتی ہے، اور تمباکو کی استعمالی مقدار کے مطابق اس کی زندگی میں کمی کر دیتی ہے، اس سے گریز کرنے والے اعتدال کی راہ والوں سے عمروں کے اعتبار سے زیادہ لمبی زندگی پاتے ہیں اور اعتدال والے تمباکو نوشی میں اسراف کرنے والوں سے زیادہ طویل زندگی پا جاتے ہیں۔“ [بحوالہ تمباکو نوشی مضرت صحت، ص: ۳۹]

تمباکو نوشی کے بدنی نقصانات:

- ☆ نظر کا کمزور ہو جانا۔
- ☆ دل کمزور اور دل کی دھڑکن کا نظام بے ترتیب ہو جانا۔
- ☆ پٹھوں میں کھچاؤ اور کمزوری کا آ جانا۔
- ☆ کھانسی، بلغم اور گلے کا گھٹنا جیسی بیماریوں کا پیدا ہو جانا۔
- ☆ بھوک میں کمی آ جانا۔
- ☆ سرطان کی بیماری لگ جانا۔
- ☆ سینے کی بیماریاں پیدا ہو جانا۔
- ☆ مردانہ قوت میں کمی واقع ہو جانا۔

☆ غذا سے مکمل طور پر فائدہ نہ پہنچنا۔

☆ خون کے خلیے خراب ہو جانا۔

تمباکو نوشی کے مالی نقصانات:

☆ مال کا ضیاع۔

☆ مقروض ہو جانا۔

علاوہ ازیں تمباکو نوشی آدمی کے منہ کو بدبودار بنا دیتی ہے۔ اور یہ تو معلوم ہی ہے کہ تمباکو یعنی سگریٹ وحقہ نوشی، کی بدبو لہسن اور پیاز سے کم مکروہ نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ أَكَلَ ثُومًا أَوْ بَصَلًا فَلْيَعْتَزِلْنَا ، أَوْ فَلْيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا أَوْ

لْيَقْعُدْ فِي بَيْتِهِ)) •

”جس نے لہسن یا پیاز کھایا ہو، اُسے چاہیے کہ ہم سے، اور ہماری مسجد سے جدا رہے، اور اپنے گھر میں بیٹھا رہے۔“

اس حدیث نبوی سے معلوم ہوا کہ جب لہسن یا پیاز کھانے والا آدمی بدبو کی وجہ سے مسجد یا اسلامی اجتماعات میں شرکت نہیں کر سکتا، تو تمباکو نوشی کرنے والا آدمی بطریق اولیٰ مسجد یا اسلامی اجتماعات میں شرکت نہیں کر سکتا، کیونکہ تمباکو نوشی کی بدبو لہسن یا پیاز سے کہیں زیادہ ہوتی ہے۔

ہیروئین کی تباہی، ہلاکت:

گذشتہ لوگ افیون اور بھنگ جیسی نشہ آور اشیاء کا استعمال کرتے تھے، لیکن اب ہیروئن نے نسل انسانی میں تباہی مچا رکھی ہے، ایسی گھٹیا اور رذیل عادت کی ابتدا سکول و کالج، یونیورسٹی یا محلے سے ہوتی ہے۔ ایک بار کسی نے کش لگوادیا، تو بس عمر بھر کے لیے تباہی

و ہلاکت مسلط ہوگئی۔ انتہائی افسوس ناک بات تو یہ ہے کہ پہلے اس نشہ کا استعمال صرف لڑکے کرتے تھے، لیکن اس جدید دور میں لڑکیاں بھی اُن کے شانہ بشانہ ہیروئن اور دیگر نشہ آور چیزوں کا استعمال کرتی ہیں۔

واضح رہے کہ جدید نشہ آور چیزوں کے استعمال سے بڑی تیزی کے ساتھ بیماریاں لاحق بھی ہوتی ہیں، اور ساتھ ساتھ اثر انداز بھی بہت جلد ہوتی ہیں۔ (امراض عامہ) **افیون کا استعمال:**

افیون کا استعمال انسانی صحت کے لیے انتہائی مضر ہے۔ جو لوگ افیون کا استعمال کرتے ہیں، ان کے اعصاب ڈھیلے پڑ جاتے ہیں، اور وہ عمومی طور پر بے ہوشی کی کیفیت میں مبتلا رہتے ہیں۔ چنانچہ افیون کے استعمال سے آدمی اپنی دنیا بھول کر خیالاتی اور تصوراتی دنیا میں بھٹکا رہتا ہے، نیز پست ہمتی اور بے شعوری اس کا مقدر بن جاتی ہے، حتیٰ کہ وہ معاشرے کے لیے ناسور بن جاتا ہے۔

حشیش کے نقصانات:

حشیش بھنگ کا دوسرا نام ہے، اور یہ بھی انسانی صحت کے لیے انتہائی مضر ہے، اور اس کے استعمال سے خون کی کمی، بے ہمتی اور ذہنی انتشار لاحق ہو جاتا ہے، جو مجموعی اعتبار سے انسانی صحت پر انتہائی بُری طرح اثر انداز ہوتے ہیں، جس سے انسان کی صحیح فکر اور سوچ مفقود ہو جاتی ہے۔ علاوہ ازیں حشیش کے کثرت استعمال سے آدمی بے قابو ہو جاتا ہے اور آخر کار موت کا شکار ہو جاتا ہے۔

(74) زنا کاری:

بیوی یا لونڈی کے علاوہ کسی اور سے جنسی خواہش پوری کرنا، بڑا سنگین جرم ہے، کیونکہ یہ بات معلوم ہے کہ عزت اور نسل کی حفاظت شریعت کے اہم ترین مقاصد میں سے ہے، بنا بریں شریعت نے زنا کو حرام قرار دیا ہے، چنانچہ ارشاد الہی ہے:

﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزَّوْجَ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً ط وَسَاءَ سَبِيلًا﴾

(بنی اسرائیل: ۳۲)

”زنا کے قریب نہ جاؤ، بلاشبہ وہ بڑی بے شرمی کا کام ہے، اور برا راستہ ہے۔“

ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَكَاْمًا ۝ يُضْعَفُ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَيَخْلُدُ فِيهِ مُهَانًا ۝﴾ (الفرقان: ۶۸، ۶۹)

”اور جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے، اور جس جان کو اللہ نے حرام کیا ہے، اُسے ناحق قتل نہیں کرتے، اور نہ وہ زنا کرتے ہیں، اور جو کوئی ایسا کرے گا، وہ اپنے گناہوں کا بدلہ پائے گا، قیامت کے دن اُس کا عذاب دہرا کر دیا جائے گا، اور وہ اُسی میں ہمیشہ کے لیے ذلیل و خوار بن کر رہے گا۔“

مرتب زنا ایمان سے خالی ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا زَنَى الرَّجُلُ خَرَجَ مِنْهُ الْإِيمَانُ كَانَ عَلَيْهِ كَالطَّلَةِ، فَإِذَا أَقْلَعَ رَجَعَ إِلَيْهِ الْإِيمَانُ.)) ①

”جب کوئی بندہ زنا میں مشغول ہوتا ہے، تو اُس سے ایمان نکل کر سائبان کی طرح اُس کے سر پر ہو جاتا ہے، پس جب وہ (زنا سے) جُدا ہوتا ہے، تو اُس کا ایمان پھر واپس آ جاتا ہے۔“

① سنن ابی داؤد، کتاب السنہ، باب الدلیل علی زیادة الایمان ونقصانه، رقم: ۴۶۹۰۔ سنن ترمذی، کتاب الایمان، باب ما جاء لا یزنی الزانی وهو مومن، رقم: ۲۶۲۵۔ علامہ الہانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

زنا کی وجہ سے اُس شخص کا معاملہ انتہائی خطرناک بن جاتا ہے، جو بڑھاپے اور قبر کے قریب پہنچ جانے کے باوجود زنا کا ارتکاب کرتا ہو، چنانچہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((ثَلَاثَةٌ لَا يَكْلِمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ، قَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ شَيْخُ زَانَ، وَمَمْلُوكٌ كَذَّابٌ، وَعَائِلٌ مُسْتَكْبِرٌ.)) ❶

”تین افراد ایسے ہیں کہ جن سے اللہ تعالیٰ روزِ قیامت نہ کلام فرمائے گا، نہ انہیں پاک کرے گا، اور نہ ہی ان کی طرف نظر فرمائے گا، اور ان کے لیے درد ناک عذاب ہوگا، (اور وہ تین افراد مندرجہ ذیل ہیں)“

۱۔ بوڑھا آدمی جو زنا کرتا ہے۔

۲۔ جھوٹ بولنے والا بادشاہ۔

۳۔ متکبر فقیر۔

(75) لواطت:

مردوں سے جنسی خواہش پوری کرنا یا عورتوں کو غیر فطری راستے سے آنا، انتہائی فسق گناہ اور غیر اخلاقی جرم ہے، اور ایسا مجرم روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کی ظہرِ رحمت سے محروم ہوگا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قومِ لوط کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ إِنَّكُمْ لَأَتَّوُونَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِنَ الْعَالَمِينَ ۝٢٨ إِنَّكُمْ لَأَتَّوُونَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُونَ السَّبِيلَ ۝٢٩ تَأْتُونَ فِي نَادِيَكُمُ الْمُنْكَرَ﴾ (العنکبوت: ۲۸، ۲۹)

”اور ہم نے قومِ لوط کو نبی بنا کر بھیجا، جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا: تم ایسی

❶ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان غلط تحریم اسباب الازار، رقم: ۲۹۶۔

برائی کرتے ہو کہ تم سے پہلے دنیا والوں میں سے کسی نے بھی نہیں کی۔ کیا تم مردوں سے اپنی خواہش پوری کرتے ہو، راہ چلتے مسافروں کو لوٹتے ہو اور اپنی مجلسوں میں بے حیائی کے کام کرتے ہو۔“

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَنْظُرُ اللَّهُ إِلَى رَجُلٍ أَتَى رَجُلًا أَوْ امْرَأَةً فِي الدُّبْرِ)) ❶

”اللہ تعالیٰ ایسے مرد کو (روزِ قیامت) نظرِ رحمت سے نہیں دیکھے گا، جو کسی مرد کے پاس شہوت سے آتا ہے، یا عورت کے پاس غیر فطری راستے سے آتا ہے۔“

شریعت اسلامیہ نے ایسے فعل کے مرتکب کی سزا قتل قرار دی ہے، نیز جس کے ساتھ یہ فعل کیا گیا ہے، اس کی رضامندی سے واقع ہوا ہو، تو بھی اُسے قتل کر دیا جائے گا، جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ وَجَدْتُمُوهُ يَعْمَلُ عَمَلٌ لَوْ طِ فَاقْتُلُوا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُولَ بِهِ)) ❷

”جس کسی کو تم قوم لوط کا عمل کرتے پاؤ، تو فاعل اور مفعول بہ دونوں کو قتل کر ڈالو۔“

شریعت اسلامیہ نے اس فعل بد کی جو سزا مقرر کی ہے، اُس کی حکمت بالکل واضح ہے کہ معاشرہ بے راہ روی کا شکار نہ ہو، اور اس فعل سے لگنے والی موذی اور جان لیوا بیماری کی بچ کٹی ہو، آج کل امریکہ، انگلینڈ اور انڈیا جیسے ممالک میں یہ بیماری بہت زیادہ پھیل رہی ہے۔

❶ سنن ترمذی، کتاب الرضاع، باب ماجاء فی کراهیۃ ایثان النساء فی ادبارهن، رقم: ۱۱۶۵۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”حسن“ کہا ہے۔

❷ سنن ابی داؤد، کتاب الحدود، باب فیمن عمل عمل قوم لوط، رقم: ۴۴۶۲۔ سنن ترمذی، کتاب الحدود، باب ماجاء فی حد اللوطی، رقم: ۱۴۵۶۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

(76) مشت زنی:

مشت زنی یعنی ہاتھ سے جنسی خواہش پوری کرنا، انتہائی گھٹیا اور غلط کام ہے۔ جنسی خواہشات کی تسکین یا توبہ کیساتھ جائز ہے یا پھر لوٹنے کے ساتھ، علاوہ ازیں اس کے جائز ہونے کی اور کوئی جائز صورت نہیں ہے، مشت زنی ان دونوں صورتوں سے باہر ہے، لہذا جو شخص اس کا مرتکب ہوگا، یقیناً وہ حد سے بڑھ جانے والا اور ملامت کا مستحق ٹھہرے گا، جیسا کہ ارشاد الہی ہے:

﴿وَالَّذِينَ هُمْ يُعْرَضُونَ ۖ إِلَّا عَلَىٰ أَرْوَاحِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ۚ فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعُدُونَ ۚ﴾ (المؤمنون: ۷ تا ۱۰)

”اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، سوائے اپنی بیویوں اور مملوکہ عورتوں کے، ایسی صورت میں وہ لوگ لائق ملامت نہیں ہیں، جو لوگ اس کے سوا کچھ اور چاہیں گے، وہی لوگ حد سے تجاوز کرنے والے ہیں۔“

(77) تکبر:

دوسروں کو حقیر اور گھٹیا سمجھتے ہوئے اپنے آپ کو بڑا معزز اور بڑا وقار سمجھنا کبیرہ گناہ ہے، اور ایسے شخص کا ٹھکانہ بہت بُرا ہے، نیز تکبر اللہ تعالیٰ کی محبت سے دوری اور جنت میں داخل نہ ہونے کا سبب ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِينَ ۝﴾ (النحل: ۲۳)

”بے شک اللہ تکبر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔“

﴿وَلَا تُصَيِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ۝﴾ (لقمان: ۱۸)

”اور لوگوں سے اپنا چہرہ پھیر کر بات نہ کر، اور زمین میں اکڑ کر نہ چل، بے شک

اللہ ہر اُس شخص کو پسند نہیں کرتا ہے، جو اکثر کچلنے والا، فخر کرنے والا ہوتا ہے۔“
سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبَرٍ، قَالَ رَجُلٌ: إِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ أَنْ يَكُونَ ثَوْبُهُ حَسَنًا وَنَعْلُهُ حَسَنَةً، قَالَ: إِنَّ اللَّهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ، الْكِبَرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمَطُ النَّاسِ.)) ❶

”جس کے دل میں ایک رتی برابر بھی تکبر ہوگا، وہ جنت میں نہیں جائے گا، ایک شخص نے عرض کی: (اے اللہ کے رسول!) آدمی چاہتا ہے کہ اُس کے کپڑے اچھے ہوں، اس کا جوتا عمدہ ہو، (تو یہ تکبر ہوگا؟) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔ اور تکبر تو اپنی انانیت کی وجہ سے حق بات کو جھٹلانا اور دوسرے لوگوں کو حقیر سمجھنے کا نام ہے۔“

(78) کپڑا ٹخنوں سے نیچے رکھنا:

چادر، شلوار، قمیص اور عمامہ ٹخنوں سے نیچے لٹکانا، بڑا سخت گناہ ہے، چنانچہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْأِزَارِ فِي النَّارِ.)) ❷

”تہبند کا جو حصہ ٹخنوں سے نیچے لٹکا ہو، وہ جہنم میں ہوگا۔“

نیز سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَنْظُرُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ بَطْرًا.)) ❸

”جو شخص اپنا تہبند غرور کی وجہ سے گھسیٹتا ہے، اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اُس کی

❶ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب تحریم الکبر وبیانہ، رقم: ۲۶۵.

❷ صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب ما اسفل من الکعبین فهو فی النار، رقم: ۵۷۸۷.

❸ صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب من جر ثوبه من العیلاء، رقم: ۵۷۸۸.

طرف نظر بھی نہیں کرے گا۔“

کپڑا نیچے لٹکانا ہر قسم کے لباس کے لیے حرام ہے، جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الْإِسْبَالُ فِي الْأَزَارِ وَالْقَمِيصِ وَالْعِمَامَةِ، مَنْ جَرَّ مِنْهَا شَيْئًا خِيَلًا لَمْ يَنْظُرِ اللَّهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.)) ❶

”کپڑا لٹکانا، تہبند، قمیص اور پگڑی ہر لباس میں حرام ہے، جو شخص ان میں سے کوئی چیز بھی تکبر کرتے ہوئے لٹکائے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اُس کی طرف نظر نہیں کرے گا۔“

((إِيَّاكَ وَالْإِسْبَالُ فَإِنَّهُ مِنَ الْمَخِيَلَةِ.)) ❷

”کپڑا نیچے لٹکانے سے بچو کیونکہ یہ تکبر کی وجہ سے ہوتا ہے۔“

(79) حسد کرنا:

کسی سے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت یا فضل پر حسد کرنا بہت بڑا گناہ ہے، اور حسد آدمی کے دین کو بالکل اُسی طرح موٹھ کے رکھ دیتا ہے، جس طرح بیماری آدمی کے بالوں کو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہود کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

((أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَى مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ؟)) (النساء: ۵۴)

”یا اللہ نے اپنے فضل سے لوگوں کو جو دیا ہے، اُس پر حسد کرتے ہیں۔“

اور سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((دَبَّ إِلَيْكُمْ دَاءُ الْأَمْعِ قَبْلَكُمْ الْحَسَدُ وَالْبَغْضَاءُ، هِيَ الْحَالِقَةُ،

لَا أَقُولُ تَخْلِقُ الشَّعْرَ وَلَكِنْ تَخْلِقُ الدِّينَ.)) ❸

❶ سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب فی قدر موضع الازار، رقم: ۴۰۹۴۔ مشکوٰۃ، رقم: ۴۳۳۲۔

صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۲۷۷۰۔ ❷ سلسلۃ الصحیحۃ، رقم: ۱۱۰۹۔ ❸ سنن ترمذی، کتاب

صفة القيامة والرقاق والورع، باب: ۶۵، رقم: ۲۵۱۰۔ صحیح الأدب المفرد، رقم: ۱۹۷۔

”تم میں گزشتہ امتوں کی بیماری حسد اور بغض پھیل گئی ہے، اور میں یہ نہیں کہتا کہ بیماریوں کی طرح یہ بالوں کو موٹتی ہے، بلکہ یہ تودین کو موٹتی ہے۔“

(80) جھوٹ بولنا:

بات کرتے وقت جھوٹ بولنا انتہائی گھٹیا حرکت اور بڑا سخت گناہ ہے، چنانچہ ارشاد الہی ہے:

﴿إِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ﴾ (النحل: ۱۰۵)

”جھوٹ تو وہ لوگ گھڑتے ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے، اور وہی لوگ جھوٹے ہیں۔“

اور جھوٹ بولنے والا شخص اللہ تعالیٰ کی لعنت کا مستحق ہے، جیسا کہ ارشاد الہی ہے:

﴿فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ آبَاءَنَا وَآبَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنفُسَنَا وَأَنفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ﴾ (آل عمران: ۶۱)

”پس جو کوئی آپ سے اس بارے میں آپ کے پاس علم آ جانے کے بعد جھگڑے، تو کہہ دیجئے کہ آؤ ہم اور تم اپنے اپنے بیٹوں، عورتوں اور اپنے آپ کو اکٹھا کریں پھر عاجزی کے ساتھ دُعا کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت بھیجیں۔“

اور سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ ، وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللَّهِ كَذَابًا .)) ①

① صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب قول اللہ تعالیٰ: (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ) [التوبہ: ۱۹۹] وما ينهى عن الكذب، رقم: ۶۰۹۴.

”اور بلاشبہ جھوٹ بُرائی کی طرف لے جاتا ہے، اور بُرائی جہنم کی طرف، اور ایک آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ اللہ کے ہاں بڑا جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔“

ویسے تو جھوٹ کے بہت سے ذیلی عنوان باندھے جاسکتے ہیں، لیکن ہم چند ایک عنوانات پر اکتفا کرتے ہیں، بتوفیق اللہ تعالیٰ وبعونہ۔

(1) بدگمانی:

بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے۔ جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ .)) ❶

”بدگمانی سے بچو، کیونکہ بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے۔“

(2) جھوٹی گواہی:

کسی لالچ یا تعلق داری (غیرہ) کی وجہ سے جھوٹی گواہی دینا بھی بڑا سنگین جرم ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جھوٹی گواہی دینے سے منع کرتے ہوئے فرمایا:

﴿فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ﴾ ❷

(الحج: ۳۰)

”پس تم لوگ گندگی یعنی بتوں کی عبادت اور جھوٹی بات کہنے سے بچو۔“

ایک دوسرے مقام پر اہل ایمان کی صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ﴾ ❸ (الفرقان: ۷۲)

”اور وہ لوگ جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔“

❶ صحیح بخاری، کتاب الادب، باب (بابها الذين امنوا احتبوا كثير من الظن ان بعض الظن اثم ولا تحسروا) [الحصرات: ۱۲۔ رقم: ۶۰۶۶۔ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب تحریم الظن والاحس، رقم: ۶۵۳۶۔

یعنی نہ تو وہ جھوٹ بولتے ہیں اور نہ جھوٹی گواہی دیتے ہیں، بلکہ اپنے نفس کو ان دونوں خبیث چیزوں سے بچاتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے جھوٹی گواہی کو سب سے بڑے گناہوں میں شمار کیا ہے، چنانچہ سیدنا عبدالرحمن رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَلَا أُتَبِّحُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكِبَائِرِ؟ قُلْنَا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ: قَالَ: الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ، وَعَقْوُ الْوَالِدَيْنِ، وَكَانَ مَتَكِنًا فَجَلَسَ فَقَالَ: أَلَا وَقَوْلُ الزُّورِ، وَشَهَادَةُ الزُّورِ، أَلَا وَقَوْلُ الزُّورِ، فَمَا زَالَ يَقُولُهَا حَتَّى قُلْتُ لَا يَسْكُتُ.)) ❶

”کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ کی خبر دوں؟ (یہ بات رسول اللہ نے تین مرتبہ فرمائی) ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیوں نہیں، ضرور! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، تب آپ ﷺ ٹیک لگائے تشریف فرما تھے، پھر ایک دم اٹھ کر بیٹھ گئے، اور فرمایا: خبردار! جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی بھی (سب سے بڑے گناہ ہیں) رسول اللہ ﷺ اسے مسلسل دہراتے رہے یہاں تک کہ میں نے سوچا کہ آپ ﷺ خاموشی نہیں فرمائیں گے۔“

(3) جھوٹا خواب بیان کرنا:

لوگوں پر برتری حاصل کرنے، مالی فوائد سمیٹنے، کسی سے کوئی عداوت ہے تو اُسے خوف میں مبتلا کرنے یا کسی اور مقصد کے حصول کے لیے کوئی ایسا خواب بیان کرنا جو دیکھنا نہ ہو، انتہائی سخت گناہ ہے۔

حدیث میں جھوٹا خواب بیان کرنے والے کے لیے بڑی سخت وعید وارد ہوئی ہے، چنانچہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ تَحَلَّمَ بِحُلْمٍ لَمْ يَرَهُ كُفْلًا أَنْ يَعْقِدَ بَيْنَ شَعِيرَتَيْنِ وَلَنْ يَفْعَلَ.)) ❶

”جس شخص نے ایسا خواب بیان کیا جو اُس نے دیکھا ہی نہیں، قیامت کے روز اُسے مکلف کیا جائے گا کہ جو کے دودانوں کو گرہ لگائے، اور وہ یہ ہرگز نہیں کر پائے گا۔“

رسول اللہ ﷺ نے جھوٹے خواب کو سب سے بڑا جھوٹ قرار دیا ہے، جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ مِنْ أَفْرِى الْفِرَى أَنْ يُرَى عَيْنُهُ مَا لَمْ يَرَ.)) ❷

”سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے کہ آدمی وہ (خواب) بیان کرے جو اُس نے دیکھا ہی نہیں۔“

(4) لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولنا:

لوگوں کو محض ہنسانے کے لیے جھوٹ بولنا بھی بڑا سخت گناہ ہے، بلکہ موجب ہلاکت ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان مبارک ہے:

((وَبَلٌّ لِلَّذِي يُحَدِّثُ فَيُكْذِبُ لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ وَبَلٌّ لَهُ وَبَلٌّ لَهُ)) ❸

”اُس آدمی کے لیے ہلاکت ہے، جو (محض) لوگوں کو ہنسانے کے لیے باتوں

❶ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب من کذب فی حلمه، رقم: ۷۰۴۲۔

❷ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب من کذب فی حلمه، رقم: ۷۰۴۳۔

❸ سنن ابی داؤد، کتاب الأدب، باب فی التشدید فی الکذب، رقم: ۴۹۵۰۔ سنن ترمذی، کتاب

الزهد، باب فیمن تکلم بحکمة یضحک بها الناس، رقم: ۲۳۱۵۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۷۱۳۶۔

میں جھوٹ بولتا ہے، اس کے لیے ہلاکت ہے، اُس کے لیے ہلاکت ہے۔“
(5) جھوٹی قسم کھانا:

جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھانا، خواہ وہ کسی بھی معاملہ میں ہو بڑا سخت گناہ ہے، اور ایسا شخص قیامت کے روز اللہ تعالیٰ سے ہمکامی اور اُس کی نظرِ رحمت سے محروم ہوگا، نیز ایسا شخص دردناک عذاب کا مستحق ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ قِتْمًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝﴾ (ال عمران: ۷۷)

”بے شک جو لوگ اللہ سے کیے ہوئے عہد اور اپنی قسموں کے بدلے میں کوئی معمولی قیمت قبول کر لیتے ہیں، آخرت میں اُن کو کوئی حصہ نہیں ملے گا، اور اللہ اُن سے بات نہیں کرے گا، اور قیامت کے دن اُن کی طرف نظر اٹھا کر دیکھے گا بھی نہیں، اور نہ انہیں پاک کرے گا، اور اُن لوگوں کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔“

یعنی جو لوگ دنیا کی حقیر سی رقم اور معمولی قیمت پر جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے کیے ہوئے عہد و پیمان کا پاس نہیں رکھتے، انہیں آخرت کی نعمتوں اور وہاں کے اجر میں کوئی حصہ نہیں ملے گا، بلکہ اُن کے لیے دردناک عذاب ہوگا، قسم کی تین انواع ہیں، جو کہ درج ذیل ہیں۔

1- بیمن لغو 2- بیمن غموس 3- بیمن معلقہ۔

(1) بیمن لغو:

دورانِ گفتگو ارادے کے بغیر بے ساختہ قسم کھانا ”بیمن لغو“ کہلاتا ہے، مثلاً اللہ کی قسم! تم اسے پی لو، اللہ کی قسم! تم اسے پڑھ لو، وغیرہ، ایسی قسم پر نہ کوئی گرفت ہوتی ہے اور نہ کوئی کفارہ، اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَا يَأْخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَلَكِنْ يُؤْخِذُكُمْ بِمَا كَسَبْتُمْ قُلُوبُكُمْ وَاللَّهُ عَفُورٌ حَلِيمٌ﴾ (البقرہ: ۲۲۵)

”اللہ تمہاری لغو قسموں پر تمہارا مواخذہ نہیں کرے گا، لیکن اُن (قسموں) پر تمہارا مواخذہ کرے گا، جو تم نے دل سے کھائی ہوں گی، اور اللہ مغفرت کرنے والا اور بڑا بردبار ہے۔“

(2) یٰمِین غموس:

جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھانا ”یٰمِین غموس“ کہلاتا ہے، اور ایسی قسم پر بڑا سخت مواخذہ ہوگا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَتَّخِذُوا أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ ثُبُوتِهَا وَتَذُوقُوا السُّوْمَ بِمَا صَدَقْتُمْ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ (النحل: ۹۴)

”اور تم لوگ ایسی قسموں کو آپس میں دھوکہ دہی کا ذریعہ نہ بناؤ، کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی کا قدم اسلام پر جنمے کے بعد (تمہارے اس برتاؤ کی وجہ سے) پھسل جائے، اور اللہ کی راہ سے روکنے کی وجہ سے تمہیں سزا بھگتنی پڑے، اور (آخرت میں) تمہارے لیے بڑا عذاب ہے۔“

نیز رسول اللہ ﷺ نے ایسی قسم کو بڑے گناہوں میں شمار کیا ہے، جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الْكِبَائِرُ الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ ، وَقَتْلُ النَّفْسِ ، وَالْيَمِينُ الْغَمُوسُ .)) ①

”کبیرہ گناہ (یہ ہیں کہ) اللہ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، کسی

کی ناحق جان لینا اور جھوٹی قسم کھانا۔“

(3) یمین معلقہ:

مستقبل میں کرنے والے کام سے متعلق قسم کھانا ”یمین معلقہ“ کہلاتا ہے، جیسے اللہ کی قسم! میں فلاں کام نہیں کروں گا، اللہ کی قسم! میں فلاں سے ہم کلام نہیں ہوں گا، وغیرہ۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ قسم سے متعلق حکم الہی یہ ہے کہ مسلمان جب قسم کھائے تو اُسے پورا کرے، لیکن اگر قسم ایسی ہو جو کسی عمل صالح کی راہ میں رکاوٹ بن رہی ہو، تو ایسی قسم توڑ دی جائے گی اور اُس نیک و صالح کام کو پورا کیا جائے گا، اور قسم کا کفارہ ادا کیا جائے گا، اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یوں ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَلَا تَجْعَلُوا اللَّهَ عُرْضَةً لِأَيْمَانِكُمْ أَنْ تَبَرُّوا وَتَتَّقُوا وَتُصْلِحُوا بَيْنَ

النَّاسِ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝﴾ (البقرہ: ۲۲۴)

”اور تم لوگ اپنی قسموں میں اللہ کو (اس طرح) نشانہ نہ بناؤ، تاکہ لوگوں کے ساتھ بھلائی، تقویٰ اور اُن کے درمیان اصلاح کا کام نہ کرو، اور اللہ خوب سننے اور خوب جاننے والا ہے۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا، فَلْيَأْتِ الَّذِي

هُوَ خَيْرٌ، وَلْيَكْفُرْ عَنْ يَمِينِهِ. ۝)) ①

”جو کوئی قسم کھائے، اور بعد میں اُس سے بہتر کوئی دوسری صورت نظر آئے، تو

اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دے، اور وہی کرے جو بہتر ہے۔“

نیز سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

① صحیح مسلم، کتاب الايمان، باب نذوب من حلف بيميناً فرأى غيراً خيراً منها ان يأتي الذي هو

خير ويكفر عن يمينه، رقم: ۴۲۷۳.

((إِنِّي لَا أَخْلِفُ عَلَى يَمِينٍ أَرَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ
الَّذِي هُوَ خَيْرٌ.)) ❶

”بے شک میں کسی کام کو کرنے کی قسم کھاؤں، پھر مجھے خیال آئے کہ اُس کے
خلاف کام بہتر ہے، تو میں اُس بہتر کام کو کروں گا۔“

بہر حال اللہ تعالیٰ ہم سب کو جھوٹ بولنے اور اُس کے دُمرے میں جو جو آتا ہے، اُن
سب کے ارتکاب سے بچائے رکھے۔

(81) دیوشیت :

اپنے اہل و عیال میں اخلاقی بُرائی دیکھ کر خاموشی اختیار کرنا یا اُسے برداشت کر لینا،
اپنی اور اپنے خاندان کی بدنامی کا باعث بننے کے ساتھ ساتھ وہ شخص گناہِ کبیرہ کا مرتکب بھی
ہے، اور اس پر مستزاد یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص پر جنت حرام قرار دی ہے، چنانچہ سیدنا
عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا:

((ثَلَاثَةٌ قَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِمُ الْجَنَّةَ مُذْمِنُ الْخَمْرِ وَالْعَاقُ،
وَالذَّبْيُوثُ الَّذِي يُقْرِئُ فِي أَهْلِهِ الْخُبْتُ.)) ❷
”تین آدمیوں پر اللہ تعالیٰ نے جنت حرام کر دی ہے،

۱..... ہمیشہ شراب پینے والا۔

۲..... والدین کی نافرمانی کرنے والا۔

۳..... اور دیوث جو اپنے اہل و عیال میں بے حیائی کو برداشت کرتا ہے۔“

❶ صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: ۴۲۶۹۔

❷ مسند احمد، ۱/۱۳۴، رقم: ۶۱۸۔ شعب الایمان، رقم: ۱۰۷۹۹۔ صحیح الجامع الصغیر،

رقم: ۳۰۵۲۔ سنن نسائی، کتاب الزکاة، باب المناک بما أعطى، رقم: ۲۵۶۲۔

(82) حلالہ کرنا یا کروانا:

عورت تیسری طلاق کے بعد خاوند پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتی ہے۔ البتہ اگر وہ کسی دوسرے مرد سے نکاح کرے، جو کہ شرعی اور دائمی ہو، اور وہ خاوند اپنی مرضی سے اُسے طلاق دے یا فوت ہو جائے، تو عدت پوری کرنے کے بعد وہ عورت اپنے پہلے خاوند سے نکاح کرنے کی مجاز ہوگئی، اس کے برعکس اگر دوسرے مرد سے نکاح عارضی طور پر کیا جائے، تاکہ ایک یا دو دن گزر جانے کے بعد طلاق دے کر پہلے مرد کے لیے اُسے حلال کر دے، اسے حلالہ کہتے ہیں، اور ایسا کام کرنے یا کروانے والے دونوں پر لعنت کی گئی ہے، چنانچہ سیدنا علی و حارث رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

((إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ الْمُحِلَّ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ.))^①

”یقیناً رسول اللہ ﷺ نے حلالہ کرنے اور کروانے والے (دونوں) پر لعنت فرمائی ہے۔“

اور ایک حدیث میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((أَلَا أَخْبَرُكُمْ بِالْقَيْسِ الْمُسْتَعَارِ؟ قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: هُوَ الْمُحِلُّ وَلَعَنَ اللَّهُ الْمُحِلَّ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ.))^②

”سنو! کیا میں تمہیں اُدھار کے ساڈھ کے بارے میں بتاؤں؟ صحابہ نے عرض کی اے اللہ کے رسول! کیوں نہیں ضرور، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ حلالہ کرنے والا ہے، اللہ تعالیٰ نے حلالہ کرنے والے اور کروانے والے (دونوں) پر لعنت برسا ئی ہے۔“

① ہینن ترمذی، کتاب النکاح، باب ما جاء في المحلل و المحلل له، رقم: ۱۱۱۹۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”حسن“ کہا ہے۔

② سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، رقم: ۱۹۳۶۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”حسن“ کہا ہے۔

(83) کنجوسی کرنا:

صلہ رحمی، جہاد یا اللہ کی راہ میں کسی بھی خیر کے کام میں خرچ کرنے میں کنجوسی برتا بھی بڑا سخت گناہ ہے، یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے اس سے بچنے کے لیے پناہ طلب کی ہے، نیز کنجوسی کرنا اللہ تعالیٰ کو بھلا دینے کے مترادف ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے منافقین کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿الْمُنْفِقُونَ وَالْمُنْفِقَاتُ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوفِ وَيَقْبِضُونَ أَيْدِيَهُمْ نَسُوا اللَّهَ فَنَسِيَهُمْ إِنَّ الْمُنْفِقِينَ هُمُ الْفَاسِقُونَ﴾ (التوبة: ۶۷)

”منافق مرد اور منافق عورتیں سب کا حال ایک ہے، سبھی بُرائی کا حکم دیتے ہیں اور بھلائی سے روکتے ہیں اور اپنے ہاتھ بند رکھتے ہیں، اور اللہ کو بھول گئے، تو اللہ بھی انہیں بھول گیا، بے شک منافقین ہی فاسق لوگ ہیں۔“

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ ، وَالْحَزَنِ ، وَالْعَجْزِ ، وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ)) ❶

”اے اللہ! میں غم، عاجزی، کاہلی، بزدلی، کنجوسی، قرض چڑھ جانے اور لوگوں کے غلبہ سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔“

(84) فضول خرچی:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو رزق کی نعمت سے مالا مال کیا ہے، لہذا اُسے چاہیے کہ وہ اس نعمت کو اعتدال اور میانہ روی سے استعمال میں لائے، تاکہ اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ بن

❶ صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب الاستعاذة من العین والكسل، رقم: ۶۳۶۹۔

سکے، اس کے برعکس جو شخص اس نعمت کا استعمال اعتدال اور میانہ روی کی بجائے، اس میں فضول خرچی اور اسراف کرتا ہے، تو وہ ناشکرا ہے، بلکہ ناشکری میں شیطان کی مانند ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَبْذَرَ الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْيَسِيرِينَ وَابْنِ السَّبِيلِ وَلَا يَبْذُرْ تَبَذِيرًا ۚ إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيْطَانِ ۖ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا ۝۲۷﴾
 ﴿إِنَّمَا تُعْرِضُونَ عَنْهُمْ ابْتِغَاءَ رَحْمَةٍ مِنْ رَبِّكَ تَرْجُوهَا فَقُلْ لَهُمْ قَوْلًا مَيْسُورًا ۝۲۸﴾ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَحْسُورًا ۝۲۹﴾ (بنی اسرائیل: ۲۶ تا ۲۹)

”اور رشتہ داروں کا، مسکینوں اور مسافروں کا حق ادا کرتے رہو اور فضول خرچی نہ کرو، بے شک فضول خرچ لوگ شیطان کے بھائی ہوتے ہیں، اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے، اگر تم ان لوگوں سے پہلو تہی کرو، اپنے رب کی جانب سے اس روزی کی خواہش کرتے ہوئے جس کی تمہیں امید ہے، تو ان سے کوئی اچھی بات کہہ دو اور اپنے ہاتھ کو (بخل کی وجہ سے) اپنی گردن سے باندھا ہوا نہ رکھو، اور نہ (فضول خرچ بن کر) اُسے بالکل ہی کھول دو کہ پھر ملامت کیا ہوا در ماندہ بیٹھ جائے۔“

مذکورہ بالا آیت کریمہ میں فضول خرچی سے منع کیا گیا ہے، جیسے کوئی آدمی اپنا مال ناجائز کاموں میں خرچ کرے، یا ان لوگوں پر خرچ کرے جو شرعی اصولوں کے مطابق مستحق نہ ہوں۔

علت یہ بیان کی گئی ہے کہ فضول خرچی کرنے والے لوگ ناشکری میں شیطان کے مانند ہیں۔ اور یہ انسان کی قایت خدمت ہے، کیونکہ شیطان سے زیادہ کوئی بُرا نہیں ہے۔ یا مفہوم یہ ہے کہ فضول خرچی کرنے والے لوگ جہنم میں شیطان کے ساتھی ہوں گے۔ آیت

کے آخر میں گزشتہ علت کی تکمیل ہے کہ شیطان سے بڑھ کر اللہ کا کوئی ناشکرابندہ نہیں ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے جتنی صلاحیتیں دی ہیں ان سب کو اس نے ارتکابِ معاصی، زمین میں فساد پھیلانے، لوگوں کو گمراہ کرنے اور کفر کی طرف بلانے میں لگا دیا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی آدمی اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کو اللہ کی بندگی کے بجائے ناجائز کاموں پر خرچ کرتا ہے تو گویا وہ شیطان کے مانند ہے۔ (تیسیر الرحمن: ۸۰۵/۱۔ ملخصاً)

(85) دنیا کی حرص:

عارضی چیز عارضی ہوتی ہے، خواہ وہ بظاہر کتنی ہی حسین اور خوبصورت نظر کیوں نہ آئے، یہی حال دنیا کا ہے کہ یہ بظاہر تو اپنی دلکشیوں اور اپنی زینتوں کی وجہ سے بہت خوبصورت نظر آتی ہے، جب کہ حقیقت میں یہ ایک دھوکہ اور فریب ہے، اور سادہ لوح انسان اس فریبی دنیا کے حرص کا شکار ہے۔ لیکن یاد رہے کہ جو شخص صرف دنیا کا حریص ہے، اُسے دنیا میں تو اپنی منت کا حاصل جائے گا، لیکن آخرت میں اُسے سوائے آگ کے اور کچھ نہیں ملے گا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مَنْ كَانَ يُرِيدِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزَيِّنٰهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُنْعَمُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۚ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبِطُلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝﴾

(ہود: ۱۵، ۱۶)

”جو شخص دنیا کی زندگی اور اُس کی زینت چاہتا ہے، تو ہم دنیا میں اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے دیتے ہیں، اور اس میں اُن کے ساتھ کوئی کمی نہیں کی جاتی، یہی وہ لوگ ہیں، جنہیں آخرت میں عذابِ نار کے سوا کچھ بھی نہیں ملے گا، اور جو کچھ انہوں نے دنیا میں کیا ہوگا، ضائع ہو جائے گا، اور جو کچھ وہاں کرتے رہے تھے (ایمان کے بغیر) بے کار ہی تھا۔“

اور جو شخص آخرت کی زندگی پر دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتا ہے، وہ سمجھ لے کہ اس کا ٹھکانہ جہنم میں ہے۔ جیسا کہ ارشاد الہی ہے:

﴿قُلْ أَتَمَنُّونَ ظُلُمًا ۖ وَالنَّارَ الْحَيَوٰةَ الدُّنْيَا ۚ قُلْ الْآخِرَةُ خَيْرٌ مِّنَ الْأُولَىٰ ۖ﴾

(النازعات: ۳۷، ۳۸، ۳۹)

”جس نے سرکشی کی۔ اور دنیاوی زندگی کو ترجیح دی۔ تو بے شک جہنم اس کا ٹھکانہ ہے۔“

نیز جو شخص صرف دنیا کی فکر میں لگا رہتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے معاملات میں کئی قسم کی پریشانیاں پیدا کر دیتا ہے، اور اُسے فقر و فاقہ کے اندیشے میں مبتلا کر دیتا ہے، جیسا کہ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ كَانَتْ الدُّنْيَا هَمَّهُ فَرَّقَ اللَّهُ أَمْرَهُ وَجَعَلَ فَقْرَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ، وَلَمْ يَأْتِهِ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا مَا كُتِبَ لَهُ.)) ❶

”جس کو صرف دنیا کی فکر ہوگی، اللہ اس پر اُس کا معاملہ مشکل کر دے گا، اور ہر وقت اُسے فقر کا اندیشہ رہے گا، اور دنیا میں سے بھی اُسے صرف وہی میسر ہوگا جو اُس کے مقدر میں ہوگا۔“

(86) سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا:

اسلام کسی بات کو تسلیم کر لینے کا نام ہے، تو جب اسلام میں کسی چیز کی ممانعت آ جائے یا اس کی حرمت کے بارے میں وضاحت آ جائے، تو اس وقت کسی بہانے کی یا کسی تاویل کی ضرورت و اہمیت نہیں ہوتی، اور اس کے بارے میں قیاس آرائیاں کرنا انسان کو گمراہی کے قریب کر دیتا ہے، تو اسی طرح اسلام میں سونے چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے کی ممانعت آئی ہے۔ لہذا بحیثیت مسلمان ہمیں ان برتنوں کو استعمال کرنے سے رُک جانا چاہیے۔

❶ سنن ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب الہم بالدنیہ، رقم: ۴۱۰۵۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

جیسا کہ ان برتنوں کو استعمال کرنے کی ممانعت کے بارے میں فرمان نبوی ﷺ ہے:
 ((الَّذِي يَشْرَبُ فِي إِنَاءِ الْفِضَّةِ إِنَّمَا يُجْرُ جُرْفِي بَطْنِهِ نَارَ
 جَهَنَّمَ)) ❶

”جو شخص سونے یا چاندی کے برتنوں میں کھانا یا پیتا ہے، وہ اپنے پیٹ میں جہنم
 کی آگ اٹھیل رہا ہے۔“

لہذا مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوا کہ سونے اور چاندی کے برتن میں کھانا یا پینا اپنے
 پیٹ میں جہنم کی آگ اٹھیلنے کے برابر ہے، نیز کی اس فعل سے ممانعت پر اللہ کے
 نبی ﷺ کی وعید بھی موجود ہے، جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ لَبَسَ الْحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْآخِرَةِ، وَمَنْ
 يَشْرَبِ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَشْرَبْهَا فِي الْآخِرَةِ، وَمَنْ يَشْرَبُ
 فِي آيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ لَمْ يَشْرَبْ بِهَا فِي الْآخِرَةِ، ثُمَّ قَالَ
 لِبَاسُ أَهْلِ الْجَنَّةِ، شَرَابُ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَآيَةُ أَهْلِ الْجَنَّةِ)) ❷

”جو شخص دنیا میں ریشم پہنے گا تو آخرت میں وہ اس کو نہیں پہنے گا، اور جو شخص
 دنیا میں شراب پئے گا، وہ اس کو آخرت میں نہیں پئے گا، اور جو شخص چاندی اور
 سونے کے برتن میں پئے گا، تو وہ آخرت میں نہیں پئے گا، پھر فرمایا: اہل جنت
 کے لباس سے، اہل جنت کے شراب سے اور اہل جنت کے برتنوں سے محروم
 رہے گا۔“

(87) مردوں کا سونے کے زیور پہننا:

مردوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے سونا حرام کیا ہے، خواہ وہ انگلی کی شکل میں ہو یا خواہ وہ

❶ صحیح بخاری، کتاب الاشربة، باب آية الفضة: رقم: ۵۶۳۴۔

❷ صحیح الترغیب والترہیب، کتاب الطعام، رقم: ۳۲۱۔

زنجیر کی شکل میں ہو، خواہ کسی اور شکل میں ہو، جیسا کہ نبی ﷺ کی حدیث ہے:

((رَأَى خَاتِمًا مِّنْ ذَهَبٍ فِي يَدِ رَجُلٍ فَنَزَعَهُ فَطَرَحَهُ وَقَالَ يَعْمِدُ أَحَدُكُمْ إِلَى جَمْرَةٍ مِّنْ نَّارٍ فَيَجْعَلُهَا فِي يَدِهِ.)) ❶

”رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی، تو آپ ﷺ نے اسے اتار پھینکا اور فرمایا: تم میں سے کوئی ایک آگ کا انگارہ پکڑتا ہے، اور اسے اپنے ہاتھ میں پہن لیتا ہے؟“

اسی طرح آپ ﷺ نے ایک موقع پر اس صحابی سے اپنا رخ موڑ لیا، جس نے سونے کی انگوٹھی پہن رکھی تھی، جیسا کہ ابوسعید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔

((أَنَّ رَجُلًا قَدِيمَ مِّنْ نَّجْرَانَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِّنْ ذَهَبٍ فَأَعْرَضَ عَنْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَالَ إِنَّكَ جِئْتَنِي وَفِي يَدِكَ جَمْرَةٌ مِّنْ نَّارٍ.)) ❷

”ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں نجران سے آیا، اور اس نے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی پہن رکھی تھی، تو آپ ﷺ نے اس سے اعراض کیا، اور فرمایا: تو میرے پاس اس حالت میں آیا کہ تیرے ہاتھ میں آگ کا انگارہ ہے۔“ ایک اور روایت میں اس کی ممانعت کچھ اس طرح بیان کی گئی ہے۔

((اتَّخَذَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَاتَمَ الذَّهَبِ فَلَيْسَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِيمَ الذَّهَبِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنِّي كُنْتُ أَلِيسُ هَذَا الْخَاتِمَ وَلَئِنِّي لَأَلِيسُهُ أَبَدًا، فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِيمَهُمْ.)) ❸

❶ صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینۃ، باب تحریم خاتم الذهب، رقم: ۲۰۹۰۔

❷ سنن نسائی، کتاب الزہد، رقم: ۵۱۸۸۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

❸ سنن نسائی، باب صفۃ خاتم النبیین و نقشہ، رقم: ۵۲۷۵۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

”رسول اللہ ﷺ نے سونے کی انگوٹھی لے کر پہنی تو لوگوں نے بھی سونے کے انگوٹھیاں لے لیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے اس انگوٹھی کو پہنا تھا، اور اب بے شک میں اس کو کبھی نہیں پہنوں گا، لہذا آپ ﷺ نے اس انگوٹھی کو پھینک دیا، تو لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔“

(88) خود کشی کرنا:

خود کشی ایک ایسا جرم ہے جس کے کرنے سے انسان یہ سمجھتا ہے کہ میں مصیبتوں اور پریشانیوں سے بچ گیا ہوں، لیکن حقیقت میں وہ ہمیشہ کی مصیبت میں اپنے آپ کو گرفتار کر لیتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ٢٧ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ عُدُوًّا وَظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيهِ نَارًا وَكَانَ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ٢٨﴾ (النساء: ٢٩، ٣٠)

”اے ایمان والو! آپس میں مال نا جائز طریقہ سے مت کھاؤ، مگر یہ کہ تمہاری آپس کی رضا مندی سے خرید و فروخت ہو، اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر نہایت مہربان ہے، اور جو شخص یہ (نافرمانیاں) سرکشی اور ظلم کرے گا، تو عنقریب ہم اس کو آگ میں داخل کریں گے، اور یہ اللہ پر آسان ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے خود کشی کرنے سے منع فرمایا ہے، اور واضح الفاظ میں بیان کر دیا ہے کہ جو شخص اپنی ذات پر ایسی زیادتی کرے گا، اس کے لیے اخروی ٹھکانا جہنم کی آگ ہے۔ نیز نبی ﷺ کی حدیث اس بات پر گواہ ہے، چنانچہ سیدنا جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَانَ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ بِهِ جُرْحٌ فَجَنَعَ فَأَخَذَ سِكِّينًا فَحَزَّ بِهَا يَدَهُ فَمَارَقًا

الذُّمُّ حَتَّى مَاتَ ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى : بَادَرَنِي عَبْدِي بِنَفْسِهِ حَرَمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ .)) ❶

”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے پہلے لوگوں میں سے ایک آدمی زخمی ہوا وہ تکلیف پر صبر نہ کر سکا، اور وہ چھری سے اپنا ہاتھ کاٹ بیٹھا، لیکن خون بند نہ ہونے کی وجہ سے جان سے ہاتھ دھو بیٹھا، اللہ تعالیٰ نے اس کے ہارے میں فرمایا کہ میرے بندے نے اپنی جان کے ہارے میں مجھ سے جلدی کی، لہذا میں نے اس پر جنت حرام کر دی ہے۔“

اسی طرح ”صحیح مسلم“ کی روایت میں اس کی وضاحت اس طرح کی گئی ہے، اور اس کو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

((قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيدَةٍ فَحَدِيدَتُهُ فِي يَدِهِ يَتَوَجَّأُ بِهَا فِي بَطْنِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا ، وَمَنْ شَرِبَ سَمًا فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ يَتَحَسَّاهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا وَمَنْ تَرَدَّى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ يَتَرَدَّى فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا .)) ❷

”آپ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے اپنے آپ کو تیز دھاری دار آلے کے ساتھ قتل کیا تو وہ تیز دھاری دار آلہ اس کے ہاتھ میں ہوگا، اور مسلسل جہنم کی آگ میں اس کے ساتھ اپنے پیٹ کو چاک کرتا رہے گا۔ اور جس شخص نے زہر پی کر اپنے آپ کو قتل کیا تو وہ ہمیشہ ہمیشہ تک جہنم کی آگ میں زہر پیتا رہے گا، اور جس نے کسی پہاڑ سے گر کر خودکشی کی تو وہ اسی طرح جہنم کی آگ میں ہمیشہ

❶ صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب ذکر عن بنی اسرائیل، رقم: ۳۴۶۳۔

❷ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب ان من قتل نفسه بشيء، رقم: ۱۰۹۔

ہمیشہ کے لیے پہاڑ سے گر کر خود کشی کرتا رہے گا۔“

(89) دوسروں کو دعوت عمل دینا اور خود بد عمل ہونا:

یہ ایک ایسا عمل ہے جس سے بچنے والا انسان بہت خوش قسمت ہے، جو جیسی دعوت دیتا ہے ویسا ہی عمل کرتا ہے، لیکن اس کے برعکس دوسروں کو دعوت عمل دینا، اور خود بے عمل اور بد عمل ہونا، اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ۚ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ﴾ (الصف: ۳، ۲)

”اے ایمان والو! تم ایسی بات کیوں کہتے ہو، جس پر خود عمل نہیں کرتے، یہ بات اللہ کو بہت ہی زیادہ ناپسند ہے، کہ تم وہ بات کہو جس پر خود عمل نہیں کرتے۔“

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے جو کہ لوگوں کو تو دعوت عمل دیتے ہیں، لیکن خود اس سے محروم ہوتے ہیں، اور اسی کی مذمت میں نبی کریم ﷺ کی حدیث مبارکہ کچھ یوں ہے:

((يُجَاءُ بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُلْقَى فِي النَّارِ فَيَقْدِرُ أَنْ يَنْتَفِخَ فِي النَّارِ، فَيَقْدِرُ كَمَا يَدُورُ الْحِمَارُ بِرَحَاهُ فَيَجْتَمِعُ أَهْلُ النَّارِ عَلَيْهِ فَيَقُولُونَ: أَيْ فُلَانٌ مَا شَأْنُكَ؟ أَلَيْسَ كُنْتَ تَأْمُرُنَا بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَانَا عَنِ الْمُنْكَرِ؟ قَالَ: كُنْتُ أَمُرُّكُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَلَا آتِيهِ، وَأَنَّهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَآتِيَهُ.)) ❶

قیامت کے روز ایک آدمی لایا جائے گا اور اسے آگ میں ڈالا جائے گا، اس کی انتڑیاں (پیٹ سے باہر) آگ میں ہوں گی، وہ اپنی انتڑیوں کو لیے اس طرح گھوڑے کا جس طرح گدھا (کولہوکی) چکی کے گرد گھومتا ہے، اہل جہنم اس

کے ارد گرد جمع ہو جائیں گے اور پوچھیں گے: اے فلاں! تمہارا یہ حال کیسے ہوا؟ کیا تم ہمیں نیکی کا حکم کرتے تھے، لیکن خود نیکی نہیں کرتے تھے، ہمیں برائی سے روکتے تھے، لیکن خود نہیں روکتے تھے۔“

(90) لوگوں کے گھروں میں بلا اجازت جھانکنا:

بغیر اجازت کسی کے گھر تک جھانک کرنا گناہ کا کام ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْذِنُوا وَتَسَلِّمُوا عَلَى أَهْلِهَا﴾ (النور: ۲۷)

”اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ جب تک کہ اجازت نہ لے لو اور وہاں کے رہنے والوں کو سلام نہ کر لو۔“

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ اجازت لیے بغیر کسی کے گھر میں داخل ہونا جائز نہیں ہے، اجازت لینا اس لیے ضروری ہے کہ بلا اجازت داخلے میں گھر والوں کی (کسی بھی طرح کی) بے پردگی کا امکان ہوتا ہے، یہی علت رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث میں مذکور ہے:

((أَنَّ رَجُلًا أَطْلَعَ فِي جُحْرِ فِي بَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَمَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِذْرَى يَحْكُ بِهَ رَأْسَهُ، فَلَمَّا رَأَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: لَوْ أَعْلِمْتُ أَنَّكَ تَنْتَظِرُنِي لَطَعَنْتُ بِهَ فِي عَيْنِكَ، وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنَّمَا جُعِلَ الْإِذْنُ مِنْ أَجْلِ الْبَصِيرِ.)) ❶

”ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کے دروازے کے سوراخ سے جھانکا، اس وقت رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں ایک آلہ تھا، جس کے ساتھ آپ ﷺ اپنا سر کھرا رہے تھے، جب اس کو رسول اللہ ﷺ نے دیکھا، تو فرمایا: اگر مجھے

علم ہوتا کہ توجھے دیکھ رہا ہے، تو میں اس کو تیری آنکھوں میں چھو دیتا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اجازت کا حکم اس دیکھنے ہی کی وجہ سے تو مقرر کیا گیا ہے۔“

پس گذشتہ آیت کی وضاحت نبی ﷺ کی اس حدیث مبارکہ سے ہو گئی ہے کہ گھروں میں اجازت لے کر داخل ہونے کا حکم صرف اس آنکھ کے دیکھنے کی وجہ سے ہے، گویا کہ گھر میں جھانکنا اس گھر میں داخل ہونے کے مترادف ہے۔ اور پھر جو شخص ایسا کرے، تو ایسے آدمی کی آنکھ کو اگر پھوڑ دیا جائے، تو نبی ﷺ کی حدیث کے مطابق اس کا شریعت میں کوئی قصاص اور دیت نہیں ہے، کیونکہ گھروں میں جھانکنا ایک بہت بڑے فتنے کا باعث ہے، اور یہ فتنہ قتل سے بھی زیادہ سخت ہے، اس لیے کہ اس فتنے کی وجہ سے گھر برباد ہو جاتے ہیں، اس لیے نبی ﷺ نے گھروں میں جھانکنے سے منع فرمایا ہے، اللہ ہمیں ایسے عملوں سے محفوظ فرمائے جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتا ہے۔ آمین

(91) دو آدمیوں کا تیسرے آدمی کو چھوڑ کر سرگوشی کرنا:

یہ بھی ایک سنگین گناہ ہے، اور شیطان کے لیے ذریعہ فساد ہے، جس کے ذریعے سے یہ مسلمانوں میں اختلاف، باہمی عداوت اور نفیض کے جج بوتا ہے، مثال کے طور پر تین آدمیوں میں سے دو آدمی علیحدگی میں کوئی سرگوشی کرتے ہیں، خواہ وہ ان کے فائدے کے لیے ہو، لیکن شیطان تیسرے آدمی کے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے کہ شاید یہ میرے خلاف کوئی منصوبہ بنا رہے ہیں، وغیرہ، ایسے خیالات ڈال کر وہ ان پر حملہ آور ہو جاتا ہے، اسی لیے نبی مکرم ﷺ نے اس فعل سے منع فرمایا ہے، جیسا کہ سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا كُنتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ الْآخِرِ حَتَّى تَخْتَلِطُوا بِالنَّاسِ مِنْ أَجْلِ أَنْ يُخْزِنَهُ.)) ❶

”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم تین ہو تو تیسرے کے بغیر دو آپس میں

سرگوشی نہ کرو، تا آنکہ اور لوگ آجائیں، کیونکہ ایسا کرنا، یعنی دو آدمیوں کا علیحدہ ہو کر مشورہ کرنا اس تیسرے آدمی کو غزدہ کرنے کا باعث ہے۔“

لہذا حدیث نبوی ﷺ سے اس کی حرمت واضح ہو گئی ہے، لہذا کسی بھی محفل میں جب تین آدمی ہوں تو ایسی سرگوشی کرنا سخت منع ہے، حتیٰ کہ اس محفل میں تعداد تین سے بڑھ جائے۔

(92) فحاشی و عریانی پر مبنی فلمیں دیکھنا:

نبی مکرم ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے:

((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلَى عَوْرَةِ الرَّجُلِ، وَلَا الْمَرْأَةُ إِلَى عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ، وَلَا يُفْضَى الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، وَلَا تُفْضَى الْمَرْأَةُ إِلَى الْمَرْأَةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ.)) •

”یقیناً رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مرد مرد کے ستر (شرمگاہ) کو نہ دیکھے، اور عورت عورت کے ستر (شرمگاہ) کو نہ دیکھے، اور مرد مرد کے ساتھ برہنہ ایک کپڑے میں نہ لیٹے، اور نہ عورت عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں برہنہ لیٹے۔“

اس حدیث مبارکہ میں اللہ کے نبی ﷺ نے مرد و عورت کو ایک ایسا اصول بتایا ہے، جس کی وجہ سے وہ بہت سی ایسی برائیوں اور گناہوں سے بچ سکتے ہیں۔ جن کی وجہ سے وہ ہمیشہ کے عذاب میں مبتلا ہو سکتے ہیں، تو اس حدیث میں اللہ کے نبی ﷺ نے مرد کو مرد کی شرمگاہ اور عورت کو عورت کی شرمگاہ دیکھنے سے منع کیا ہے، لیکن مرد کے لیے غیر محرم عورت کے سرتاپاؤں کسی بھی حصے کی طرف دیکھنا جائز نہیں ہے، اسی طرح ہمارے معاشرے میں پیش کیے جانے والے ڈرامے اور فلمیں، ان میں اس چیز کا خصوصاً اہتمام ہوتا ہے، مرد کے سامنے عورت بے پردہ اور آدمی سے زیادہ برہنہ ہوتی ہے، اور ان فلموں میں ایسا کردار ادا

کیا جاتا ہے، جس سے نوجوان نسل خواہ مرد ہو یا عورت وہ شہوت سے مغلوب ہو کر وہی کچھ کرتے ہیں جو انہوں نے دیکھا ہوتا ہے۔ اس لیے حدیث نبوی ﷺ میں ستر دیکھنے کی ممانعت ہے۔ اور ان کا برہنہ ہو کر مردوں کے ساتھ خلوت نشینی اور بدکرداری کا اظہار کرنا، وہ تو اس سے بھی سنگین جرم ہے۔ اور ایسی عورتوں اور مردوں کو جو اپنے ستر کی حفاظت نہیں کرتے، ان کے انہی اعضاء پر جہنم کی آگ لگائی جائے گی، ظاہر اتودیکھنے والوں کے لیے لذت بھرا منظر ہوتا ہے، لیکن اخروی عذاب کے مقابلہ میں یہ انتہائی گھٹیا اور شرم ناک فعل ہوتا ہے۔

(93) حقیقی والد کی بجائے کسی دوسرے کی طرف نسبت کرنا:

کچھ لوگ رمی کاغذات میں جھوٹے انساب کا اندراج کرا لیتے ہیں اور کچھ لوگ ایسا اس لیے کرتے ہیں کہ ان کے باپ نے انہیں بچپن ہی میں چھوڑ دیا ہوتا ہے، لہذا وہ ناراضگی اور نفرت جتانے کے لیے اپنی ولدیت بدل ڈالتے ہیں، جبکہ یہ سب حرام ہے اور اس کام کی حرمت شریعت میں وارد ہوئی ہے، حتیٰ کہ جو شخص ایسا کرتا ہے، اس پر جنت حرام ہو جاتی ہے۔ چنانچہ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ ادَّعى اِلٰی غَیْرِ اَبِیْهِ وَهُوَ یَعْلَمُ فَاَلْجَنَّةُ عَلَیْهِ حَرَامٌ.)) ❶

”جو شخص اپنے حقیقی باپ کی بجائے دوسرے کی طرف منسوب ہو، اور اسے اس

بات کا علم بھی ہو تو اس پر جنت حرام ہے۔“

برہہ چیز جو نسب ناموں میں جھوٹ پر مشتمل ہو شریعت نے اسے حرام قرار دیا ہے، بعض لوگ اپنی بیوی سے لڑائی جھگڑا کرتے کرتے اس حد تک پہنچ جاتے ہیں کہ اس پر زنا کی تہمت لگا کر بلا ثبوت اپنے بچے کو ولد الزنا (زنا کی وجہ سے جنم لینے والے بچے کو کہتے ہیں) قرار دے کر اس سے کنارہ کشی اختیار کر لیتے ہیں، حالانکہ وہ بچہ انہی کے فراش (بستر) پر جنم

لیتا ہے۔ اور ایسے ہی بعض بیویاں اپنے خاوندوں کے ساتھ خیانت کا ارتکاب کرتی ہیں، کہ وہ از طریق زنا حاملہ ہو کر اس بچے کو اپنے شوہر کی طرف منسوب کر دیتی ہیں، حالانکہ شوہر کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہوتا، ایسے گناہ نے فعل کی شریعت میں پر زور مذمت اور بڑی شدید وعید بیان کی ہے۔

(94) بالوں کو سیاہ خضاب لگانا:

بالوں کو سیاہ خضاب لگانے کے بارے میں صحیح اور رائج بات یہی ہے کہ یہ حرام ہے کیونکہ نبی ﷺ کی حدیث میں اس فعل کو کرنے کی زبردست وعید آئی ہے، فرمان نبوی ﷺ ہے:

((يَكُونُ قَوْمٌ يَخْضِبُونَ فِي آخِرِ الزَّمَانِ بِالسَّوَادِ كَحَوَاصِلِ الْحَمَامِ، لَا يَرِيحُونَ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ.)) ①

”آخری زمانے میں ایسے لوگ آئیں گے، جو کالے رنگ کا خضاب استعمال کریں گے، جس کی کیفیت کبوتر کے پیٹ کی مانند ہوگی، یہ لوگ جنت کی خوشبو نہیں پاکیں گے۔“

تو مذکورہ بالا حدیث میں سیاہ خضاب استعمال کرنے کی ممانعت اور شدید وعید ہے کہ ”ایسا کرنے والے لوگ جنت کی خوشبو بھی نہیں پاکیں گے۔“ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد ابو قحافہ کو جب فتح مکہ کے دن نبی ﷺ کے پاس لایا گیا، جبکہ ان کا سر اور داڑھی شدت بیاض (سخت سفید ہونے) کی وجہ سے ”نعامہ بوٹی“ معلوم ہو رہی تھی تو نبی ﷺ نے فرمایا:

((غَيْرُوا هَذَا بِشَيْءٍ وَاجْتَنِبُوا السَّوَادَ.)) ②

① سنن ابی داؤد، باب ما جاء فی عَضَابِ السَّوَادِ، رقم: ۴۲۱۲۔ علامہ الہانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

② صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینۃ، باب استحباب عَضَابِ الشَّيْبِ، رقم: ۵۵۰۹۔

”بالوں کی اس سفیدی کو بدلو، اور سیاہ رنگت کے استعمال سے بچو۔“

(95) خوبصورتی کے لیے چہرے کے بال اکھاڑنا:

خوبصورتی کے لیے بال اکھاڑنا، خواہ مرد ہو یا عورت، یہ ایسا کام ہے جس کے کرنے والے کو ملعون قرار دیا گیا ہے، کیونکہ یہ تخلیق خداوندی کو تبدیل کرنے کے مترادف ہے، اور جو اللہ کی خلقت میں تبدیلی کرتا ہے، گویا کہ وہ شراکت کا اعتراف کرتا ہے، اس لیے نبی اکرم ﷺ نے اس فعل سے منع فرمایا ہے، جیسا کہ نبی مکرم ﷺ کی حدیث ہے:

((قَالَ لَعَنَ اللَّهُ الْوَاشِحَاتِ وَالْمُسْتَوِشِمَاتِ ، وَالنَّامِصَاتِ

وَالْمُتَمِصَّاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغْيِرَاتِ خَلْقَ اللَّهِ)) •

”اللہ تعالیٰ نے خوبصورتی کے لیے جسم میں رنگت بھر لے و بھروانے والی پر بال

اکھاڑنے والی اور دانٹوں میں فاصلہ کرنے والی پر لعنت کی ہے،

جو اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تبدیلی کرتی ہیں۔“

تو اس حدیث مبارکہ سے مزید دو باتوں کا بھی علم ہوا کہ جسم کے کسی بھی حصے پر خواہ چہرہ ہو یا بازو، ان میں خوبصورتی کے لیے رنگت بھرنا بھی ملعون کام ہے، اور اسی طرح دانٹوں میں فاصلہ کروانا یہ بھی ملعون کام ہے، جو لوگ خوبصورتی کے لیے ایسا کریں وہ اس گناہ اور لعنت کا مصداق ہیں۔ اور اسی طرح چہرے کے بال اکھاڑنا یا اکھڑانا یہ بھی قابل مذمت فعل ہے، تو جو آدمی ایسا کام کرتا ہے، وہ بھی اور جو کرداتا ہے، وہ بھی خواہ مرد ہو یا عورت وہ نبی کائنات ﷺ کی لعنت کا مستحق ہے، جس پر نبی کائنات کی لعنت ہو، اس پر سارے فرشتوں کی لعنت ہے اور پھر خود رب العالمین کی ایسے لوگوں پر لعنت ہے۔

جو بات تھی حق کی وہ دی میں نے بتا

اس پہ عمل کرنا نہ کرنا تیرا کام ہے

(96) داڑھی کا مذاق اڑانا:

داڑھی رکھنا فرض اور سنت نبوی ﷺ ہے۔ جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَأَعْفُوا اللَّحَى)) ❶

”داڑھیوں کو معاف کر دو، (بڑھاؤ) اور مونچھیں کتر داؤ۔“

اور اس سے اگلی حدیث میں نبی ﷺ یوں ارشاد فرماتے ہیں:

((جُزُوا الشَّوَارِبَ ، وَأَرْخُوا اللَّحَى ، خَالِفُوا الْمَجُوسَ)) ❷

”مونچھوں کو کاٹو، اور داڑھیوں کو کھلا چھوڑ دو (مراد مت کاٹو) اور مجوسیوں

(یاریوں) کی مخالفت کرو۔“

اس بات کی مزید وضاحت کے لیے ایک اور حدیث نبوی ﷺ پیش خدمت ہے۔ جو کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الْفِطْرَةُ خَمْسٌ أَوْ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: الْخِتَانُ، وَالْإِسْتِحْدَادُ، وَتَقْلِيمُ

الْأَظْفَارِ، وَتَنْفُ الْبَاطِطِ، وَقَصُّ الشَّارِبِ)) ❸

”پانچ چیزیں، (فطرت) سنت ہیں: ختنہ کرنا، زیر ناف بال صاف کرنا، ناخن

کاٹنا، بغل کے بال نوچنا اور مونچھیں ترشوانا۔“

یہاں فطرت سے مراد سنت ہے، اور یہاں فطرت کا لفظ استعمال کر کے اشارہ کیا گیا ہے کہ یہ پانچوں چیزیں ایسی ہیں کہ ان پر پہلے انبیاء علیہم السلام کا بھی عمل تھا، اور اسی طرح پہلے انبیاء میں مونچھیں کتر اوانے اور داڑھی بڑھانے کا طریقہ تھا، اب گذشتہ احادیث اور اس حدیث کی روشنی میں ثابت ہوا کہ مونچھیں کتر اوانا، اور داڑھی بڑھانا تمام انبیاء علیہم السلام کی

❶ صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب فضل الفطرۃ، رقم: ۶۰۰۔

❷ صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، رقم: ۲۶۰۔

❸ صحیح مسلم، کتاب، رقم: ۲۵۱۔

سنت ہے۔ اور جو لوگ سنت سمجھ کر داڑھی رکھتے ہیں تو وہ انبیاء علیہم السلام کی سنت پر عمل کرتے ہیں۔ اور جو لوگ داڑھی کا مذاق اڑاتے ہیں، وہ ایک سنت کا مذاق اڑاتے ہیں اور سنت بھی وہ جو کہ تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت تھی، تو اب آپ خود ہی ایسے آدمی کے بارے میں فیصلہ کریں کہ جو انبیاء علیہم السلام کی سنت کا مذاق اڑاتا ہے، کیا اسے یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کی سنت کا مذاق اڑائے وہ تو پرلے درجے کا جاہل اور بے وقوف آدمی ہے جو انبیاء کی سنت کا مذاق اڑاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ہدایت نصیب فرمائے۔

(97) پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنا:

پیشاب کے قطرے یا چھینٹے کپڑوں پر پڑ جانے کی وجہ سے بھی انسان سزا کا مستحق ہو جاتا ہے، اور عذاب میں مبتلا کیا جاتا ہے، جیسا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى قَبْرَيْنِ فَقَالَ: أَمَّا إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ، أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ يَمْسُحُ بِالنَّمِيمَةِ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ.)) ①

”رسول اللہ ﷺ دو قبروں کے قریب سے گزرے، وہ دونوں قبر والے قبر میں عذاب دیے جا رہے تھے اور عذاب بھی کسی بڑے (گناہ) کی وجہ سے نہیں دیے جا رہا تھا ان دونوں میں سے ایک چٹلی کرتا تھا اور دوسرا اپنے پیشاب سے نہیں بچتا تھا۔“

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں اس حدیث پر باب قائم کیا ہے: ”بَابُ مِنَ الْكِبَايِرِ أَنْ لَا يُسْتَتِرَ فِي بَوْلِهِ“ ”باب اس بارے میں کہ پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنا کبیرہ گناہ ہے۔“ اور ایک دوسری حدیث میں اس کے بارے میں نبی ﷺ سے یوں منقول ہے:

((عَامَّةُ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنَ الْبَوْلِ، فَتَنْزَهُوا مِنَ الْبَوْلِ.)) ②

① صحیح مسلم، کتاب الطہارہ، باب الدلیل علی نحاسة البول، رقم: ۲۹۲۲۔

② سنن دارقطنی، کتاب الطہارہ، باب نحاسة البول، رقم: ۱۲۸/۱۔ مستدرک حاکم: ۱/۱۸۳،

رقم: ۶۸۰۔ حاکم نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

”پیشاب سے بچو کیونکہ قبر کا عام عذاب پیشاب کی وجہ سے ہے۔“

اور اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر ﷺ کو قرآن مجید میں حکم دیا کہ:

﴿وَيُنَادِيكَ فَطَهُورٌ﴾ (مدثر: ۴)

”اور اپنے پکڑے پاک رکھو۔“

اللہ تعالیٰ کا اپنے پیغمبروں کو بھی یہی حکم تھا اور امتوں کے لیے بھی پاک رہنے کا حکم ہے، تو جو اس کی مخالفت کرتا ہے خصوصاً پیشاب کے معاملے میں احتیاط نہیں کرتا، تو ایسے لوگوں پر قبر سے ہی عذاب شروع ہو جاتا ہے، لہذا ہمیں اس معاملہ میں احتیاط کرنی چاہیے۔

(98) قبروں پر بیٹھنا، قبروں کو روندنا اور قبرستان میں قضاے حاجت کرنا:

قبروں پر بیٹھنا، قبروں کو روندنا، اور قبرستان میں قضاے حاجت کرنا شرعاً ناجائز ہے۔ قبر پر بیٹھنے کے بارے میں نبی ﷺ یوں ارشاد فرماتے ہیں:

((لَا تَجْلِسْ أَحَدُكُمْ عَلَى جَمْرَةٍ تَحْرِقُهُ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ

تَجْلِسَ عَلَى قَبْرِ.)) ❶

”کوئی شخص آگ کے انگارے پر بیٹھے جو اس کے کپڑوں کو جلاتا ہو اکھال تک

جا پہنچے، تو یہ اس کے لیے کسی قبر پر بیٹھنے سے بہتر ہے۔“

تو اس حدیث مبارکہ سے واضح ہو گیا کہ قبر پر بیٹھنا مشروع نہیں ہے۔ اور اس کو

نبی ﷺ نے اس انداز میں بیان فرمایا کہ جس طرح کوئی شخص آگ کے انگارے پر بیٹھنا

پسند نہیں کرتا، ویسے ہی قبر پر بیٹھنا بھی پسند نہیں کرتا۔ اور اسی طرح قبروں کو روندنے کے

بارے میں نبی مکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

❶ سنن ابن ماجہ، باب فی ماجاء عن المشی علی القبور والحلوس علیہا، رقم: ۱۵۶۶۔ علامہ البانی

رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

((لَا تَمْشِي عَلَى جَمْرَةٍ أَوْ سَنَفٍ، أَوْ أَخْضَفَ نَعْلِي بِرَجُلِي، أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ تَمْشِي عَلَى قَبْرِ مُسْلِمٍ)) ❶

”میں آگ کے انگاروں یا تلوار کی دھار پر چلوں یا اپنے جوتے کو پاؤں کے ساتھ سی لوں، یہ سب کچھ میرے لیے کسی مسلمان کی قبر پر چلنے سے بہتر ہے۔“

قبروں کو روندنا اور قبروں میں مدفون میتوں کا احترام نہ کرنا، اس بارے میں صاف الفاظ کے ساتھ وضاحت کردی گئی ہے کہ کسی بھی مسلمان کی قبر کو روندنا، اس کی تحقیر کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ نبی مکرم ﷺ نے ایسا کام کرنے کو آگ پر چلنے یا تلوار کی دھار پر چلنے یا اپنے جوتوں کو اپنے پاؤں کے ساتھ سینے سے تشبیہ دے کر یہی سمجھانا چاہا ہے کہ ایسا فعل کرنا حرام ہے، تو اب وہ لوگ جو قبرستان کی زمین پر قبضہ کر لیتے ہیں، اور اس پر تجارتی یا رہائشی پروجیکٹ بنا کر بیٹھ جاتے ہیں، وہ کس قدر قبرستان کے احترام کو پامال کرتے ہیں۔ اور پھر ان لوگوں کا کیا انجام ہوگا جو کہ پیغمبر کائنات ﷺ کی حدیث اور ان کے عمل کے ہوتے ہوئے ایسا شنیع فعل سرانجام دیتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو کہ قبرستان میں کچرا پھینکتے ہیں یا قضائے حاجت کرتے ہیں، تو یہ بھی قبرستان کے احترام کے خلاف ہے، اس کے بارے میں نبی مکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

((وَمَا أَبَالِي أَوْ سَطَّ الْقُبُورِ قَضَيْتُ حَاجَتِي، أَوْ وَسَطَ السُّوقِ)) ❷

”میرا اس طرح قضاء حاجت کرنا قبروں کے درمیان ہے، یا بازار کے وسط میں۔“

(99) عورتوں کا باریک، تنگ اور چھوٹا لباس پہننا:

آج کے دور میں اسلام دشمنوں نے ہمارے خلاف بہت سے محاذ جنگ کھول رکھے ہیں، ان میں سے ایک محاذ کپڑوں کے نئے فیشنوں اور ڈیزائنوں کا ہے، اس کے علاوہ

❶ سنن ابن ماجہ، کتاب الحناظر، رقم: ۱۵۶۷۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

❷ سنن ابن ماجہ، کتاب ایضاء، رقم: ۱۵۶۷۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

چھوٹا، باریک، شفاف اور تنگ لباس جو کہ بے پردگی و بے حیائی کا باعث ہے، لیکن ہمارے معاشرے کی مائیں اور بہنیں سمجھ بوجھ کے باوجود فیشن اور بے حیائی کو فروغ دیتی ہیں، لیکن اس سلسلہ میں نبی کائنات ﷺ کی ایک حدیث ہے، جس میں سخت وعید ہے، چنانچہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا قَوْمٌ مَعَهُمْ سَبَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ، وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَّاتٌ مُمِيلَاتٌ مَائِلَاتٌ رُؤُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ، وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا، وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةٍ كَذَا وَكَذَا.)) ❶

”میری امت کے دو قسم کے افراد ایسے ہیں، جو کہ جہنمی ہیں، جنہیں میں ابھی تک نہیں دیکھ سکا، یعنی وہ ابھی تک ظاہر نہیں ہوئے ایک وہ جن کے ہاتھوں میں گائے کی دموں کی طرح کوڑے ہوں گے، جنہیں وہ لوگوں پر برسایا کریں گے، دوسری وہ عورتیں ہیں جنہوں نے لباس تو پہنا ہوگا، لیکن لباس پہننے کے باوجود تنگی ہوں گی، مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے والی ہوں گی اور خود مردوں کی طرف مائل ہونے والی ہوں گی، ان کے سر لمبی گردنوں والی اونٹنیوں کی کوہانوں کی مانند ہوں گے، یہ عورتیں جنت میں داخل نہیں ہو سکیں گی، بلکہ جنت کی خوشبو تک نہ پا سکیں گی، حالانکہ جنت کی خوشبو سا لہا سال کی مسافت کی دوری سے محسوس ہو جائے گی۔“

اس حدیث میں بھی ان عورتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ جو کہ لباس کی کٹنگ، اس کی تنگ اور اس کے باریک ہونے کو، جس سے جسم ظاہر ہوتا ہے، فیشن سمجھتی ہیں۔ ایسا لباس پہننے

والی عورتیں ہوں گی، سر پر کیا گلے میں بھی ڈوپٹہ نہیں۔ اپنے بالوں کی بناوٹ، اس کی کنگ اور فیشن کے ذریعے سے غیر مردوں کو اپنی طرف راغب کرتی ہیں۔ جس کے ضمن میں وہ ایسے ایسے گناہوں کی مرتکب ہو جاتی ہیں۔ جس کا تذکرہ نبی مکرم ﷺ نے ایک حدیث مبارکہ میں فرمایا کہ ایسے مرد اور عورتیں جو کہ دنیا کے اندر زنا کرتے تھے قیامت والے دن وہ جہنم میں ننگے کر کے اٹھ لٹکا دیئے جائیں گے، اور ان کی چیخ و پکار سننے والا بھی کوئی نہیں ہوگا۔ اور پھر نبی مکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ ایسی صفات سے متصف عورتیں جنت میں کیا داخل ہوں گی، جنت کی خوشبو بھی نہ پا سکیں گی، جبکہ اس کی خوشبو دور دور تک پھیلی ہوگی جس کا انسان تصور بھی نہیں کر سکتا۔

اب آپ خود فیصلہ کریں کہ وہ کون سی ایسی ماں اور بہن ہے جو جنت کی بجائے جہنم کو پسند کرتی ہے۔ سکھ کے بجائے دکھ کو پسند کرتی ہے۔ انعام کی بجائے ذلت کو پسند کرتی ہے۔ ہدایت کی بجائے ضلالت کو پسند کرتی ہے۔ دنیا کی ہر چیز عارضی اور فنا ہونے والی ہے۔ دنیا کی ۶۰ یا ۵۰ سال کی زندگی گزر ہی جائے گی، لیکن اصل بات تو آخرت کی زندگی کی ہے جو کہ نہ ختم ہونے والی اور اس کی نعمتیں بھی غیر ختمی اور لازوال ہیں اور اس کی سزائیں بھی ہمیشہ رہنے والی ہیں۔ اس لئے دنیا کی بجائے آخرت کو پسند فرمائیں۔

(100) مردوں کا عورتوں کی اور عورتوں کا مردوں کی مشابہت اختیار کرنا: فطرت الہی کا تقاضا یہ ہے کہ مرد اپنی مردانگی کی حفاظت کرے، اور عورت اپنی نسوانیت کی حفاظت کرے، جو لوگ اللہ کی اس فطرت میں تبدیلی کرنا چاہتے ہیں، خواہ مرد ہو یا عورتیں، ایسے لوگ کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں۔ جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: ((لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ، وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ)) ①

”رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر، اور مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔“
ایک دوسری حدیث میں اس کی مزید وضاحت یوں آئی ہے:

((لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الرَّجُلَ يَلْبَسُ ثِبْسَةَ الْمَرْأَةِ، وَالْمَرْأَةَ تَلْبَسُ ثِبْسَةَ الرَّجُلِ)) ❶

”اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے ایسے مرد پر لعنت کی جو عورتوں والا لباس پہنتا ہے، اور ایسی عورت پر بھی لعنت کی جو مردوں والا لباس پہنتی ہے۔“

یہ مشابہت خواہ بال کٹوانے میں ہو یا لباس پہننے میں ہو، جیسا کہ مرد عورتوں جیسے بال رکھ لیتے ہیں، اور عورتیں مردوں جیسے بالوں کی کٹنگ کروا لیتی ہیں۔ جبکہ عورتوں کے لیے بال کٹوانا شرعاً حرام ہے، لیکن حج کے موقعہ پر اللہ کا حکم خاص ہے، اس کے علاوہ کسی طریقے سے بھی عورت اپنے بالوں کی کٹنگ نہیں کروا سکتی۔ ایک اور حدیث اس فعل کی قباحت کو واضح کرتی ہے:

((لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمُخْتَنِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرِّجَلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ)) ❷

”رسول اللہ ﷺ نے ان مردوں پر جو مختن بننے لگے ہیں، اور ان عورتوں پر جو مرد بننے کی کوشش کرتی ہیں، لعنت فرمائی ہے۔“
(101) عورت کا خوشبو لگا کر باہر نکلنا:

عورتوں کا خوشبو لگا کر گھر سے باہر نکلنا شرعاً حرام ہے، اور جو عورتیں ایسا کام کرتی ہیں، ان کے بارے میں نبی مکرم ﷺ فرماتے ہیں:

❶ سنن ابی داؤد، باب فی لباس النساء، رقم: ۴۰۹۸۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

❷ صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب انصراف المتشبهين بالنساء، رقم: ۵۸۸۶۔

((اَيُّمَ امْرَأَةٍ اسْتَعْطَرَتْ ثُمَّ مَرَّتْ عَلَى الْقَوْمِ لِيَجِدُوا رِيحَهَا فِيْهَا زَانِيَةً.)) ❶

”جو عورت عطر استعمال کرے، پھر لوگوں کے پاس سے گزرے تاکہ وہ اس کی خوشبو کو پالیں تو وہ زانیہ ہے۔“

تو ایسی عورتیں جو خوشبو لگا کر گھر سے باہر سکول و کالج میں جاتے وقت، بازار سے سودا سلف لینے کے لیے جاتے وقت، سفر کرتے وقت یا جب بھی عورت گھر سے باہر نکلے گی اس حالت میں تو وہ عورت زانیہ ہے، اس پر شریعت نے زانیہ کا حکم لگا دیا ہے۔
(102) عورت کا محرم کے بغیر سفر کرنا:

عورت کا اپنے محرم کے بغیر سفر کرنا شرعاً ممنوع و حرام ہے۔ جیسا کہ نبی مکرم ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
((لَا يَحِلُّ لِمَرْأَةٍ تَزُوْمُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تَسَافِرُ مَسِيْرَةَ يَوْمٍ اِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ)) ❷

”کسی بھی ایسی عورت کے لیے جو کہ اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہے، اس کے لیے ایک دن اور ایک رات جتنی مسافت کا سفر کرنا حلال (جائز) نہیں ہے، مگر یہ کہ اس کے ساتھ اس کا محرم ہو۔“

اسی طرح ایک اور حدیث مبارکہ میں اس کی وضاحت نبی ﷺ کی زبان اقدس سے یوں ہوئی ہے:

”کسی بھی ایسی عورت کے لیے جو کہ اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہے اس کے لیے تین دن یا اس سے زائد سفر حلال (جائز) نہیں ہے مگر یہ کہ

❶ مسند احمد: ۴/۱۶۴، رقم: ۱۷۹۱۱۔ شیخ شعیب نے اسے ”جید لا شاؤ“ کہا ہے۔

❷ صحیح مسلم، کتاب الحج، باب سفر المرأة مع محرم، رقم: ۳۲۶۸۔

اس کے ساتھ اسکا والد ہو، یا اس کا بیٹا، یا اسکا خاوند ہو یا اس کا بھائی ہو، یا کوئی بھی محرم ہو۔“ ❶

مذکورہ بالا ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ عورت اپنے محرم کے بغیر کہیں بھی سفر نہیں کر سکتی۔ اور مزید یہ کہ جس مرد سے اسکا نکاح شرعاً جائز نہیں ہے، وہ اس کا محرم ہے، شریعت کے ایسے باعزت اور سنہری اصول ہیں کہ اگر ہم ان پر عمل کریں تو بہت سے فتنوں اور فساد سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔

(103) مرد و عورت کا مصنوعی بال لگوانا:

مرد و عورت کا مصنوعی بال لگوانا شرعاً ممنوع ہے، چنانچہ سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے مروی:

((جَاءَتْ امْرَأَةً إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ لِي ابْنَةً عُرْيَسًا أَصَابَتْهَا حَصْبَةٌ فَتَمَرَّقَ شَعْرُهَا أَفَأَصِلُّهُ؟ فَقَالَ: لَعَنَ اللَّهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ)) ❷

ایک عورت نبی ﷺ کے پاس آئی، اور عرض کرنے لگی کہ میری بیٹی کی شادی ہے، اور بیماری کی وجہ سے اس کے بال جھڑ گئے ہیں، کیا اس کو مصنوعی بال لگا دوں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے (مصنوعی بال) لگانے والی اور لگوانے والی پر لعنت کی ہے۔“

(104) بغیر عذر کے خاوند کا بستر ترک کرنا:

انسان خطاؤں کا پتلا ہے، بسا اوقات اس سے ایسا فیصلہ ہو جاتا ہے، جس کی وجہ سے میاں بیوی کا اختلاف ہو جاتا ہے۔ یا کوئی ایسی بات ہو جائے جو کہ ناراضگی کا باعث ہو تو

❶ صحیح مسلم، کتاب الحج، رقم: ۲۲۷۰.

❷ صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة، باب تحريم فصل الواصلة المستوصلة، رقم: ۵۵۶۵.

ایسی حالت میں بھی عورت کو اپنے خاوند کے تابع رہنا چاہیے، اور اس کی بات ماننے سے انکار نہیں کرنا چاہیے، اور بالخصوص اگر خاوند عورت کو بستر پر بلائے، اور وہ نہ جائے تو ایسی عورتوں کے بارے میں نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

((إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ فَأَبَتْ فَبَاتَ غَضَبًا عَلَىهَا
لَعَنَتَهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تَضُحَّ)) ❶

”جب شوہر اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے، اور وہ انکار کر دے، اور وہ شوہر رات بھر ناراض رہے تو صبح ہونے تک فرشتے اس عورت پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔“

اپنے خاوند کے بلانے پر اس کے بستر پر نہیں جاتیں، تو ایسی عورتوں پر اللہ کے فرشتے ساری رات لعنتیں برساتے رہتے ہیں، اور جبکہ اس معاملہ میں نبی کریم ﷺ کا فرمان یوں ہے:

((إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ فَلْتَجِبْ وَإِنْ كَانَتْ عَلَى
ظَهْرِ قَتَبٍ)) ❷

”جب شوہر اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے تو وہ فوراً قبول کر لے خواہ وہ بیوی اونٹ پر سوار کیوں نہ ہو۔“

(105) بلا عذر شرعی عورت کا طلاق مانگنا:

طلاق یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس کو شریعت نے ناپسند کیا ہے، کیونکہ اس کی وجہ سے بڑے بڑے فساد پیا ہوتے ہیں۔ خاندان ٹوٹ پھوٹ جاتے ہیں بچے دھتکار دیئے جاتے ہیں، لیکن اس وقت عورت اور مرد دونوں ندامت اور پریشانی کا شکار ہوتے ہیں۔ لیکن اس وقت اس کا کوئی حل نہیں ہوتا۔ انہی وجوہات کی بناء پر نبی کریم ﷺ نے بلا عذر طلاق طلب کرنے والی عورت کے بارے میں فرمایا:

❶ صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب اذا باتت المرأة مهاجرة فراش زوجها، رقم: ۵۱۹۳.

❷ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۵۲۳.

((عَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَرْفُوعاً: أَيُّمَا امْرَأَةٍ سَأَلَتْ زَوْجَهَا الطَّلَاقَ مِنْ غَيْرِ مَا بَأْسٍ فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَأْيُهُ الْجَنَّةِ)) ❶

”سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو عورت اپنے شوہر سے بلاوجہ طلاق طلب کرے اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔“

نبی کائنات ﷺ کی ایک اور حدیث پیش خدمت ہے:

((عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَرْفُوعاً: إِنَّ الْمُخْتَلِفَاتِ وَالْمُتَنَزِّعَاتِ هُنَّ الْمَنَافِقَاتِ)) ❷

”سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاوجہ خلع اور طلاق کا مطالبہ کرنے والی اور جھگڑالو عورتیں منافق ہیں۔“

مذکورہ بالا دونوں حدیثوں سے واضح ہو گیا کہ اگر عورت بلاوجہ طلاق مانگے تو ایسی عورتوں پر جنت تو دور کی بات ہے جنت کی خوشبو بھی حرام ہے، اور ایسی جھگڑالو عورتوں کو منافق کہا گیا ہے، ہاں! اگر خاوند میں کوئی شرعی عذر ہو، مثلاً بے نماز ہو یا نشہ آور اشیاء کے استعمال کا عادی ہو یا بیوی کو کسی حرام کام پر مجبور کرے، اور اس پر مار کٹائی کرتا ہو، یا اس کے شرعی حقوق کی ادائیگی سے قاصر ہو، اور اس سلسلہ میں اصلاح کی کوشش کامیاب ہوتی دکھائی نہ دے تو ایسی صورت میں عورت اپنے خاوند سے خلع طلب کر سکتی ہے تاکہ اس کی ذات اور دین محفوظ رہیں۔

(106) غیر محرم عورت سے مصافحہ کرنا (ہاتھ ملانا)

غیر محرم عورت سے مصافحہ کرنا یہ شرعی طور پر ناجائز اور حرام ہے، خواہ وہ غیر محرم عورت رشتے دار ہو یا غیر رشتے دار۔ اپنے ملک اور علاقے سے تعلق رکھنے والی ہو یا کسی غیر ملک یا کسی غیر علاقے سے تعلق رکھنے والی ہو، نوجوان ہو یا بوڑھی ہر حال میں غیر محرم عورت سے ہاتھ ملانا

❶ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۲۷۰۶

❷ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۱۹۳۸

درست نہیں، جیسا کہ نبی کائنات ﷺ اس بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

((لَا يَطْعَنُ فِي رَأْسِ أَحَدِكُمْ بِمَنْخَبٍ مِنْ حَدِيدٍ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمُسَّ امْرَأَةً لَا تَحِلُّ لَهُ.)) ❶

”تم میں سے کسی کے سر میں لوہے کی میخ ٹھوک دی جائے تو یہ چیز اس سے بہتر ہے کہ کسی ایسی عورت کو چھوئے جو اس کے لیے حلال نہیں ہے۔ (ناعمر عورت کو چھوئے)“

اور مزید آپ ﷺ کا فرمان اس مسئلہ کو اجاگر کر رہا ہے:

((إِنِّي لَا أَصَافِحُ النِّسَاءَ)) ❷

”بے شک میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔“

((إِنِّي لَا أَمْسُ أَيْدِي النِّسَاءِ)) ❸

”میں بیعت لیتے ہوئے عورتوں کے ہاتھوں کو نہیں چھوتا۔“

اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مزید اس بات کو درج ذیل حدیث سے واضح فرما رہی ہیں:

((عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: وَلَا وَاللَّهِ مَا مَسَّتْ يَدُ رَسُولِ

اللَّهِ يَدَ امْرَأَةٍ قَطُّ غَيْرَ أَنَّهُ يُبَايِعُهُنَّ بِالْكَلَامِ)) ❹

”سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں (بیعت لیتے ہوئے) رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ

مبارک کسی بھی عورت سے نہیں چھوا، آپ ﷺ تو بس کلام کے ذریعہ بیعت

لیا کرتے تھے۔“

❶ صحیح الجامع الصغير، رقم: ۵۰۴۵.

❷ صحیح الجامع الصغير، رقم: ۲۵۱۵.

❸ معجم كبير للطبرانی: ۲۳۲/۲۴- معجم اوسط، رقم: ۶۲۲۷- مجمع الزوائد: ۳۲/۶، رقم:

۹۸۷۰- سلسلة الصحيحة، رقم: ۵۲۹.

❹ صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب كيفية بيعة النساء، رقم: ۴۸۳۴.

(107) غیر محرم عورت کو دیکھنا:

غیر محرم عورت کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھنا حرام و ممنوع ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَلِكَ أَزْكَى لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ﴾ (النور: ۳۰)

”مسلمان مردوں سے کہو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہی ان کے لیے پاکیزگی ہے، لوگ جو کچھ کریں یقیناً اللہ تعالیٰ سب سے خبردار ہے۔“

رسول مکرم ﷺ کا فرمان ہے:

((فَرِّزْنَا الْعَيْنِ النَّظْرُ.)) ❶

”یعنی اجنبی عورتوں کو دیکھنا آنکھوں کا زنا ہے۔“

لہذا غیر محرم عورتوں کو قصد اَدِکھنا یا نگاہ شہوت سے دیکھنا گناہ کا باعث ہے، اور اسی طرح نبی کائنات ﷺ کی ایک حدیث اس طرح ہے:

((يَا عَلِيُّ لَا تُتْبِعُ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَإِنَّ لَكَ الْأُولَى وَلَيْسَتْ لَكَ

الْآخِرَةُ)) ❷

”اے علی! تو نظر کے پیچھے نظر مت لگا یعنی کہ لگا تا دیکھے جانا پس تیرے لیے

پہلی (نظر) جائز ہے، اور دوسری (نظر) تیرے لیے جائز نہیں ہے۔“

یعنی کہ پہلی دفعہ اگر اچانک کسی عورت پر نظر پڑ گئی ہے تو اس کا تو کوئی گناہ نہیں لیکن اگر اس کے باوجود آدمی دیکھتا رہے تو پھر اس کے دیکھنے پر گناہ ہوگا، اب یہ دیکھنا شہوتا ہو تب بھی اور اگر قصد اَدِکھنا ہو تو وہ بالائی گناہ میں شامل ہے۔ اس لیے مومن مردوں کے لیے اور

❶ صحیح البخاری، کتاب الاستئذان، رقم: ۶۲۴۲۔

❷ سنن ترمذی، باب ما جاء فی نظرة المفاجأة، رقم: ۲۷۷۷۔ علامہ الہانی رحمہ اللہ نے اسے ”حسن“ کہا

مومن عورتوں کے لیے بھی یہی حکم ہے کہ وہ اپنی نظروں کو جھکا کر رکھیں۔
(108) دورانِ حیض عورت سے جماع کرنا:

دورانِ حیض عورت سے جماع کرنا جائز نہیں ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:
﴿وَيَسْتَأْذِنُكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَأَعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ
وَلَا تَقْرُبُوهُنَّ حَتَّى يَطْهُرْنَ﴾ (البقرہ: ۲۲۲)

”لوگ آپ سے حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں، کہہ دیجیے کہ وہ گندگی ہے، حالتِ حیض میں عورتوں سے الگ رہو اور جب تک کہ وہ پاک نہ ہو جائیں ان کے قریب نہ جاؤ۔“

معلوم ہوا کہ شوہر کے لیے جائز نہیں ہے وہ اپنی بیوی سے اس وقت تک جماع کرے جب تک کہ وہ حیض سے پاک ہو کر غسل نہ کر لے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقدس کلام میں فرمایا ہے:

﴿فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ﴾ (البقرہ: ۲۲۲)
” (ہاں) جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ جہاں سے تمہیں اللہ نے اجازت دی ہے۔“

اس فصل کی قباحت اور شاعت کا ثبوت نبی ﷺ کا یہ فرمان ہے:
((مَنْ أَتَى حَائِضًا أَوْ امْرَأَةً فِي دُبُرِهَا أَوْ كَاهِنًا فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ
كِيْ مُحَمَّدٍ)) ①

”جو شخص حائضہ عورت سے جماع کرے یا بیوی کی دیر میں جماع کرے، یا کسی کاہن کے پاس جائے تو اس نے محمد ﷺ پر نازل کردہ شریعت کا انکار

① سنن ترمذی، کتاب الطہارۃ، باب ما جاء فی کراہیۃ اتیان الخائض، رقم: ۱۳۵۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

کر دیا۔“

لہذا مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوا کہ حالت حیض میں عورت سے جماع نہیں کرنا چاہیے۔

(109) عورت کی غیر فطری جگہ میں جماع کرنا:

یہ ایک کبیرہ گناہ ہے اور اس فعل کا مرتکب وہی آدمی ہوتا ہے جس کا ایمان کمزور ہوتا ہے۔ اور یہ ایک گھنیا، فطرت سے ہٹ کر اور بد نما فعل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسے شخص پر لعنت فرمائی ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَلْعُونٌ مِّنْ أَتَىٰ امْرَأَتَهُ فِي دُبُرِهَا.)) ❶

”جو شخص اپنی بیوی کی دبر میں جماع کرتا ہے وہ ملعون ہے۔“

لہذا معلوم ہوا کہ عورت کی غیر فطری جگہ یعنی دبر میں جماع کرنا ایک کبیرہ گناہ ہے، اور اس کا مرتکب ملعون ہے۔

(110) عدل و انصاف برقرار نہ رکھنا:

اللہ کے ادا میں سے ایک امر یہ بھی ہے کہ بیویوں کے درمیان عدل و انصاف قائم رکھا جائے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا أَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمِيلِ فَتَكُونُوا كَالْمُعَلَّقَةِ وَإِنْ تُصْلِحُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ١٢٩﴾ (النساء : ۱۲۹)

”تم سے یہ تو کبھی نہ ہو سکے گا کہ اپنی تمام بیویوں میں ہر طرح عدل کرو، گو تم اس کی کتنی ہی خواہش و کوشش کرو، اس لیے بالکل ہی ایک طرف مائل ہو کر دوسری کو ادھر ادھر لٹکی ہوئی نہ چھوڑو، اور اگر تم اصلاح کرو اور تقویٰ اختیار کر لو

تو بے شک اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت و رحمت والا ہے۔“

اسی کی وضاحت میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کچھ یوں ہے:

((مَنْ كَانَتْ لَهُ اِمْرَاتَانِ فَمَالَ اِلَى اِحْدَاهُمَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

مَائِلًا)) •

”جس شخص کی دو بیویاں ہوں، اور وہ ان دونوں میں سے ایک کی طرف زیادہ

جھکاؤ اختیار کرے تو وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کا ایک پہلو

جھکا ہوا (ٹیزھا) ہوگا۔“

عدل سے مراد یہ ہے کہ ہر بیوی کے پاس رات بسر کرے، کھانے پینے، پہننے اور دیگر نفقات میں عدل روا رکھے۔ قلبی محبت میں عدل مطلوب نہیں ہے، کیونکہ یہ وہ معاملہ ہے کہ جو کسی بندے کے اختیار میں نہیں ہے، لیکن جو لوگ ایک سے زائد شادیاں کر کے ایک ہی بیوی کے ہو کر رہیں، اسی کے ناز و نخرے اٹھائیں، اور اسی کے پاس زیادہ شب باشی کریں، اور باقی بیویوں کو چھوڑ دیں، تو ایسا کرنا قطعی طور پر حرام ہے، اور ایسے شخص کی روزِ قیامت جو حالت ہوگی اسے مذکورہ بالا حدیث میں بیان کر دیا گیا ہے۔ لہذا عدل و انصاف کا لحاظ اس معاملے میں بہت ضروری ہے۔

(111) پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا:

پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا انتہائی سخت گناہ ہے، اور ایسے گناہ کا مرتکب لعنت الہیہ اور دردناک عذاب کا مستحق ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَزْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ الْغُفْلَتِ الْمُؤْمِنَاتِ لَعُنُوْا فِي الدُّنْيَا وَ

الْآخِرَةِ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿٢٣﴾﴾ (النور: ٢٣)

• سنن ابی داؤد، کتاب فی القسم من النساء، رقم: ۲۱۳۳۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

”جو لوگ پاک دامن، بے خبر، ایمان دار عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں تو دنیا اور آخرت میں ان پر اللہ کی لعنت ہے۔ اور ان کو بہت بڑا عذاب دیا جائے گا۔“

اسی طرح نبی کریم ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے:

((اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا هُنَّ؟ قَالَ الشِّرْكَ بِاللَّهِ، وَالسُّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ، وَأَكْلُ الرِّبْوِ وَالتَّوَلَّى يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ)) ❶

”سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے پرہیز کرو، عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! وہ کون سی ہیں؟ فرمایا: شرک کرنا، جادو کرنا، جس کا قتل کرنا جائز نہ ہو اس کو ناحق مار ڈالنا، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، جہاد کے دن پیٹھ پھیرنا، پاک دامن بھولی بھالی ایمان والی عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا۔“



دوسرا حصہ

باب نمبر 1

توبہ کا معنی و مفہوم

1..... توبہ کا لغوی معنی

توبہ لغت عرب میں ”تَوْبٌ“ مادہ سے ماخوذ ہے، یہ کلمہ مجرد ہونے کی صورت میں رجوع اور پلٹنے کا معنی دیتا ہے۔ عرب لوگ اپنے گناہوں سے توبہ کرنے والے شخص کے متعلق ”تَابَ وَآتَابَ“ کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔

2..... قرآن مجید سے توبہ کے مختلف معانی

1- توبہ بمعنی (ندامت)

﴿فَتَوْبُوا إِلَىٰ بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ﴾ (البقرة: ۵۴)

”پس تم اپنے پیدا کرنے والے کے سامنے شرمندہ ہو جاؤ، اپنے نفسوں کو آپس میں قتل کرو۔“

﴿وَتَوْبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا آيَةً الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ (۲۱)

(النور: ۳۱)

”اور تم سب اللہ کی جناب میں توبہ کرو، اے مومنو! تاکہ تم نجات پا جاؤ۔“

2- توبہ بمعنی (توجہ کرنا):

﴿لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ﴾ (التوبة: ۱۱۷)

”اللہ نے پیغمبر کے حال پر توجہ فرمائی، اور مہاجرین اور انصار کے حال پر بھی۔“

3- توبہ بمعنی (رجوع کرنا):

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی زبان پر فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿سُبْحَانَكَ تُبْتُ إِلَيْكَ﴾ (الاعراف: ١٤٣)

”(اے اللہ!) تو پاک ہے، میں تیری جناب میں (تیرے دیدار کے سوال سے) رجوع کرتا ہوں۔“

3..... شریعت میں توبہ سے مراد:

گناہ کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے خوف سے ترک کر دینا، اسے قبیح جاننا اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر پشیمان ہونا، اور ساتھ اس بات کا عزم مصمم کرنا کہ حتی الوسع آئندہ ایسا عمل دوبارہ نہیں کروں گا، اور جن اعمال کا تدارک ممکن ہو، ان کا تدارک کرنا، یہ سب امور توبہ کے مفہوم میں شامل ہیں۔

توبہ: دلی طور پر گناہ کو ترک کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف پلٹنے، اور اس کے حقوق کو صحیح طور پر ادا کرنے کو کہتے ہیں۔

یعنی احسن انداز سے گناہ کو ترک کر دینے سے مراد توبہ ہے، اور یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں عذر پیش کرنے کی بہترین شکل ہے۔



باب نمبر 2

توبہ کی فضیلت

اللہ تعالیٰ نے تمام مومنوں کو اللہ کے حضور صدق دل سے توبہ کرنے کی نصیحت کی ہے، یعنی وہ ان تمام اعمال سے تائب ہو جائیں جن سے اللہ ناراض ہوتا ہے۔ اور ان تمام اچھے اعمال کو اپنائیں، جنہیں اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ (النور: ۳۱)

”اے مومنو! تم سب اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرو، تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔“

اور توبہ قبول کرنے کا وعدہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ﴾ (الشوری: ۲۵)

”اور وہی ذات ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔“

اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا اعْتَرَفَ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ)) •

”یقیناً جب بندہ اپنے گناہ کا اعتراف کر لیتا ہے پھر توبہ کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ

اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔“

اور اللہ نے اپنی غفور و مغفرت کا دروازہ کھول رکھا ہے، اور لوگوں کو حکم دیا کہ وہ گناہوں کی معافی، پردہ پوشی اور اپنی توبہ کی قبولیت کے طلب گار بنتے ہوئے اس کے کرم و جود کی بارشوں کی طرف پلٹیں، نہ کوئی انہیں اللہ کی رحمت سے دور کرنے والا دور کر سکتا ہے، اور نہ ہی ان کے اور اللہ کے درمیان کوئی دروازہ بند کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قُلْ لِيَعْبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ سَجْعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ٥٣﴾

(الزمر: ۵۳)

”آپ کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت سے نا اُمید نہ ہو جاؤ، یقیناً اللہ سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے، واقعی وہ بڑی بخشش، بڑی رحمت والا ہے۔“

امام شوکانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ ”یہ آیت قرآن کریم کی سب سے زیادہ اُمید بھری آیت ہے۔ اس میں اللہ نے بندوں کی نسبت اپنی طرف کی ہے۔ اور پھر انہیں گناہوں کے ارتکاب میں حد سے متجاوز ہونے کی صورت میں اپنی رحمت سے نا اُمید ہونے سے منع فرمایا ہے، اور یہ کہہ کر مزید کرم فرمایا کہ وہ تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔“ (فتح القدیر: ۵۶۵/۲)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ رقم طراز ہیں: ”اس آیت میں تمام نافرمانوں کو گودہ مشرک و کافر بھی ہوں، توبہ کی دعوت دی گئی ہے، اور بتایا گیا ہے کہ اللہ کی ذات غفور و رحیم ہے۔ وہ ہر تائب کی توبہ قبول کرتا ہے۔ ہر جھکنے والے کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ توبہ کرنے والے کے اگلے گناہ بھی معاف کر دیتا ہے، گودہ کیسے ہی ہوں، کتنے ہی ہوں، کبھی کے ہوں۔“

(تفسیر ابن کثیر: ۴۹۲/۴)

جو توبہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی توبہ قبول کرتا ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاجِسَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَن يَغْفِرِ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ﴾ (آل عمران: ۱۳۵)

”اور جب ان لوگوں سے کوئی ناشائستہ کام ہو جائے یا کوئی گناہ کر بیٹھیں تو فوراً اللہ کا ذکر اور اپنے گناہوں کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ فی الواقع اللہ کے سوا اور کون گناہوں کو بخش سکتا ہے؟“

اللہ تعالیٰ نے اپنے متقی اور ہمیشہ اپنے گناہوں سے معافی مانگنے والے بندوں کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

﴿الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا إِنَّنَا أَمَتٌ فَأَغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝﴾ (الطَّيِّبِينَ وَ الصَّادِقِينَ وَ الْغَنِيِّينَ وَ الْمُتَّقِينَ وَ الْمُسْتَغْفِرِينَ بِالْإِسْحَارِ ۝) (ال عمران: ۱۶، ۱۷)

”جو لوگ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہم ایمان لا چکے، اس لیے ہمارے گناہ معاف فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا، وہ صبر کرنے والے، سچ بولنے والے، فرماں برداری کرنے والے، اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے اور پچھلی رات کو بخشش مانگنے والے ہیں۔“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَوْ لَمْ تُذْنِبُوا لَذَهَبَ اللَّهُ بِكُمْ وَلَجَاءَ بِقَوْمٍ يُذْنِبُونَ فَيَسْتَغْفِرُونَ اللَّهَ فَيَغْفِرُ لَهُمْ.)) •

”اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر تم گناہ نہ کرتے تو اللہ تمہیں اٹھالیتا، اور تمہاری بجائے گناہ کرنے والی قوم کو لاتا۔ وہ اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتے تو رب کریم انہیں معاف کر دیتا۔“

تابع (توبہ کرنے والا) اللہ کا محبوب بن جاتا ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ۝﴾ (البقرة: ۲۲۲)

”یقیناً اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاکیزگی اختیار کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔“

اپنے گناہوں کی معافی مانگنے والا، اور توبہ کرنے والا، اللہ تعالیٰ کی مہربانی کے لائق، اور اس کی رحمت کا اہل ہوتا ہے، تابع کے ہال میں برکت ڈال دی جاتی ہے، مشکلات و

پریشانیاں دور ہو جاتی ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا ۝ وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَيَبْنِيَنَّ وَيَجْعَلْ لَكُمْ جُنُودًا وَيَجْعَلْ لَكُمْ أَنْهَارًا ۝﴾

(نوح: ۱۰-۱۲)

”تم سب اپنے رب سے مغفرت طلب کرو، وہ بے شک بڑا مغفرت کرنے والا ہے، وہ آسمان سے تمہارے لیے موسلا دھار بارش بھیجے گا، اور تمہیں مال و دولت اور لڑکوں سے نوازے گا، اور تمہارے لیے باغات پیدا کرے گا، اور تمہارے لیے نہریں نکالے گا۔“



باب نمبر 3

سچی توبہ کے وجوب کا بیان

بے شک تمام امت مسلمہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ سچی توبہ ہر مسلمان پر فرض ہے۔
اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتُّوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا﴾ (التحریم: ۸)

”اے ایمان والو! اللہ کے حضور صدق دل سے توبہ کرو۔“

”توبہ نصوح“ کا مطلب یہ ہے کہ جب آدمی ایک گناہ کی معافی مانگ لے تو پھر دوبار

اس گناہ کی طرف نہ لوٹے۔ اور توبہ نہ کرنے والوں کی مذمت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَنْ لَّهٗ يَتُوبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾ (الاحقرات: ۱۱)

”اور توبہ نہ کرنے والے ہی ظالم لوگ ہیں۔“

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَا أَيُّهَا النَّاسُ تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ فَإِنِّي أَتُوبُ إِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ مِائَةً مَرَّةً)) ❶

”اے لوگو! اللہ سے توبہ کرو، پس بے شک میں ایک دن میں (کم از کم)

سو (۱۰۰) مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔“

علامہ قرطبی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے:

((وَاتَّفَقَتِ الْأُمَّةُ عَلَى أَنَّ التَّوْبَةَ فَرَضٌ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ)) ❷

”امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ بے شک توبہ مومنوں پر فرض ہے۔“

❶ صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب استیجاب الاستغفار والاکثار منه، رقم: ۱۸۵۹

❷ الجامع لاحکام القرآن، للقرطبی: ۹۰/۵

اور ابن قدامہ المقدسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((الْإِجْمَاعُ مُنْعَقِدٌ عَلَى وَجُوبِ التَّوْبَةِ لِأَنَّ الدُّنُوبَ مُهْلِكَاتٌ مُبْعِدَاتٌ عَنِ اللَّهِ تَعَالَى فَيَجِبُ الْهَرُوبُ مِنْهَا عَلَى الْقَوْرِ.))^①
 ”توبہ کے واجب ہونے پر اجماع منعقد ہوا ہے کیونکہ گناہ (انسان کو) اللہ سے دور کرنے اور ہلاک کرنے والے ہیں۔ پس فوری طور پر (گناہ سے) دور ہونا واجب ہے۔“

اور امام نووی رحمہ اللہ اپنی کتاب ”ریاض الصالحین“ میں رقم طراز ہیں:

((قَالَ الْعُلَمَاءُ: التَّوْبَةُ وَاجِبَةٌ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ.))

”علماء کا کہنا ہے کہ توبہ ہر گناہ سے واجب ہے۔“

کیوں کہ انسان غلطی کا پتلا ہے، ہر انسان غلطی کر سکتا ہے، نبی ﷺ نے فرمایا:

((كُلُّ ابْنِ آدَمَ خَطَّاءٌ وَخَيْرُ الْخَطَّائِينَ التَّوَّابُونَ.))^②

”تمام بنی آدم خطا کار ہیں، اور خطا کاروں میں سے بہتر وہ ہیں جو توبہ کر لیں۔“



① مختصر منهاج القاصدين، ص: ۲۰۱۔

② صحيح سنن ترمذی، ابواب صفة القيامة، باب استعظام المؤمن ذنوبه، رقم: ۲۴۹۹۔ سنن ابن ماجه،

كتاب الزهد، باب ذكر التوبة، رقم: ۴۲۵۱۔ مصنف ابن ابی شيبه: ۱۸۷/۱۳۔ مسند أحمد: ۱۹۸/۳۔

مسند أبی یعلیٰ، رقم: ۲۹۲۲۔ صحيح الجامع الصغير، رقم: ۴۵۱۵۔

باب نمبر 4

گناہوں سے بچاؤ کی تدابیر

گناہوں کو حقیر سمجھنا اور ان کے ارتکاب میں تساہل برتنا ہلاکت کا سبب ہے۔ لہذا

گناہوں سے بچاؤ کے لیے چند تدابیر پیش خدمت ہیں:

1۔ چھوٹے چھوٹے گناہوں سے بھی بچنا:

اس لیے کہ جب تمہارے چھوٹے گناہ جمع ہو جائیں، اور تم ان سے توبہ نہ کرلو، تو یقیناً

وہ تمہیں ہلاک کر دیں گے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

((إِيَّاكُمْ وَمُحَقَّرَاتِ الدُّنُوبِ، فَإِنَّمَا مَثَلُ مُحَقَّرَاتِ الدُّنُوبِ كَقَوْمٍ نَزَلُوا فِي بَطْنٍ وَادٍ، فَجَاءَ ذَا يَبْعُودٍ، وَجَاءَ ذَا يَبْعُودٍ، حَتَّى حَمَلُوا مَا أَنْصَجُوا خُبَزَتَهُمْ، وَإِنَّ مُحَقَّرَاتِ الدُّنُوبِ مَتَى يُوْخَذُ بِهَا صَاحِبُهَا يُهْلِكُهُ.)) ❶

”گناہوں کو حقیر سمجھنے سے بچو! پس گناہوں کو حقیر سمجھنے کی مثال اس طرح ہے کہ

ایک قوم ایک وادی میں اُتری، تو ان میں سے ایک آدمی لکڑیاں لایا، پھر دوسرا بھی

لایا حتیٰ کہ انہوں نے اپنی روٹیاں پکانے کے لیے لکڑیاں جمع کر لیں (اور ایسے ہی

جیسے انہوں نے ایک ایک کر کے لکڑیاں اکٹھی کر لیں تھیں) بے شک چھوٹے گناہ

کے مرتکب کا مواخذہ کیا جاتا ہے، تو وہ گناہ اس کو ہلاک کر دیتے ہیں۔“

مزید آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِيَّاكُمْ وَمُحَقَّرَاتِ الدُّنُوبِ، فَإِنَّهُنَّ يَجْتَمِعْنَ عَلَى الرَّجُلِ حَتَّى يُهْلِكَنَّهُ، وَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ضَرَبَ لَهُنَّ مَثَلًا كَمَثَلِ

قَوْمٌ نَزَلُوا أَرْضَ فَلَاةٍ فَحَضَرَ صَنِيعَ الْقَوْمِ، فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَنْطَلِقُ
فَيَجِيءُ بِالْعُودِ، وَالرَّجُلُ يَجِيءُ بِالْعُودِ، حَتَّى جَمَعُوا سَوَادًا
وَأَجْبَجُوا نَارًا وَأَنْضَجُوا مَا قَذَفُوا فِيهَا.)) •

”گناہوں کو چھوٹا سمجھنے سے بچو، پس بے شک وہ آدمی پر اکٹھے ہوتے رہتے
ہیں یہاں تک کہ اس کو ہلاک کر دیتے ہیں۔ اس آدمی کی طرح جو بیاباں زمین
میں تھا پس وہ قوم کے طریقے (رواج) کو حاضر ہوا، پس ایک آدمی لکڑی لے
کر آنے لگا اسی طرح دوسرا آدمی لکڑی لے کر آنے لگا، یہاں تک کہ انہوں
نے ایک ڈھیر اکٹھا کر لیا، اور اس کو آگ لگائی (جس سے) وہ سب
(لکڑیاں) راکھ ہو گئیں۔“

لہذا برائی کی طرف نہ دیکھیں (کہ وہ چھوٹی ہے یا بڑی) بلکہ اس ذات کی عظمت و
جلال کو مد نظر رکھنا چاہیے جس کی (اطاعت کی بجائے) نافرمانی کی جاتی ہے۔
2- صغیرہ گناہوں کو بھی کبیرہ سمجھنا:

چند لوگ بعض گناہوں کو صغیرہ گناہ سمجھتے ہیں، حالانکہ وہ بڑے گناہ ہوتے ہیں، اس
بارے میں سیدنا ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں:
((إِنَّكُمْ لَتَعْمَلُونَ أَعْمَالًا هِيَ أَدْقُ فِي أَعْيُنِكُمْ مِنَ الشَّعْرِ، كُنَّا
نَعُدُّهَا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ مِنَ الْمُؤْنِقَاتِ (أَيِ الْمُهِلِكَاتِ)) •
”بے شک تم جو (برے) اعمال کرتے ہو، تمہاری نظروں میں وہ بال سے بھی
زیادہ باریک ہیں (لیکن یہی گناہ) ہم نبی ﷺ کے زمانے میں ہلاک کرنے
والے گناہوں میں شمار کرتے تھے۔“

① مسند احمد: ۴۰۳/۱۔ مسند حمیدی رقم: ۹۸۔ طبرانی کبیر رقم: ۱۰۵۰۰۔ صحیح الحامع
الصغیر، رقم: ۲۶۸۷۔

② صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب ما یضی من محقرات الذنوب، رقم: ۶۴۹۲۔ مسند احمد: ۳/۳۔

پس آپ گناہ کو حقیر جاننے سے احتراز کریں اگرچہ لوگ اس کو چھوٹا جانتے رہیں۔
3۔ گناہوں کو ظاہر کرنے اور لوگوں کو بتانے سے بچنا:

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((كُلُّ أُمَّتٍ مُّعَافٍ إِلَّا الْمُجَاهِرِينَ، وَإِنَّ مِنَ الْمُجَاهِرَةِ أَنْ يَغْمَلَ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ عَمَلًا، ثُمَّ يُصْبِحُ وَقَدْ سَتَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ فَيَقُولُ: يَا قُلَانُ عَمِلْتُ الْبَارِحَةَ كَذَا وَكَذَا، وَقَدْ بَاتَ يَسْتَرُهُ رَبُّهُ وَيُصْبِحُ يَكْشِفُ سِتْرَ اللَّهِ عَنْهُ.)) ❶

”سوائے (گناہ کو) ظاہر کرنے والے کے میری ساری امت کے لیے معافی ہے، اور بے شک (گناہوں کو) ظاہر کرنے والوں میں (وہ شخص بھی ہے) جو رات کو کوئی عمل کرتا ہے، پھر وہ اس حال میں صبح کرتا ہے کہ اللہ نے اس پر پردہ ڈالا ہوتا ہے، پس وہ (کسی بندے سے) کہتا ہے: اے فلاں! میں نے رات کو یہ یہ کام کیا ہے، حالانکہ پوری رات اس کے رب نے اس پر پردہ ڈالا تھا (پھر بھی) وہ صبح کرتے ہی (بذاتِ خود) اس کو ظاہر کرتا ہے جس پر اللہ نے پردہ ڈالا تھا۔“

گناہوں کو ظاہر کرنے والا گویا اپنے گناہ کو ظاہر کر کے لوگوں کے درمیان فحاشی پھیلانے میں مدد دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

((إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ❷))

(النور: ۱۹)

❶ صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب ستر المؤمن علی نفسه، رقم: ۶۰۶۹۔ صحیح مسلم، کتاب الرقاق، باب النهی عن هتك الانسان ستر نفسه، رقم: ۷۴۸۵۔

”بے شک جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان والوں میں فحاشی رواج پائے ان کے لیے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم کچھ بھی نہیں جانتے۔“

اس بات کا یہ مطلب نہیں کہ انسان جب لوگوں کی نظروں سے دور ہو یا وہ گناہ کر کے لوگوں پر ظاہر کرنے والا نہ ہو (تو گناہ کرنا) جائز ہے۔ یا وہ یہ کہے کہ ایسے گناہ کا ارتکاب کرنے میں کوئی حرج نہیں، بلکہ سابقہ حدیث کا معنی ہے کہ اگر انسان سے جان بوجھ کر یا غلطی سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو پھر لوگوں کو اپنے گناہ بتانا نہ پھرے، بلکہ گناہ کو اپنے نفس میں چھپائے رکھے، اور لوگوں کے سامنے اس کو ظاہر نہ کرے، اور جب وہ علیحدہ (اکیلا) ہو تو بھی گناہ کرنے سے بچے۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((لَا غَلَمَنَّ أَقْوَامًا مِنْ أُمَّتِي يَأْتُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِحَسَنَاتٍ أَمْثَالِ جَبَالِ تِهَامَةَ بِيضًا، فَيَجْعَلُهَا اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ هَبَاءً مَنْثُورًا، أَمَا إِنَّهُمْ إِخْوَانُكُمْ وَمِنْ جِلْدَتِكُمْ، وَيَأْخُذُونَ مِنَ اللَّيْلِ كَمَا تَأْخُذُونَ، وَلَكِنَّهُمْ قَوْمٌ إِذَا خَلَوْا بِمَحَارِمِ اللَّهِ انْتَهَكُوهَا.)) •

”میں اپنی امت میں ایسی قوموں کو جانتا ہوں جو قیامت کے دن تہامہ کے پہاڑوں جیسی نیکیاں لے کر آئیں گے، لیکن اللہ انہیں اڑتا ہوا گرد و غبار بنا دے گا۔ یاد رکھو! وہ تمہارے ہی بھائی تمہارے قبیلے سے ہی ہوں گے، جیسے تم رات کو اللہ کی عبادت کرتے ہو وہ بھی کریں گے، لیکن وہ اللہ کی حرام کردہ چیزوں کی حرمت پا مال کر دیں گے۔“

پس ہمیں اعلانیہ گناہ کرنے سے بچنا چاہیے، اللہ کی قسم! جو ہم چھپاتے ہیں یا ظاہر

کرتے ہیں، سب اللہ جانتا ہے کیونکہ وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنْ تُبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوا يَعْسِبُكُمْ بِهِ اللَّهُ﴾

(البقرہ: ۲۸۴)

”اور تمہارے دل میں جو کچھ ہے، اُسے ظاہر کرو یا چھپاؤ، اللہ اُس پر تمہارا محاسبہ کرے گا۔“

4۔ توبہ کرنے میں تاخیر نہ کرنا:

کیونکہ ہم نہیں جانتے کہ کب ہم پر موت آجائے گی، یقیناً موت خیال سے بھی زیادہ قریب ہے، اور ہمیشہ اچانک ہی آتی ہے (جب موت آتی ہے تو پھر) اللہ اس وقت توبہ قبول نہیں کرتا۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((إِنَّ اللَّهَ يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَا لَمْ يُغْرَ غِرًا)) ❶

”بے شک اللہ تعالیٰ بندوں کی توبہ قبول کرتا رہتا ہے، جب تک کہ اس کے غر غرے کا وقت نہیں آ جاتا۔“

پس ہر گناہ سے توبہ کرنے میں جلدی کرو، اور سستی مت کرو۔

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((مَا مِنْ عَبْدٍ يُذْنِبُ ذَنْبًا فَيُحْسِنُ الطُّهُورَ، ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّيَ

رَكَعَتَيْنِ، ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللَّهَ، إِلَّا غَفَرَ اللَّهُ لَهُ)) ❷

”جو بندہ کوئی گناہ کر لینے کے بعد اچھی طرح وضو کرتا ہے، پھر کھڑے ہو کر دو

❶ مسند احمد: ۱۰۳/۱۳۲/۲۔ سنن الترمذی، ابواب الدعوات، رقم: ۳۵۳۷۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۶۲۸۔

❷ مسند احمد: ۱۰/۱۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۵۷۳۔

رکعت پڑھتا ہے، اور اللہ سے اپنے گناہ کی معافی مانگتا ہے، تو اللہ اسے معاف کر دیتے ہیں۔“

5۔ گناہ پر اصرار نہ کرنا:

اہل ایمان کی صفات بیان کرتے ہوئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرُ اللَّهُ إِلَّاهُ وَلَمْ يُعْذِرُوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ﴾ (ال عمران: ۱۳۵)

”جب ان سے کوئی ناشائستہ کام ہو جائے یا کوئی گناہ کر بیٹھیں، تو فوراً اللہ کا ذکر اور اپنے گناہوں سے استغفار کرتے ہیں۔ فی الواقع اللہ تعالیٰ کے سوا اور کون گناہوں کو بخش سکتا ہے؟ اور وہ لوگ باوجود علم کے کسی بُرے کام پر اذ نہیں جاتے۔“

6۔ دوسرے لوگوں کو دیکھ کر گناہ کا ارتکاب نہ کرنا:

تجربے کی بات ہے کہ اکثر لوگ واجبات چھوڑ دیتے ہیں، اور محرمات سے اجتناب نہیں کرتے۔ پس شیطان ان پر حاوی ہو جاتا ہے، اور ان کے لیے یہ مبینہ کرتا ہے کہ وہ کہیں: یہ واجب نہیں یا یہ حرام نہیں ہے۔ اور اس بات پر وہ بحث و مباحثہ کرتے ہیں۔ اور وہ اس بات کا بھی یقین رکھتے ہیں کہ انہوں نے خود کو اللہ کے ہاں جوابدہ ہونے سے بری کر لیا ہے۔ اور وہ انکار کر کے سزا و عقوبت سے بچ جائیں گے، لیکن اس عمل سے یہ لوگ دین سے دور ہو گئے ہیں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ سینوں میں پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے، پس آپ شیطان کے ان داخلی راستوں سے بچ جائیں کیونکہ ہر شخص نے اپنے اعمال کا حساب دینا ہے۔

7۔ عارضی دنیاوی نعمت سے دھوکا نہ کھانا:

ہم گناہوں پر اصرار کے باوجود دنیاوی نعمتیں حاصل کر کے اس خوش فہمی میں نہ رہیں کہ ہمارا گناہ کے کام کرنا بہتر ہے، کیونکہ برائی میں مبتلا ہونے کے باوجود یہ نعمتیں ہمارے

لیے اللہ کی طرف سے مہلت ہیں۔ اللہ کے نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((إِذَا رَأَيْتَ اللَّهَ يُعْطِي الْعَبْدَ مِنَ الدُّنْيَا عَلَى مَعَاصِيهِ مَا يُحِبُّ فَإِنَّمَا هُوَ اسْتِذْرَاجٌ)) ❶

”جب تو کسی شخص کو گناہوں پر اصرار کرنے کے باوجود اللہ کی طرف سے اس پر کوئی دنیاوی نعمت دیکھے جسے وہ پسند کرتا ہو تو یہ بات یاد رکھنا کہ یہ اللہ کی طرف سے مہلت ہوتی ہے۔“

اور یہ سارا نظام اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ قوانین اور اصولوں کے مطابق ہے جیسا کہ ”مسند احمد“ میں سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((وَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يُعْطِي الدُّنْيَا مَنْ يُحِبُّ وَمَنْ لَا يُحِبُّ وَلَا يُعْطِي الدِّينَ إِلَّا مَنْ أَحَبَّ)) ❷

”یقیناً اللہ تعالیٰ دنیا اپنے پسندیدہ و ناپسندیدہ لوگوں کو عطا کرتا ہے، لیکن دین صرف اپنے محبوب بندوں کو ہی عطا کرتا ہے۔“

8۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَنْ يَقْطَعْ مِنْ رَحْمَةِ رَبِّهِ إِلَّا الضَّالُّونَ﴾ (الحجر: ۵۶)

”اور اپنے رب کی رحمت سے صرف گمراہ لوگ ہی مایوس ہوتے ہیں۔“

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ

إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ﴾ (الزمر: ۵۳)

❶ مسند احمد: ۱۴۵/۴۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۵۶۱۔

❷ مسند احمد: ۳۸۷/۱۔ دار قطنی فی العلل: ۲۷۱/۵۔ شعیب ارنؤڈ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ”موقوف صحیح“ ہے۔

”(میری جانب سے) کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت سے نا اُمید نہ ہو جاؤ۔ بالیقین اللہ تعالیٰ سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے، واقعی وہ بڑی بخشش، بڑی رحمت والا ہے۔“

9۔ دینی کاموں میں سستی نہ کرنا:

کیونکہ انسان جب نیک کام سرانجام دیتا ہے تو بُرے کاموں سے اجتناب کے زیادہ مواقع ہوتے ہیں، اور توبہ درجوع بھی ممکن ہوتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دینی امور میں سستی کرنے سے ڈراتے ہوئے فرمایا:

﴿وَإِيذُوا إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَأَسْلِمُوا لَهُ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُأْتِيَكُمْ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ﴾ (الزمر: ۵۴)

”تم (سب) اپنے پروردگار کی طرف جھک پڑو، اور اس کی حکم برداری کیے جاؤ، اس سے قبل کہ تمہارے پاس عذاب آ جائے، اور پھر تمہاری مدد نہ کی جائے گی۔“



توبہ کی شروط

علماء اُمت نے قرآنی آیات اور احادیث صحیحہ سے توبہ کی چند شرائط استنباط کی ہیں، کیونکہ توبہ کوئی ایسا کلمہ نہیں جو محض زبان سے ادا کر دیا جائے، لازمی ہے کہ توبہ ان درج ذیل شرائط کے ساتھ کی جائے، جو تائب کے صدق پر دلالت کریں۔ اور وہ شرائط یہ ہیں:

1..... گناہ سرزد ہو جانے پر ندامت:

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((اَلْتَّوْبَةُ تَوْبَةٌ)) ❶

”ندامت ہی توبہ ہے۔“

2..... فوراً گناہ سے باز آ جانا۔

جیسا کہ اللہ نے ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُونَ
مِنْ قَرِيبٍ فَأُولَٰئِكَ يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا﴾

(النساء: ١٧)

”اللہ کے نزدیک صرف ان لوگوں کی توبہ قبول ہوتی ہے جو نادانی میں گناہ کر

بیٹھے ہیں، پھر جلد ہی توبہ کر لیتے ہیں، تو اللہ ان کی توبہ قبول کرتا ہے، اور اللہ بڑا

علم والا، بڑی حکمتوں والا ہے۔“

3..... دوبارہ ایسی حرکت نہ کرنے کا عزم کرنا۔

❶ سنن ابن ماجہ، کتاب الزہد، رقم: ۴۲۵۲۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

4..... کسی کی حق تلفی کی ہے تو اس سے معافی طلب کرنے یا اس کے حقوق لوٹانے سے توبہ قبول ہوگی۔

مثال کے طور پر کسی نے کوئی چیز چوری کی تو وہ اس کے مالک کو لوٹانا واجب ہے، یا کم از کم اس سے معاف کروالے۔

5..... اور اس معصیت پر مصر نہ رہنا۔

دلیل کے طور پر اللہ تعالیٰ کا فرمان ملاحظہ ہو:

﴿وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرِ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿١٧٥﴾﴾ (آل عمران: ١٣٥)

”اور جب ان سے کوئی بدکاری ہو جاتی ہے، یا اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں، تو اللہ کو یاد کرتے ہیں، اور اپنے گناہوں کے لیے مغفرت طلب کرتے ہیں، اور اللہ کے علاوہ کون گناہوں کو معاف کر سکتا ہے، اور اپنے کیے پر، جان بوجھ کر اصرار نہیں کرتے۔“

6..... جس طرح توبہ دل اور زبان کے ساتھ ہوتی ہے اس کا عملی نمونہ عمل صالح کے ذریعہ ہونا چاہیے۔

7..... اور توبہ کی شروط میں سے یہ بھی ایک اہم شرط ہے کہ وہ زمانہ قبول میں ہو۔ نہ کہ اس وقت توبہ کی جائے جب وہ قبول نہیں ہوتی۔ اور یہ بات یاد رہے کہ قیامت سے پہلے تک توبہ کا دروازہ کھلا ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ تَابَ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ .)) ❶

”اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کی توبہ قبول کرے گا جس نے سورج کے مغرب سے طلوع ہونے سے پہلے توبہ کر لی۔“

اور جب موت حاضر ہو جائے تب بھی توبہ قبول نہیں ہوتی۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَيْسَ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ حَتَّىٰ إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ إِلَى اللَّهِ﴾ (ال عمران: ۱۸)

”اور ان لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوگی جو مصیبت کا ارتکاب کرتے ہیں، یہاں تک کہ جب ان کے کسی کو موت حاضر ہو تو وہ کہے کہ میں اب توبہ کرتا ہوں۔“

8..... خالص اللہ کے لیے توبہ ہو:

یہ شرط بھی ضروری ہے کہ توبہ خالص اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے لیے ہو نہ کہ کسی دوسری غرض کے لیے یعنی کوئی شخص گناہ کرنے پر قدرت ہی نہ رکھتا ہو، اور وہ توبہ کرے، مثلاً کوئی چوری کے لیے لکھتا ہے لیکن کچھ ملتا نہیں تو کہتا ہے کہ میں توبہ کرتا ہوں، یا وہ شراب کو چھوڑ دیتا ہے اس وجہ سے کہ ڈاکٹر نے اس کے نقصان سے اس کو ڈرایا ہے، یا وہ شراب خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتا، تو کہتا ہے کہ میں شراب پینے سے توبہ کرتا ہوں، تو اس شخص کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((إِنَّ اللَّهَ لَا يَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ إِلَّا مَا كَانَ لَهُ خَالِصًا وَابْتِغَىٰ بِهِ وَجْهَهُ.))

”بے شک اللہ صرف اسی عمل کو قبول کرتا ہے جو خالص اس کی رضا کے لیے کیا جائے۔“

اور امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ اکثر یہ دعا کیا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ عَمَلِيْ كُلَّهُ صَالِحًا، وَاجْعَلْهُ لِيَوْجِهَكَ خَالِصًا، وَلَا تَجْعَلْ لِّاَحَدٍ فِيْهِ شَيْئًا.))

”اے اللہ! میرے اس سارے عمل کو صالح بنا دے، اور اس کو

خالص اپنی رضا کے لیے کر لے، اور کسی کے لیے اس میں کچھ حصہ نہ بنا۔“

① صحیح سنن النسائي، كتاب الجهاد، باب من غزا يلتزم الذكر والأجر، رقم: ۳۱۴۲۔

توبہ پر ہمیشگی کرنے میں معاون امور

1- تمام اعمال میں اور خصوصاً توبہ میں نیت خالص ہو۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:
 ((إِنَّ اللَّهَ لَا يَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ إِلَّا مَا كَانَ لَهُ خَالِصًا وَابْتِغَىٰ بِهِ وَجْهَهُ.)) ❶

”بے شک اللہ صرف اسی عمل کو قبول کرتا ہے جو خالص اس کی رضا کے لیے کیا جائے۔“

((مَنْ تَرَكَ شَيْئًا لِلَّهِ عَوَظَهُ اللَّهُ خَيْرًا مِنْهُ.)) ❷

”جو اللہ کے لیے کسی چیز کو چھوڑتا ہے تو اللہ اس کو اس سے بہتر عطا فرمادیتا ہے۔“

2- تابع انسان کو چاہیے کہ وہ اپنی استطاعت کے مطابق نیک اعمال کرے، جو اس کو خیر کے راستے پر ثابت قدم رکھیں، اور اس کی نیکیوں کے میزان میں اضافہ کریں، اور اس کے ساتھ ساتھ اس کی چھوٹی چھوٹی غلطیاں معاف ہوتی رہیں گی۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

((إِنِ اتَّخَذْتُمُ يُذْهِبْنَ الشَّيَاطِينَ)) (ہود: ۱۱۴)

”یقیناً نیکیاں برائیوں کو دور کرتی ہیں۔“

جب نبی ﷺ نے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجنے کا ارادہ کیا تو انہیں وصیت

❶ سنن النسائي، كتاب الجهاد، باب من غزا يلتمس الأجر والذكر، رقم: ۳۱۴۲۔ صحيح الجامع الصغير، رقم: ۱۸۵۶.

❷ كشف العفاء: ۲/۲۳۸، ۷۸/۵۰ وسنده صحيح.

فرمائی:

((يَا مُعَاذُ اِنِّي اللّٰهُ حَيْثُمَا كُنْتُ ، وَاتَّبِعِ السَّيِّئَةَ بِالْحَسَنَةِ تَمْحُهَا
وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقِي حَسَنٍ .)) ❶

”اے معاذ! جہاں بھی ہو اللہ سے ڈرتے رہنا، اور برائی کے بعد نیکی کرنا (کیونکہ)
وہ اس کو مٹا دے گی، اور لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آنا۔“

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((فَالْكَيْسِيُّ هُوَ الَّذِي لَا يَزَالُ يَأْتِي مِنَ الْحَسَنَاتِ بِمَا يَمْحُوها
السَّيِّئَاتِ .)) ❷

”کہ عقل مند آدمی وہ ہے جو ہمیشہ ایسی نیکیاں کرے جو اس کی خطاؤں کو
مٹا دیں۔“

3- جو شخص گناہ کا مرتکب ہوا ہے چاہیے کہ دنیا و آخرت میں اس گناہ کا بوجھ اور اس کے
نقصان کو معلوم کرے۔

4- انسان اس جگہ سے ہی دور ہو جائے جہاں پر اس نے گناہ کیا ہو، کہیں دوبارہ اس جگہ
پر آنے سے پھر اسی گناہ کا ارتکاب نہ کر لے۔

5- ان چیزوں کو توڑ دے یا پھینک دے جن سے وہ گناہ کرتا تھا، جیسے آلات موسیقی یا نشہ
آور چیزیں وغیرہ۔

6- (توبہ کرنے کے بعد) وہ اپنے نفس کو اچھی مجالس میں بیٹھنے پر آمادہ کر لے، اور ان
بری مجلسوں کو چھوڑ دے جہاں وہ بیٹھ کر برے عمل کرتا تھا۔

❶ مسند احمد: ۱۵۳/۵، ۱۵۸، ۱۷۷۔ سنن ترمذی، ابواب الصبر والصلۃ، باب ما جاء فی معاشرۃ

الناس، رقم: ۱۹۸۷۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۷۹۔

❷ الوصیۃ الجامعة، ص: ۳۔

7- کتاب وسنت میں موجود ایسی آیات واحادیث کے مطالعہ پر موانعت یعنی پہنچائی کرے جن میں گناہ کرنے سے ڈرایا گیا ہو۔

8- یہ بات ہر وقت ذہن نشین رکھے کہ کسی بھی وقت اللہ کی طرف سے گرفت ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿وَأَيُّبُوا إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَأَسْلُمُوا لَهُ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ﴾ (الزمر: ۵۴)

”اور اپنے رب کی طرف جھک پڑو اور اس کے فرمانبردار ہو جاؤ، اس سے پہلے کہ تم عذاب کا شکار ہو جاؤ اور تمہاری کسی طرف سے بھی مدد نہ ہو سکے۔“

9- ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر کو اپنی مستقل عادت بنالے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ذکر شیطان کو بھگانے، اور اس کے شر سے حفاظت کے لیے بڑے عظیم ہتھیاروں میں سے ہتھیار ہے، خصوصاً صبح وشام اور رات کو سوتے وقت کے اذکار مسنونہ شیطان سے بچاؤ کا بہترین ہتھیار ہیں۔



باب نمبر 7

رحمت الہی کی وسعتیں

اللہ کی رحمت و شفقت پانی کے قطرات، ریت کے ذرات، ہوا کے جھونکوں، سورج کی کرنوں اور زمین و آسمان کی وسعتوں سے بھی زیادہ وسعتیں لیے ہوئے ہے۔ رب کریم کا ارشاد ہے:

﴿وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ
وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ﴾ (الأعراف: ۱۵۶)

”میری رحمت نے ہر چیز کو اپنے دامن میں لے رکھا ہے، اور اس کے مستحق وہ لوگ ہیں جو تقویٰ اور زکوٰۃ کی ادائیگی کے ساتھ ہماری نشانیوں پر ایمان رکھتے ہیں۔“

رب کریم کی رحمت اس قدر وسیع و عریض ہے جیسے بحر بیکراں، اگر کوئی چڑیا سمندر سے ایک چوٹ بھر لے تو کیا سمندر کو کوئی فرق پڑتا ہے؟ اگر کائنات کے تمام جن و انس کی حاجات اور تمناؤں کو پورا کر دیا جائے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے سمندر میں چڑیا کے چوٹ بھرنے کے برابر بھی کمی واقع نہیں ہوتی۔ مومنوں کے لیے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے۔

﴿إِنْ رَاحَتِ اللَّهُ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ﴾ (الأعراف: ۵۶)

”یقیناً اللہ کی رحمت نیک لوگوں کے قریب ہوا کرتی ہے۔“

پھر اس فضل و کرم کی انتہا یہ ہے کہ اس کی ذات مہربان نے اپنے لیے یہ پسند فرمایا کہ میری شفقت میرے غضب پر ہر آن غالب رہے گی۔ اس نے عرش معلیٰ پر اپنے کرم سے یہ لکھ رکھا ہے۔

((إِنَّ رَحْمَتِي تَغْلِبُ غَضَبِي)) ❶

”یقیناً میری رحمت ہمیشہ میرے قہر و غضب پر غالب ہے۔“

انسان کو اس کی رحمت کا اس طرح طلب گار ہونا چاہیے کہ اے اللہ! میں نے اپنے گلشنِ حیات کو گناہوں کے جھکڑوں، غلطیوں اور جرائم کی آندھیوں سے برباد کر لیا ہے۔ میری وادیِ حیات کو تیرے بغیر کوئی سیراب نہیں کر سکتا۔ مجھے تیرے ہی در کی امید اور تیری ہی رحمتوں کا سہارا ہے۔ جس طرح تو دریاں وادیوں، تپتے ہوئے صحراؤں، اجڑے ہوئے باغوں کو اپنے کرم کی بارش سے سرسبز و شاداب بنا دیتا ہے، اسی طرح مجھے حیات نو سے ہمتا کر دے۔ جب یہ کہتے ہوئے اس کا دل موم اور اس کی آنکھیں پر نم ہو جاتی ہیں تو اتنی دیر میں رحمتِ الہی اس کی روح کو تھکیاں اور دل کو تسلیاں دیتے ہوئے ان الفاظ میں اسے حیات نو کی امید دلاتی ہے:

﴿قُلْ يٰعِبَادِىَ الَّذِينَ آمَنُوا عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ❷﴾

(الزمر: ۵۳)

”آپ فرمادیں! اے میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ یقیناً وہ بہت زیادہ معاف کرنے والا اور نہایت مہربان ہے۔“

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَوْ يَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ مَا عِنْدَ اللَّهِ مِنَ الْعُقُوبَةِ مَا طَمَعَ بِجَنَّتِهِ أَحَدًا، وَلَوْ يَعْلَمُ الْكَافِرُ مَا عِنْدَ اللَّهِ مِنَ الرَّحْمَةِ مَا قَنَطَ مِنْ جَنَّتِهِ أَحَدًا.)) ❸

❶ صحیح مسلم، کتاب التوبہ، باب کتب اللہ ان رحمتی سبقت غضبی، رقم: ۶۹۶۹.

❷ صحیح مسلم، کتاب التوبہ، باب فی سعة رحمة اللہ تعالیٰ وأنها تغلب غضبه، رقم: ۶۹۷۹.

”اگر کسی مومن کو معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب کس قدر سخت ہے تو کوئی بھی جنت کی امید نہ رکھے۔ اور اگر کسی کافر کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وسعت معلوم ہو جائے تو کوئی کافر بھی اس کی جنت سے مایوس نہ ہونے پائے۔“

اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

((إِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ يَسْطُ يَدُهُ بِاللَّيْلِ لِيَتُوبَ مُسِيءُ النَّهَارِ، وَيَسْطُ يَدُهُ بِالنَّهَارِ لِيَتُوبَ مُسِيءُ اللَّيْلِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا.)) ❶

”بے شک اللہ تعالیٰ رات کے وقت اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے۔ تاکہ دن میں گناہ کرنے والا اپنے گناہ کی توبہ کر لے۔ اور اسی طرح دن کو ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ رات کو گناہ کرنے والا توبہ کر لے۔ (یہ معاملہ اسی طرح چلا رہے گا) یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع ہو جائے۔“

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَنْ يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ يَجِدِ اللَّهَ غَفُورًا رَحِيمًا ۝﴾ (النساء: ۱۱۰)

”اور جس کسی نے بھی کوئی برائی کی یا اپنی جان پر ظلم کیا، پھر اللہ سے معافی مانگی، تو وہ اللہ کو بخشنے والا مہربان پائے گا۔“

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا أَسْلَمَ الْعَبْدُ فَحَسَنَ إِسْلَامَهُ يَكْفِرُ اللَّهُ عَنْهُ كُلَّ سَيِّئَةٍ كَانَ زَلَفَهَا وَكَانَ بَعْدَ الْقِصَاصِ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِ مِائَةٍ ضَعْفٍ إِلَى أَضْعَافٍ كَثِيرَةٍ، وَالسَّيِّئَةُ بِمِثْلِهَا إِلَّا أَنْ يَتَجَاوَزَ اللَّهُ.)) ❷

❶ صحیح مسلم، کتاب الدعوات والأذکار، باب كلما استغفر العبد غفره الله، رقم: ۶۹۸۹.

❷ صحیح بخاری، کتاب الإيمان، باب حسن إسلام المرء، رقم: ۴۱.

”جب کوئی بندہ مسلمان ہو جاتا ہے اور اچھی طرح اطاعت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے جو اس نے کیے تھے، اور اسی طرح قصاص کے بعد گناہ مٹ جاتے ہیں ہر شے کا اجر دس گنا سے لے کر سات سو گنا سے بھی بڑھ جاتا ہے، اور گناہ کا بدلہ اس کے برابر ہی ملتا ہے، الا یہ کہ اللہ تعالیٰ اس سے درگزر فرمادے۔“

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقْوَاهُ ۖ وَالْعَفْوَ الرَّحِيمُ ۝﴾ (الحجر: ۴۹)

”میرے بندوں کو یہ بات بتادیں کہ بے شک میں بخشنے والا مہربان ہوں۔“

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”رسول اللہ ﷺ کے پاس قیدی لائے گئے، پس قیدیوں میں سے ایک عورت اپنا دودھ پیتا بچہ تلاش کر رہی تھی، جب اسے بچہ مل گیا تو اس نے اسے پکڑا، اُسے اپنے سینے کے ساتھ لگا لیا، اور اسے دودھ پلایا۔ پس ہم سے رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: کیا تمہارے خیال میں یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں پھینک دے گی؟ ہم نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! وہ اسے کبھی نہیں پھینکے گی۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے زیادہ رحمت کے ساتھ پیش آتا ہے نسبت اس عورت کے اپنے بچے کے ساتھ رحمت سے پیش آنے کے۔“

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَدْخُلُ أَحَدًا مِنْكُمْ عَمَلُهُ الْجَنَّةَ وَلَا يُجِيرُهُ مِنَ النَّارِ وَلَا أَنَا إِلَّا بِرَحْمَةٍ مِنَ اللَّهِ))

”تم میں سے کسی شخص کو اس کے اعمال نہ جنت میں داخل کر سکتے ہیں، اور نہ آگ

① صحیح مسلم، کتاب التوبۃ، باب فی سعة رحمة الله وأنها تغلب غضبه، رقم: ۶۹۷۸.

② صحیح مسلم، کتاب التوبۃ، باب لئن يدخل أحد الجنة بعمله، بل برحمة الله تعالى، رقم: ۷۱۲۱.

سے بچا سکتے ہیں، اور میں بھی اس کی رحمت کے بغیر جنت میں داخل نہیں ہو سکتا۔“

فائدہ:..... جنت میں داخلہ اللہ کی رحمت سے ملے گا، اور اعمال بلندی درجات کا سبب ہوں گے، جس کے اعمال جتنے زیادہ اچھے ہوں گے مرتبہ کے اعتبار سے وہ اتنا ہی بلند ہوگا۔

پس اے ہمارے مسلم بھائیو! توبہ کرنے کی طرف جلدی کرو، اور سستی نہ کرو کہ اللہ کا عذاب بڑا دردناک ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَأَيُّبُوا إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَأَسْلِمُوا لَهُ مِن قَبْلِ أَن يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ﴾ (الزمر: ۵۴)

”اور اپنے رب کی طرف جھک جاؤ اور اس کے فرمانبردار بن کے رہو قبل اس کے کہ تمہارے پاس عذاب آ جائے، اور تمہاری مدد نہ کی جاسکے۔“



باب نمبر 8

توبہ کے فوائد و ثمرات

1..... توبہ گناہوں کو مٹا دیتی ہے:

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ.)) ❶

”گناہوں سے توبہ کرنے والا گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے گویا اس کا کوئی گناہ ہی نہ ہو۔“

2..... توبہ گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیتی ہے:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿الْأَمَنُ تَابَ وَأَمِنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۝﴾ (الفرقان: ۷۰)

”سوائے اس شخص کے جس نے توبہ کی اور ایمان لایا، اور اچھے عمل کیے، ایسے لوگوں کے گناہ اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دیتا ہے، اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔“

3..... توبہ تائب کے دل کو پاک صاف کر دیتی ہے:

نبی مکرم ﷺ کا فرمان ہے:

((إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا أَخْطَأَ خَطِيئَةً نُّكِتَتْ فِي قَلْبِهِ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ فَإِذَا هُوَ نَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ وَتَابَ صُقِلَ قَلْبُهُ، وَإِنْ عَادَ زِيدَ فِيهَا حَتَّى تَعْلُوَ عَلَى قَلْبِهِ، وَهُوَ الرَّأْيُ الَّذِي ذَكَرَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ ﴿كَلَّا بَلْ رَانَ

❶ سنن ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب ذکر التوبۃ، رقم: ۴۲۵۰۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۳۰۰۸۔

عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ط ﴿١﴾

”بے شک جب بندہ گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نشان لگ جاتا ہے، پس اگر تو وہ گناہ چھوڑ دے اور توبہ کرے، تو اس کے دل کا نشان صاف ہو جاتا ہے، اور اگر وہ گناہ کی طرف ہی لگا رہے تو وہ نشان زیادہ ہو جاتا ہے، یہاں تک کہ اسکے دل پر سیاہی چھا جاتی ہے، اور ایسے رنگ آلود ہو جاتا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ ”ہرگز نہیں بلکہ ان کے کرتوتوں کے سبب ان کے دل رنگ آلود ہو چکے ہیں۔“

4..... توبہ آدمی کی زندگی میں سکون و اطمینان کا سبب ہے:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَأَنِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْنَا يُُمَتِّعْكُم مَّتَاعًا حَسَنًا إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى وَيُؤْتِي كُلَّ ذِي فَضْلٍ فَضْلَهُ وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيرٍ ﴿٣﴾﴾ (ہود: ٣)

”اور یہ کہ تم لوگ اپنے گناہ اپنے رب سے معاف کراؤ، پھر اسی کی طرف متوجہ رہو، وہ تم کو وقت مقررہ تک اچھا سامان (زندگی) دے گا، اور ہر زیادہ عمل کرنے والے کو زیادہ ثواب دے گا۔ اور اگر تم منہ پھیر لو تو میں تم پر بڑے دن کے عذاب سے خوف رکھتا ہوں۔“

5..... توبہ رزق اور قوت میں زیادتی کا سبب ہے:

اللہ تعالیٰ نے سیدنا نوح علیہ السلام کی زبان سے اعلان فرمایا:

﴿فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا ﴿٥﴾ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ

① مسند احمد: ۲۹۷/۳۔ سنن الترمذی، ابواب التفسیر، باب ومن سورة ويل للمطففين، رقم:

۳۳۳۴۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۱۶۷۰۔

فَمَنْ ذَا الَّذِي يَمْذِكُكُمْ بِأَمْوَالٍ وَيَبْنِي لَكُمْ جَنَّتٍ وَيَجْعَلُ لَكُمْ
أَنْهَارًا ۖ ﴿١٢﴾ (نوح: ۱۰-۱۲)

”اپنے رب سے اپنے گناہ بخشواؤ (معافی مانگو) وہ یقیناً بڑا بخشنے والا ہے، اور وہ تم پر آسمان (بارش) کو خوب برستا ہوا چھوڑ دے گا، اور تمہیں خوب پے در پے مال اور اولاد میں ترقی دے گا، اور تمہیں باغات دے گا، اور تمہارے لیے نہریں نکال دے گا۔“

6..... توبہ دنیا و آخرت میں کامیابی کا زینہ ہے:

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَأَمَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَغَفَرْنَا إِنَّهُ يَكُونُ مِنَ الْفَاحِشِينَ ۝﴾
(القصص: ۶۷)

”پس بہر حال جس نے توبہ کی اور ایمان لایا، اور اچھے اعمال کیے، پس عنقریب ایسا شخص کامیاب لوگوں میں سے ہو جائے گا۔“
مزید اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ شَيْئًا ۝﴾ (مریم: ۶۰)

”سوئے اس شخص کے جس نے توبہ کی، اور ایمان لایا، اور نیک عمل کیے، پس یہی لوگ جنت میں اس حال میں داخل ہوں گے کہ ان پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائے گا۔“

7..... توبہ محبت الہی کا ذریعہ ہے:

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ۝﴾ (البقرة: ۲۲۲)

”یقیناً اللہ توبہ کرنے والوں اور پاکیزگی اختیار کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔“

میں کیسے توبہ کروں؟

توبہ کرنے کا پہلا مرحلہ یہ ہے کہ آپ جس گناہ سے توبہ کرنا چاہتے ہیں بغیر کسی تردد کے اسے جڑ سے ختم کر دیں۔ (اس کا یہ مطلب نہیں کہ اگر آپ میں تمام گناہوں کو جڑ سے ختم کرنے کی طاقت نہیں، اور یہی سوچتے ہوئے آپ بعض گناہوں کو بھی ترک نہ کریں) جبکہ تمام گناہوں کو چھوڑنا افضل ہے۔ پھر آپ دل میں یہ پختہ نیت اور عزم کرتے ہوئے کہ آپ دوبارہ یہ کام نہیں کریں گے، اور اس گناہ پر شرمندہ ہوتے ہوئے، ان تمام آلات و اشیاء سے جان بچاتے ہوئے جن کے ذریعے آپ گناہوں کا ارتکاب کرتے تھے، اللہ کے سامنے کھڑے ہوں آپ وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھیں۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((مَا مِنْ عَبْدٍ يُذْنِبُ ذَنْبًا فَيُحْسِنُ الطُّهُورَ ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللَّهَ إِلَّا غَفَرَ اللَّهُ لَهُ.))

”کوئی بھی انسان گناہ کا ارتکاب کرتا ہے، اور اچھی طرح وضو کرتا ہے، پھر وہ اللہ کے سامنے کھڑا ہو کر دو رکعتیں پڑھتا ہے، پھر اللہ سے معافی مانگتا ہے، تو اللہ اسے معاف کر دیتے ہیں۔“

پھر نبی کریم ﷺ نے یہ آیت پڑھی:

((وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرِ اللَّهُ فَمَا لَهُمْ بِمَا فَعَلُوا وَأَلَّا اللَّهُ يُصِرُّوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ ١٥٩)) (ال عمران: ١٣٥)

”جب ان سے کوئی ناشائستہ کام ہو جائے، یا کوئی گناہ کر بیٹھیں تو فوراً اللہ کا

ذکر اور اپنے گناہوں کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ فی الواقع اللہ تعالیٰ کے سوا اور کون گناہوں کو بخش سکتا ہے؟ اور وہ لوگ باوجود علم کے کسی برے کام پر اڑ نہیں جاتے۔“ ❶

اور ہر حالت میں اللہ کا ذکر اور استغفار زیادہ کرو اور جتنی استطاعت ہو اتنے زیادہ اعمال صالحہ کرنے کی کوشش کرو، کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ الشَّيْئَاتِ﴾ (ہود: ۱۱۴)

”بے شک نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں۔“

نیز نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((وَاتَّبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا.)) ❷

”برائی کے پیچھے نیکی کرو، وہ اس کو مٹا دے گی۔“

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا﴾ (الفرقان: ۷۰)

”مگر جو شخص توبہ کرے گا، اور ایمان لے آئے گا، اور نیک عمل کرے گا تو اللہ اس کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دے گا، اور اللہ تعالیٰ بڑا معاف کرنے والا مہربان ہے۔“

اور وہ اچھے اعمال جن کے بارے میں نبی ﷺ سے صحیح نص وارد ہو، ان پر عمل بھی گناہوں کو ختم کرنے کا ایک ذریعہ ہے

❶ صحیح ابن حبان: ۳۹۰/۲، رقم: ۲۳۲۔ مسند احمد: ۱۰/۱۔ صحیح الترغیب والترہیب، فلاہفی، رقم: ۲۷۷۔

❷ مسند احمد: ۱۵۳/۵۔ سنن ترمذی، ابواب البر والصلة، باب ما جاء فی معاشرۃ الناس، رقم: ۹۸۷۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۷۹۔

بے شک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا، کرم کرنے والا، محبت کرنے والا اور مہربان ہے۔ وہ اپنے بندوں پر ماں کے اپنے بیٹے پر رحم کرنے سے بھی زیادہ مہربان ہے، پس تم اللہ کی طرف مائل ہو جاؤ (اور اپنے گناہوں پر) نادام ہوتے ہوئے، اور توبہ کرتے ہوئے اس کی طرف رجوع کرو۔ جب بندہ اس کی طرف اس کی وسیع رحمت کی امید رکھتے ہوئے متوجہ ہوتا ہے، تو اللہ اپنے بندے سے منہ نہیں موڑتا۔

لہذا توبہ سے غافل نہ ہو، کیونکہ تم نہیں جانتے کہ تمہیں موت کب آ لے گی، گناہوں میں جب کبھی ایک طویل عرصہ گزرتا ہے، تو گناہ کے اثرات بھی مضبوط ہو جاتے ہیں۔

”اور (کسی معاملے کو) نالنے والے کی مثال اس شخص جیسی ہے جو درخت کے تنے کو کاٹنا چاہتا ہے لیکن وہ اس کی مضبوطی کو دیکھتا ہے، تو کہتا ہے کہ اسے اکھیڑنے کے لیے کافی قوت کی ضرورت ہے، میں اس کام کو ایک سال کے لیے مؤخر کرتا ہوں، پھر اس کی طرف لوٹوں گا، پس ایسی صورتحال میں وہ کیسے اسے کاٹنے پر قادر ہو سکتا ہے؟ جبکہ ایسے شخص کی کمزوری میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے، اور درخت اپنی مضبوطی میں بڑھ رہا ہے۔“^①

ایک حدیث قدسی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

((وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّي شَبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا، وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّي ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا، وَمَنْ أَتَانِي بِمِشْيِ أَتَيْتُهُ هَرَوَلَةً.))^②

”جو شخص ایک باشت میرے قریب آتا ہے، میں ایک ہاتھ اس کے قریب جاتا ہوں۔ اور جو ایک ہاتھ قریب آتا ہے میں دو ہاتھ اس کے قریب جاتا ہوں۔

اور جو چل کر میری طرف آتا ہے میں دوڑ کر اس کے پاس آتا ہوں۔“

پس توبہ کرتے ہوئے اللہ کی طرف دوڑ کر جاؤ، اور جو تم نے کیا اس پر نادام ہوتے

① منہاج الفاضلین، ص: ۲۶۷.

② صحیح مسلم، کتاب الدعوات والأذکار، رقم: ۶۸۳۲.

ہوئے خود کو اللہ کے سامنے پیش کر دو، پس ندامت ہی توبہ ہے۔ اور جب تم ایسا کرو گے تو تمہارا اس ذات کے بارے میں کیا گمان ہے جو ماں کے بیٹے پر رحم کرنے سے زیادہ اپنے بندے پر رحم کرنے والا ہے؟

حدیث قدسی میں ہے: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

((أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي ، إِنَّ ظَنِّي بِي خَيْرٌ أَفَلَهُ ، وَإِنْ ظَنَّ شَرًّا فَلَهُ .)) ❶

”میں اپنے بندے کے، میرے متعلق خیال کے مطابق پاس ہوتا ہوں‘ اگر وہ میرے متعلق اچھا خیال کرے تو (اچھائی) اس کے لیے ہے، اور اگر وہ برا خیال کرے تو یہ (برائی) بھی اس کے لیے ہے۔“

پس اللہ ارحم الراحمین کے بارہ میں اچھا گمان رکھو، اور یہ یقین رکھتے ہوئے توبہ کرو کہ اللہ کے علاوہ لوٹنے کا کوئی ٹھکانہ نہیں، اور اچھے کاموں میں جلدی کرو، اور اس کے صالح بندوں کے ساتھ دوستی رکھو۔ اور اس شاعر کی طرح کہو: جس کے کا یہ کہنا ہے:

يا رب ان عظمت ذنوبي كثرة فلقد علمت بان عفوك اعظم
ان كان ذا يرجوك الا محسناً فبمن يلوذ ويستجير المجرم
ربي دعوتك ما امرت تضرعاً فاذا رددت يدي فمن ذا يرحم

”اے میرے رب! اگرچہ میرے گناہ بہت زیادہ ہو گئے ہیں..... پس بے شک میں یہ بھی جانتا ہوں کہ آپ کی معافی بڑی ہے..... تجھ سے امید کرنے والا صرف محسن ہی ہے..... پس کس سے سرکش اور مجرم پناہ طلب کرے گا..... اے میرے رب! میں نے آپ کے حکم کے ساتھ عاجزی کرتے ہوئے آپ کو پکارا..... اگر تو نے میرے ہاتھوں کو (خالی) لوٹا دیا تو پس کون ہے رحم کرنے والا؟“

اے ہمارے بھائی! تم سستی نہ کرو، اور نہ ہی نال منول سے کام لو۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ﴾

أَعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ ﴿٣٣﴾ (آل عمران: ۱۳۳)

”اور اپنے رب کی مغفرت اور جنت کی طرف تیزی سے لپکو، جس کی چوڑائی

زمین و آسمان کے برابر ہے، اور وہ پرہیزگاروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔“



توبہ کس سے ٹوٹی ہے

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک آدمی اپنی تمام تر غلطیاں، خطائیں یاد کر کے توبہ کر لیتا ہے لیکن کچھ عرصے بعد وہی گناہ کرنے شروع کر دیتا ہے، جس سے اس نے توبہ کی تھی تو کیا دوبارہ وہی گناہ کرنے سے پہلی توبہ ختم ہو جائے گی، یا اس کے ذمہ اب جو دوبارہ گناہ کیے ہیں صرف یہی لکھے جائیں گے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ جن چیزوں سے توبہ کر لی گئی تھی وہ تو معاف ہو گئے ہیں، اور جو گناہ اب ہوئے ہیں ان کے اثرات پہلی توبہ پر مرتب نہیں ہوں گے۔ یعنی پہلی کی ہوئی توبہ نہیں ٹوٹے گی، بہر حال توبہ پر مستمر رہنے کے لیے، اچھے دوستوں کی صحبت اختیار کرنا، قرآن و سنت کا مطالعہ کرنا، اور اللہ کی خشیت اپنے اندر پیدا کرنا انتہائی ضروری ہے۔^①

اگر کوئی شخص گناہ سے توبہ کرتا ہے، پھر توبہ کے بعد اس گناہ کا ارتکاب کرتا ہے تو توبہ ٹوٹنے کے باوجود بھی اسے پہلے گناہ کی سزا نہیں ملے گی۔ کیونکہ توبہ ایک نیکی ہے اور دوبارہ گناہ کرنا برائی ہے، لہذا یہ بعد میں آنے والی برائی پہلے کی نیکی کو ختم نہیں کرے گی۔ جس طرح کہ توبہ کے بعد گناہ اس کے بعد میں آنے والی نیکی کو باطل نہیں کرے گا۔ واللہ اعلم



باب نمبر 11

توبہ کرنے والوں کے درجات

توبہ کرنے والوں کے مندرجہ ذیل چار درجات ہیں:

پہلا درجہ: ان لوگوں کا ہے جو اپنے رب سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں، اور آخر دم تک اس پر استقامت اختیار کرتے ہیں، کبھی بھی دوبارہ اس گناہ والے رستے پر نہیں آتے اور توبہ کرنے والوں کا سب سے اعلیٰ درجہ یہی ہے۔

دوسرا درجہ: ان لوگوں کا ہے جو اپنے رب کے ہاں توبہ کرتے ہیں، اور اس پر پکے رہنے کا عزم کر لیتے ہیں، لیکن بغیر قصد کے کبھی ان سے گناہ سرزد ہو جاتے ہیں، اور گناہ سرزد ہونے کے بعد وہ نفس کو ملامت کرتے ہیں، اور اپنے کیے پر شرمندہ ہوتے ہیں، اور توبہ کا یہ بھی بڑا عظیم درجہ ہے لیکن پہلے درجہ سے کم۔

تیسرا درجہ: ان لوگوں کا ہے جو عرصہ تک توبہ پر مستمر رہتے ہیں، اور آخر معاصی میں واقع ہوتے ہیں تو شہوات ان پر غالب آ جاتی ہیں، نیک اعمال کے ساتھ ساتھ برے اعمال بھی کرتے ہیں، اور پھر ان برے اعمال پر ندامت بھی کرتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ ہم اس سے مرنے سے پہلے باز آ جائیں گے لیکن ان کو اچانک موت آ جاتی ہے، اور وہ توبہ سے پہلے ہی مر جاتے ہیں۔ اب ان کی شرمندگی کا ان کو کوئی فائدہ ہی نہیں۔

چوتھا درجہ: ان لوگوں کا ہے جنہوں نے توبہ کی اور ایک وقت تک اس پر قائم رہے لیکن نفس امارہ نے انہیں برائی پہ ابھارا اور شہوات نے انہیں بہکایا، تو وہ گناہ میں ایسے پڑے کہ اس سے واپس آنے کا نام نہیں لیتے، ایسے لوگوں کے سوء خاتمہ کا ڈر ہے، اگر وہ اپنے نفس کی خواہشات کے مطابق چلتے رہیں۔

بے مثال توبہ کے چند واقعات

1- آدم علیہ السلام کی توبہ:

اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام سمیت سب کو سکھایا ہے کہ وہ ہر حال میں اپنے رب کی حمد و ثناء بیان کرتے رہیں، اور اس سے مغفرت و رحمت کی دعا کرتے رہیں۔ چنانچہ سیدنا آدم علیہ السلام سے جب غلطی سرزد ہوئی، اور انہیں احساس ہوا، تو اللہ سے اپنی لغزش کی معافی مانگنا چاہی، تو اللہ تعالیٰ سے وہ ہی الفاظ سیکھے جن کے ذریعے انہوں نے اللہ سے مغفرت طلب کی۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿فَتَلَقَّى آدَمُ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ①﴾

(البقرہ: ۳۷)

”پھر آدم نے اپنے رب سے چند کلمات سیکھے، تو اللہ نے ان کی توبہ قبول کر لی۔ بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔“

وہ کلمات جو اللہ تعالیٰ نے سیدنا آدم علیہ السلام کو سکھائے تاکہ ان کے ذریعے اپنی توبہ کا اعلان کریں۔ وہ یہ تھے:

﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ②﴾ (الاعراف: ۲۳)

”اے ہمارے رب! ہم نے اپنے اوپر بہت ظلم کیا، اور اگر تو نے ہمیں معاف نہ کیا، اور ہمارے حال پر رحم نہ کیا، تو ہم بے شک خسارہ پانے والوں میں سے ہوں گے۔“

بعض مفسرین یہ لکھا ہے کہ آدم علیہ السلام کے اندر پانچ خوبیاں پائی گئیں:

- 1- انہوں نے خطا کا اعتراف کیا۔
 - 2- اس پر تادم ہوئے۔
 - 3- اپنے نفس پر ملامت کی۔
 - 4- فوراً توبہ کی۔
 - 5- اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہوئے۔
- اور اس کے برعکس ابلیس لعین میں پانچ برائیاں پائی گئیں:
- 1- اپنے گناہ کا اعتراف نہیں کیا۔
 - 2- اس پر تادم نہیں ہوا۔
 - 3- اپنے نفس پر ملامت نہیں کی، بلکہ اپنے رب پر اعتراض کیا۔
 - 4- توبہ نہیں کی۔
 - 5- اور اللہ کی رحمت سے ناامید ہو گیا۔

2- نوح علیہ السلام کی توبہ:

نوح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ان کی قوم کو دعوتِ اسلام دینے کے لیے نبی بنا کر بھیجا، کہا جاتا ہے کہ ان کے کفر و شرک اور شر و فساد سے زمین بھر گئی تھی۔ چنانچہ نوح علیہ السلام نے ان سے کہا کہ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرانے کے لیے بھیجا گیا ہوں۔ لوگو! اللہ کے سوا دوسروں کی عبادت نہ کرو، ورنہ مجھے ڈر ہے کہ اللہ کا دردناک عذاب تمہیں اپنی گرفت میں لے لے گا۔

﴿أَنْ لَا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ ۚ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمِ الْيَوْمِ﴾ (٣٦)

(ہود: ٢٦)

”نوح علیہ السلام کی قوم کے سرداروں نے ان کی دعوت کو رد کر دیا، اور ان کے نبی ہونے میں شبہات کا اظہار کیا۔ نوح علیہ السلام مسلسل تبلیغ کرتے رہے۔ دلائل و براہین کے ذریعے انہیں دعوت دیتے رہے۔ جب قوم کے پاس کفر و عناد پر قائم رہنے کی کوئی دلیل نہیں رہی، اور نوح علیہ السلام کے دلائل و براہین کے آگے انہوں نے اپنے آپ کو یکسر عاجز پایا، تو کہنے لگے کہ اے نوح! ہم تمہارے مناظروں سے تنگ آ گئے ہیں۔ اگر تم سچے ہو تو جس عذاب کا وعدہ کرتے آئے ہو اسے لا کر دکھا دو، تو نوح علیہ السلام نے جواب دیا کہ یہ میرے اختیار میں نہیں ہے، جب اللہ چاہے گا عذاب آئے گا، اور اس وقت تم اسے عاجز نہ بنا سکو گے۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو خبر دی کہ جو لوگ اب تک ایمان لا چکے ہیں، ان کے علاوہ اب کوئی ایمان نہیں لائے گا۔ حسن بھری رحمۃ اللہ کا قول ہے کہ ”جب اللہ نے نوح علیہ السلام کو بذریعہ وحی خبر دے دی تو وہ ان کے ایمان لانے سے ناامید ہو گئے۔ اور ان کے حق میں بددعا کر دی کہ اے اللہ! اب کسی کافر کو زمین پر نہ رہنے دے۔“

جب عذاب کا آنا یقینی ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو کشتی بنانے کا حکم دیا اور اس کی تعلیم دی، تاکہ وہ ان کے ماننے والے مسلمان طوفان سے بچ سکیں، اور کافروں کی نجات کے لیے شفاعت کرنے سے منع فرما دیا، اس لیے کہ ان کے بارے میں اللہ کا فیصلہ صادر ہو چکا تھا کہ ان کو طوفان کی نذر ہو جانا ہے۔

جب قوم کی ہلاکت کا حکم آ گیا، اور پانی پوری شدت کے ساتھ اُبلنے لگا تو اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو حکم دیا کہ زمین پر پائے جانے والے تمام جانوروں اور چڑیوں وغیرہ کے جوڑے کشتی میں رکھ لیں، اور دیگر مسلمانوں کے ساتھ صرف رشتہ داروں کو سوار کر لیں، جو ان پر ایمان لائے تھے۔ قتادہ اور ابن جریر کے قول کے مطابق ان کی تعداد آٹھ تھی، نوح، ان کی بیوی، ان کے تین بیٹے اور ان کی بیویاں۔ ان کا بیٹا کنعان اور ان کی بیوی اُم کنعان مومن نہیں تھے۔ اس لیے ان کے ساتھ کشتی پر سوار نہیں ہوئے۔

جب نوح اور ان کے ساتھی ”بسم اللہ“ کہہ کر سوار ہو گئے، کشتی پہاڑوں کے مانند اونچے موجوں کے درمیان چلنے لگی، اس وقت نوح نے اپنے بیٹے کو پکارا جو کافر ہونے کی وجہ سے کشتی میں سوار نہیں ہوا تھا، کہ اے میرے بیٹے! اب بھی موقع ہے کہ ہمارے دین میں داخل ہو جاؤ، اور ہمارے ساتھ کشتی میں سوار ہو جاؤ اور کافروں کا ساتھ چھوڑ دو۔

نوح علیہ السلام نے شفقت پداری سے متاثر ہو کر اپنے رب سے دعا کی، اور کہا کہ اے میرے رب! میرا بیٹا میرے گھر والوں میں سے ہے، اور تیرا وعدہ برحق ہے، تو نے کہا کہ اپنے گھر والوں کو بھی کشتی پر سوار کر لو تا کہ سب طوفان سے بچ جائیں۔ تو آج تو اسے توفیق دے دے کہ ایمان لائے آئے اور ہمارے ساتھ کشتی میں سوار ہو جائے۔

﴿وَنَادَى نُوحٌ رَّبَّهُ فَقَالَ رَبِّ إِنَّ ابْنِي مِنْ أَهْلِي وَإِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَأَنْتَ أَحْكَمُ الْحَاكِمِينَ﴾ (ہود: ۴۵)

”اللہ تعالیٰ نے پھر نوح کو اپنا حتمی فیصلہ بتا دیا کہ اے نوح! وہ ایمان نہیں لائے گا، اس لیے کہ وہ آپ کے گھر والوں میں سے نہیں ہے، آپ کے گھر والے تو دین و شریعت کے پابند اور اہل اصلاح ہیں اور وہ صالح نہیں ہے، اس لیے وہ طوفان سے نہیں بچے گا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو تنبیہ کی کہ جس مقصد کے پورے طور پر صائب ہونے کا آپ کو علم نہ ہو اس کا اللہ سے سوال مت کیجیے، اس لیے کہ ایسا کرنا نادانوں کا شیوہ ہوتا ہے:

﴿يُنُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهُ عَمَلٌ غَوِيٌّ صَاحِحٌ فَلَا تَسْتَلِنَ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنِّي أَعِظُكَ أَنْ تَكُونَ مِنَ الْغَافِلِينَ﴾ (ہود: ۴۶)

(ہود: ۴۶)

فائدہ:..... علماء نے اس سے استدلال کرتے ہوئے کہا ہے کہ جس بات کا مطابق شرع ہونے کا آدمی کو علم نہ ہو اس کی دعا نہیں کرنی چاہیے۔

بہر حال جب نوح علیہ السلام کو اس بات کا علم ہو گیا کہ ان کا سوال شریعت کے مطابق

نہیں تھا، اور یہ محض ان کا وہم تھا کہ ممکن ہے کعبان مسلمان بن کر کشتی پر سوار ہو جائے، تو اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور اللہ سے مغفرت و رحمت طلب کی:

﴿رَبِّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَسْأَلَكَ مَا لَيْسَ لِي بِهِ عِلْمٌ ۖ وَإِلَّا تَغْفِرْ لِي وَتَرْحَمْنِي أَكُنْ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ (ہود: ۴۷)

”اے میرے رب! میں تیرے ذریعہ اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ تجھ سے کوئی ایسا سوال کروں جس کا مجھے علم نہیں۔ اور اگر تو نے مجھے معاف نہ کیا، اور مجھ پر رحم نہ کیا تو میں گھانا اٹھانے والوں میں ہو جاؤں گا۔“

3۔ یونس علیہ السلام کی توبہ:

یونس بن قس علیہ السلام کو ”موصل“ کے علاقے غینوی والوں کے لیے نبی بنا کر بھیجا گیا تھا، تاکہ لوگوں کو توحید باری تعالیٰ، عدل و انصاف اور اخلاق حسنہ کی دعوت دیں، لیکن انہوں نے ان کی دعوت کو قبول نہیں کیا، بلکہ دن بدن ان کی شرانگیزی بڑھتی ہی گئی۔ آخر کار ان کے کفر سے تنگ آ کر انہیں دھکی دی کہ اگر وہ ایمان نہیں لائیں گے تو ان پر اللہ کا عذاب آ کر رہے گا، اور خود وہاں سے نکل کر بیت المقدس آ گئے۔ اور پھر وہاں سے ”یافا“ کی طرف روانہ ہو گئے۔ اور ”ترشیش“ کی طرف جانے والی ایک کشتی میں سوار ہو گئے۔ اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ تیز آندھی چلنے لگی اور کشتی کو خطرہ لاحق ہو گیا تو لوگوں نے کشتی کا بوجھ کم کرنے کے لیے اپنا سامان سمندر میں پھینک دیا، اس کے بعد بھی خطرہ نہ ملا تو انہوں نے سوچا کہ کشتی میں ضرور کوئی ایسا آدمی موجود ہے جس کی وجہ سے خطرہ لاحق ہے۔ چنانچہ قرعہ اندازی کی تو یونس علیہ السلام کا نام قرعہ نکلا، اس لیے لوگوں نے انہیں سمندر میں پھینک دیا تو طوفان رُک گیا۔ اللہ نے مچھلی کو بھیجا جس نے انہیں نگل لیا۔ تین دن تک مچھلی کے پیٹ میں رہے، پھر دعا کی، اپنے آپ کو ظالم کہا تو اللہ رب العزت نے ان کی دعا قبول کر لی اور مچھلی نے ساحل پر آ کر اپنے پیٹ سے انہیں باہر پھینک دیا۔

﴿لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَنَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ﴾

(الانبیاء: ۸۷)

”تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، تو تمام عیوب سے پاک ہے، میں بے شک ظالم تھا۔“

دعا کی فضیلت:

”ترمذی، نسائی اور حاکم وغیرہم نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت لی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یونس کی دعا جب وہ مچھلی کے پیٹ میں تھے: ﴿لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَنَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ﴾ تھی۔ جب بھی کوئی مسلمان اپنے رب سے کسی حاجت کے لیے یہ دعا کرے گا قبول کی جائے گی۔ محدث البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ احمد، حاکم اور ترمذی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آیت میں ”ظلمات“ یعنی تاریکیوں سے مراد رات کی تاریکی، مچھلی کے پیٹ کی تاریکی اور سمندر کی تاریکی ہے۔“ (تیسیر الرحمن، ص: ۹۳۷)

4..... سو آدمیوں کے قاتل کی توبہ:

سیدنا ابوسعید بن مالک بن سنان الحدادی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”تم سے پہلے زمانے میں ایک آدمی تھا، جس نے ننانوے (۹۹) قتل کیے تھے، اس نے روئے زمین کے سب سے بڑے عالم کے بارے میں دریافت کیا تو اسے ایک راہب کا پتہ بتایا گیا، وہ راہب کے پاس حاضر ہوا، اور کہا: میں نے ننانوے (۹۹) قتل کیے ہیں، کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ راہب نے کہا: نہیں! اس پر اس نے راہب کو بھی قتل کر کے سو کا عدد پورا کر دیا! اس نے پھر زمین کے سب سے بڑے عالم کے بارے میں دریافت کیا، تو اسے ایک عالم دین کا پتہ بتایا گیا، اس نے عالم سے کہا: میں نے سو قتل کیے ہیں، کیا میری توبہ قبول ہونے کی کوئی صورت ہے؟ عالم دین نے کہا: ہاں! فلاں علاقے

میں چلے جاؤ، وہاں کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں، تم بھی ان کے ساتھ مل کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اور اپنی اس زمین کی طرف واپس مت آنا، یہ برائی کی زمین ہے۔ وہ آدمی وہاں سے چل پڑا، جب ٹھیک درمیان راستے میں پہنچا تو اس کی موت کا وقت آ گیا، اس کے بارے میں رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے آپس میں جھگڑ پڑے، رحمت کے فرشتوں نے کہا: یہ توبہ کر کے چلا تھا، اور اپنے دل کو اللہ کی طرف موڑ چکا تھا۔ عذاب کے فرشتوں نے کہا: اس نے قطعاً کوئی نیک کام نہیں کیا، اب ایک فرشتہ آدمی کی صورت میں ان کے پاس آیا، فرشتوں نے اس آدمی نما فرشتے کو اپنا فیصلہ بتالیا، اس فیصلہ کرنے والے فرشتے نے کہا:

((قِيسُوا مَا بَيْنَ الْأَرْضَيْنِ فَإِلَى أَيَّتَهُمَا كَانَ أَذْنِي فَهُوَ لَهُ، فَقَاسُوا

فَوَجَدُوهُ أَذْنِي إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي أَرَادَ فَقَبَضَتْهُ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ)) ❶

”دونوں مقامات کے درمیان کا فاصلہ ناپ لو، جس مقام سے وہ قریب ہے اسی میں اس کا شمار کرو، فرشتوں نے پورے فاصلے کو ناپا تو جس علاقے کی طرف اس کا رخ تھا، وہ قریب تر نکلا، لہذا رحمت کے فرشتوں نے اس کی روح قبض کی۔“

ایک دوسری روایت کے الفاظ ہیں کہ:

((فَكَانَ إِلَى الْقَرْيَةِ الصَّالِحَةِ أَقْرَبَ مِنْهَا بِشِيرٍ فَجُعِلَ مِنْ

أَهْلِهَا.)) ❷

”وہ آدمی نیک لوگوں کی بستی کے ایک باشت قریب تھا، چنانچہ اسے نیک

لوگوں میں شمار کیا گیا۔“

ایک اور روایت میں ہے:

((فَأَوْحَى اللَّهُ تَعَالَى إِلَى هَذِهِ أَنْ تَبَاعِدِي، وَإِلَى هَذِهِ أَنْ

❶ صحیح مسلم، کتاب الدعوات والأذکار، باب قبول توبۃ القتال، رقم: ۷۰۰۸۔

❷ صحیح مسلم، ایضاً: رقم: ۷۰۰۹۔

تَقَرَّبِيْ وَقَالَ: قِيْسُوْا مَا بَيْنَهُمَا فَوُجِدَ اِلَىٰ هٰذِهِ اَقْرَبَ بِشَبْرٍ
فَغَفِرَ لَهُ)) ❶

”اللہ تعالیٰ نے برے علاقے کی زمین کو حکم دیا کہ تو دور ہو جا (لمبی ہو جا) اور
نیک علاقے کی زمین کو حکم دیا کہ تو قریب ہو جا۔ نیز اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ان
دونوں علاقوں کا رقبہ ناپ لو۔ چنانچہ اسے نیک علاقے کی طرف ایک بالشت
قریب پایا گیا (نتیجتاً) اس کی بخشش ہو گئی۔“

5..... سیدنا ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ کی توبہ:

ہم اس اُمت کے ابتدائی اور درخشاں دور یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں توبہ کا ایک
نمونہ پیش کرتے ہیں، سیدنا بریدہ الاسلمی بیان کرتے ہیں: ماعز بن مالک الاسلمی رسول
اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور عرض کیا، اے اللہ کے رسول! میں نے اپنی جان
پر ظلم کیا ہے، اور زنا کر بیٹھا ہوں، میری خواہش ہے کہ آپ مجھے پاک کر دیں، آپ ﷺ نے
اسے واپس بھیج دیا، اگلے دن وہ پھر آ گیا، اور کہنے لگا اے اللہ کے رسول! میں نے زنا کیا ہے۔
آپ ﷺ نے اسے دوبارہ واپس لوٹا دیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کی قوم کو پیغام بھیج کر
دریافت کیا کہ تمہارے علم کے مطابق ماعز کی عقل میں کوئی فتور تو نہیں، یا تم اسے بدلا سا تو نہیں
پاتے ہو؟ قوم والوں نے جواب دیا: ہماری معلومات کے مطابق وہ کامل عقل کا مالک ہے، اور
ہمارے خیال کے مطابق وہ نیک آدمی ہے، ماعز تیسرے دن پھر آئے، آپ ﷺ نے ان
کے بارے میں دوبارہ دریافت فرمایا، تو قوم والوں نے کہا: نہ تو اس کا کردار بدلا ہے، اور نہ ہی
اس کی عقل میں کوئی کوتاہی واقع ہوئی ہے۔ چنانچہ چوتھے روز ان کے لیے

ایک گڑھا کھودا گیا، پھر آپ ﷺ کے حکم سے انہیں سنگسار کر دیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ماعز نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اسے ایک قوم پر تقسیم کر دیا جائے، تو وہ انہیں وافر ٹھہرے۔^①

6..... غامد یہ خاتون کی توبہ:

ایک غامد یہ خاتون بھی آئی اور اس نے درخواست کی کہ اے اللہ کے رسول! میں زنا کر بیٹھی ہوں مجھے پاک کرویں۔ آپ ﷺ نے اسے بھی واپس لوٹا دیا۔ اگلے دن اس نے پھر آ کر کہا کہ اے اللہ کے رسول! آپ مجھے کیوں واپس لوٹاتے ہیں، شاید آپ مجھے بھی اس طرح واپس لوٹانا چاہتے ہیں جس طرح ماعز کو واپس لوٹایا تھا۔ اللہ کی قسم! میں تو حاملہ ہو چکی ہوں! آپ نے یہ بیان سننے کے بعد فرمایا: تب تو سزا نافرمان نہیں ہو سکتی، جاؤ اور ولادت کے بعد آنا۔ جب غامد یہ نے بچے کو جنم دے لیا تو اسے ایک کپڑے میں لپیٹ کر لے آئی، اور کہا: میں بچے کو جنم دے چکی ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: اسے لے جاؤ، اور دودھ پلاؤ، یہاں تک کہ تم اس کا دودھ چھڑا دو، جب اس نے دودھ چھڑوایا تو بچے کو لے آئی، اور اس کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا۔ کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! اس کا دودھ میں نے چھڑوا دیا ہے، اور اب یہ کھانا کھاتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے بچہ ایک مسلمان کے حوالے کر دیا۔ پھر آپ ﷺ کے حکم سے اس کے لیے سینہ تک گڑھا کھودا گیا، اور آپ کے حکم سے لوگوں نے اسے سنگسار کر دیا۔ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ایک پتھر غامد یہ کے سر پر مارا، تو خون کے چھینٹے سیدنا خالد رضی اللہ عنہ کے چہرے پر آ پڑے، اس پر سیدنا خالد رضی اللہ عنہ نے اس خاتون کو برا بھلا کہا، نبی اکرم ﷺ نے ان کے الفاظ سنے تو فرمایا:

((مَهْلًا يَا خَالِدًا! فَوَ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ تَابَهَا

صَاحِبُ مَكْنَسٍ لَغُفِرَ لَهُ.))^②

① صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب من اعترف علی نفسه بالزنى، رقم: ۴۴۳۱۔

② صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب من اعترف علی نفسه بالزنى، رقم: ۴۴۳۲۔

”خالد ذرائع کر! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس عورت نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر لوگوں سے غنڈہ ٹیکس لینے والا بھی ایسی توبہ کرتا تو اس کی بخشش ہو جاتی۔“

پھر آپ ﷺ کے حکم سے اس کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور اسے دفن کر دیا گیا۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول!

آپ نے اسے رجم کیا ہے اور اس کی نماز جنازہ بھی ادا کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا:

((لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ سَبْعِينَ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ لَوِ سَحَتَهُمْ، وَهَلْ وَجَدْتَ شَيْئًا أَفْضَلَ مِنْ أَنْ جَادَتْ بِنَفْسِهَا لِلَّهِ عَزَّوَجَلَّ)) ❶

”یقیناً اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر مدینہ کے ستر آدمیوں پر تقسیم کر دی جائے تو سب کی بخشش ہو جائے، کیا تم نے اس سے بھی افضل کوئی کام دیکھا ہے کہ اس نے اپنی جان اللہ کو راضی کرنے کی خاطر قربان کر دی۔“



گناہوں کو دھودینے والے چند اعمال

اللہ رب العالمین کا ہم پر بڑا فضل ہے کہ اس نے ہمارے لیے بعض ایسے اعمال مشروع قرار دیے جو گناہوں اور خطاؤں کو مٹانے والے ہیں، ان میں سے بعض اعمال کا ذکر اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید میں، اور بعض کا احادیث صحیحہ میں آیا ہے۔ علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس بارے میں ”معرفة الخصال المكفرة للذنوب المقدمة والمؤخرة“ کے نام سے ایک کتاب تصنیف کی ہے۔ ہم نے ان اعمال کو اس کتاب، اور اس موضوع کی دوسری کتاب ”مکفرات الذنوب، از شیخ سلیم الحلالی“ سے اخذ کیا ہے۔

1..... مسجد کی طرف چلنا:

فرمان نبوی ﷺ ہے:

((أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يَمْحُو اللَّهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ، وَكُنْسُ الرُّعَاةِ إِلَى الْمَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَذَلِكَ الرِّبَاطُ فَذَلِكَ الرِّبَاطُ فَذَلِكَ الرِّبَاطُ)) ❶

”میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جس سے اللہ تمام گناہ مٹا دیتا ہے، اور اس کے ذریعے درجات کو بلند کر دیتا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: کیوں نہیں اے اللہ کے

❶ موطا مالک، رقم: ۷۷۔ صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب فضل اسباغ الوضوء علی المکارہ، رقم: ۵۸۷۔ صحیح الترغیب والترہیب، رقم: ۱۸۵۔ سنن ترمذی، ابواب الطہارۃ، باب فی اسباغ الوضوء، رقم: ۵۱۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۱۰۳۸۔ صحیح ابن عزیزہ، رقم: ۵۰۔

رسول! تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ناپسندیدگی کے باوجود اچھی طرح وضو کرنا، اور مسجدوں کی طرف زیادہ قدم چلنا، اور ایک نماز کے بعد (آنے والی) دوسری نماز کا انتظار کرنا، پس (فرمایا) یہ تمہارے لیے رباط ہے، یہ رباط ہے، یہ رباط ہے۔“

2..... ایک نماز کے بعد (آنے والی) دوسری نماز کا انتظار کرنا:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَتَانِي اللَّيْلَةُ رَبِّي فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ فَقَالَ، يَا مُحَمَّدُ قُلْتُ: لَبَّيْكَ رَبِّي وَسَعْدَيْكَ، قَالَ: فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى؟ قُلْتُ: رَبِّي لَا أَدْرِي، فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَعَلِمْتُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ، قُلْتُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ، قَالَ فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى؟ قُلْتُ! فِي الدَّرَجَاتِ، وَالْكَفَّارَاتِ وَنَقْلِ الْأَفْدَامِ إِلَى الْجَمَاعَاتِ، وَإِسْبَاغِ الْوُضُوءِ فِي الْمَكْرُوهَاتِ، وَانتِظَارِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، وَمَنْ يُحَافِظُ عَلَيْهِمْ عَاشَ بِخَيْرٍ، وَمَاتَ بِخَيْرٍ، وَكَانَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ.)) ❶

”رات (خواب میں) میرے پاس میرا رب اچھی صورت میں آیا اور کہا: اے محمد! میں نے کہا: اے میرے رب! میں حاضر ہوں، فرمایا: (کیا آپ کو معلوم ہے) عالم بالا میں جھگڑا کس کے متعلق ہوتا ہے؟ میں نے کہا: اے میرے رب! مجھے معلوم نہیں۔ پس اس نے اپنا ہاتھ میرے کندھوں کے درمیان رکھا

❶ صحیح الترمذی، رقم: ۲۵۸۱۔ مسند ابی یعلیٰ، رقم: ۲۶۱۱۔ صحیح الترمذی، والترہیب، للألبانی

جس کی ٹھنڈک میں نے اپنی چھاتی میں محسوس کی، پس مجھے مشرق اور مغرب کی چیزوں کے متعلق معلومات مل گئیں۔ پس کہا: اے محمد! میں نے کہا: میں حاضر ہوں، فرمایا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ عالم بالا میں جھگڑا کس چیز کے متعلق ہوتا ہے؟ میں نے کہا: ہاں! کفارات، درجات، نماز باجماعت کے لیے قدموں کے چلنے، ناچاہتے ہوئے وضو کرنے اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنے میں ہوتا ہے۔ اور جس نے ان (پانچوں نمازوں) کی حفاظت کی وہ خیر کے ساتھ رہے گا، اور خیر پر اس کی موت آئے گی، اور اپنے گناہوں سے (اس طرح) پاک و صاف ہو جائے گا، جیسے وہ اس دن تھا کہ جس دن اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا۔“

3..... عاشوراء اور یوم عرفہ کا روزہ رکھنا:

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((وَصِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ إِنِّي أُحْتَسِبُ عَلَى اللَّهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي بَعْدَهُ وَالسَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ، وَصَوْمُ يَوْمِ عَاشُورَاءَ إِنِّي أُحْتَسِبُ عَلَى اللَّهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ.)) ❶

”مجھے اللہ پر یقین ہے کہ جو شخص یوم عرفہ کا روزہ رکھے تو اللہ اس کے ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ اور جو آدمی یوم عاشوراء کا روزہ رکھے تو اللہ اس کے ایک سال پہلے کے گناہ معاف کر دیتے ہیں۔“

4..... رمضان کا قیام کرنا:

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

❶ سنن ابو داؤد، کتاب الصوم، باب فی صوم الدھر تطلوعاً، رقم: ۲۴۲۵۔ سنن ترمذی، ابواب الصوم باب ماجاء فی فضل یوم عرفہ رقم: ۷۴۹۔ صحیح الجامع الصغیر للألبانی: ۲۸۵۳۔

((مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)) ❶
 ”جو آدمی حالت ایمان میں اور ثواب کی نیت سے رمضان (کی راتوں) میں
 قیام کر لے تو اللہ اس کے تمام سابقہ گناہ معاف کر دیتا ہے۔“

5..... حج مبرور کرنا:

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((مَنْ حَجَّ لِلَّهِ فَلَمْ يَرُقْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ)) ❷
 ”جس نے اللہ کے لیے حج کیا، اور اس میں جماع اور کوئی فسق والا کام نہ کیا تو
 وہ ایسے ہی لوٹے گا جیسا کہ آج ہی اس کو اس کی ماں نے جنم دیا ہے۔“

دوسرے مقام پر فرمایا:

((حَجٌّ مَبْرُورٌ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ)) ❸

”حج مبرور کی جزاء جنت ہی ہے۔“

6..... تنگ دست کو مہلت دینا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((كَانَ تاجرٌ يذاینُ النَّاسَ فَإِذَا رَأَى مُعْسِرًا قَالَ لِفَتِيَانِهِ ، تَجَاوَزُوا

عَنْهُ لَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يَتَجَاوَزَ اللَّهُ عَنَّْا)) ❹

”ایک تاجر لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا، جب وہ کسی تنگ دست آدمی کو دیکھتا تو اپنے ساتھیوں

کو کہتا کہ اسے مہلت دے دو، شاید کہ اللہ تعالیٰ ہمارے گناہوں سے تجاوز فرمائے۔“

❶ صحیح بخاری، کتاب صلاۃ الترویج، باب فضل من قام رمضان رقم: ۲۰۰۹۔ صحیح مسلم، کتاب صلاۃ

التطوع باب الترغیب فی قیام رمضان وليلة القدر، رقم: ۱۷۷۹۔ صحیح الجامع الصغیر، للألبانی: ۶۴۴۔

❷ صحیح بخاری، کتاب الحج، باب فضل الحج المبرور، رقم: ۱۵۲۱۔

❸ مسند احمد: ۳/۳۳۴۔ صحیح الجامع الصغیر للألبانی، رقم: ۳۱۷۰۔

❹ صحیح بخاری، کتاب البیوع، باب من أنظر معسرًا، رقم: ۲۰۷۹۔

7..... برائی کے فوراً بعد نیکی کرنا:

اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ الشَّرَّاتِ﴾ (ہود: ۱۱۴)

”بے شک نیکیاں برائیوں کو ہٹا دیتی ہیں۔“

اور نبی ﷺ نے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف روانہ کرتے ہوئے وصیت فرمائی:

((يَا مُعَاذُ اتَّقِ اللَّهَ حَيْثُمَا كُنْتَ، وَاتَّبِعِ سَبِيلَ الْحَسَنَةِ تَمُحُهَا، وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ)) ❶

”اے معاذ! جہاں بھی ہو اللہ سے ڈرتے رہنا، اور برائی کے (فوراً) بعد نیکی کرنا

وہ اس (برائی) کو مٹا دے گی۔ اور لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آنا۔“

8..... سلام کہنا اور اچھی کلام کرنا:

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((إِنَّ مُوجِبَاتِ الْمَغْفِرَةِ بَذَلُ السَّلَامِ، وَحُسْنُ الْكَلَامِ)) ❷

”بے شک مغفرت کو واجب کرنے والی اشیاء میں سے سلام کہنا اور اچھی گفتگو

کرنا بھی ہے۔“

9..... آزمائش پر صبر کرنا:

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((إِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُولُ: إِنِّي إِذَا ابْتَلَيْتُ عَبْدًا مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنًا فَحَمِدَنِي عَلَى مَا ابْتَلَيْتُهُ فَإِنَّهُ يَقُومُ مِنْ مَضْجِعِهِ ذَلِكَ

❶ مسند احمد: ۱۵۳/۵۔ سنن ترمذی، ابواب البر والصلة، باب ما جاء في معاشرۃ الناس رقم:

۱۹۸۷۔ صحیح الجامع الصغیر للألبانی، رقم: ۹۷

❷ مکارم الأخلاق ص: ۳۳۔ سلسلۃ الأحادیث صحیحہ، رقم: ۱۰۳۵

كَيَوْمَ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ مِنَ الْخَطَايَا، وَيَقُولُ الرَّبُّ عَزَّوَجَلَّ: أَنَا قَيَّدْتُ عَبْدِي وَابْتَلَيْتُهُ، وَأَجْرُوا لَهُ كَمَا كُنْتُمْ تُجْرُونَ لَهُ.)) ①

”بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جب میں اپنے مومن بندوں میں سے کسی کو آزماتا ہوں، اور وہ اس آزمائش پر میری تعریف کرتا ہے۔ تو بے شک وہ اپنی خوابگاہ سے ایسے اٹھے گا جیسا کہ اس کی ماں نے اسے آج جنم دیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میں نے اپنے بندے کو قید کیا اور اسے آزمایا بھی، تو آج تم اسے اجر دے دو۔ جس طرح تم اسے بحالت عافیت اجر دیتے تھے۔“

10..... نماز جمعہ اور رمضان کے روزوں پر محافظت کرنا:

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ ، وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ ، وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ مُكْفَرَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ إِذَا اجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ .)) ②

”پانچ نمازیں، اور ایک جمعہ، دوسرے جمعہ تک، اور رمضان دوسرے رمضان تک گناہوں کو مٹا دینے والے ہیں، جبکہ کبائر سے اجتناب کیا جائے۔“

11..... اچھی طرح وضو کرنا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ أَوْ الْمُؤْمِنُ فَعَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَ مِنْ وَجْهِهِ كُلِّ خَطِيئَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ أَوْ نَحْوِ هَذَا ، وَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَتْ مِنْ يَدَيْهِ كُلِّ خَطِيئَةٍ كَانَ بَطَشْتُهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ حَتَّى

① مسند احمد: ۱۲۳/۴۔ سلسلہ الأحاديث الصحيحة، رقم: ۱۴۴۔

② صحيح مسلم، كتاب الطهارة، رقم: ۵۵۲۔

يَخْرُجُ نَقِيًّا مِنَ الذُّنُوبِ.)) ❶

”جب کوئی مسلمان یا مومن بندہ وضو کرتے ہوئے اپنے چہرے کو دھوتا ہے تو اس کے چہرے سے پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ اس کے چہرے کے تمام گناہ جھڑ جاتے ہیں، جو اس نے آنکھوں سے دیکھ کر کیے ہوتے ہیں۔ اور جب وہ اپنے ہاتھوں کو دھوتا ہے تو ہاتھوں کے گناہ پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ گر جاتے ہیں، جو اس نے اپنے ہاتھوں کے ساتھ کیے ہوتے ہیں، حتیٰ کہ وہ گناہوں سے پاک و صاف ہو جاتا ہے۔“

12..... گناہوں کو مٹانے والے اذکار:

1۔ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، رَضِيتُ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، غُفِرَ لَهُ ذَنْبُهُ.)) ❷

”کوئی شخص موزن (کی اذان) سنے، اور وہ کہے:

”أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. رَضِيتُ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا“

”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں، اور وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ اور میں اللہ کے رب ہونے، اور محمد (ﷺ) کے رسول ہونے،

❶ صحیح سنن الترمذی، ابواب الطہارۃ، باب ما جاء فی فضل الوضوء، رقم: ۲۔ موطا، رقم: ۷۵،

مسند أحمد ۳۰۳/۲۔ سنن دارمی رقم: ۷۲۴۰۔

❷ صحیح مسلم، کتاب الأذان، باب إذا سمع الأذان فليقل رقم: ۸۵۱۰۔

اور اسلام کے دین ہونے پر راضی ہوں۔ تو اس کے سارے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔“

2۔ اور نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ، فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ، حُطَّتْ عَنْهُ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ.)) ❶

”جو شخص دن میں سو مرتبہ (سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ) کہے، تو اس کی خطاؤں کو مٹا دیا جاتا ہے، اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر کیوں نہ ہوں۔“

3۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ سَبَّحَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَحَمِدَ اللَّهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَكَبَّرَ اللَّهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ فَبِكَرِّكَ تَسَعَةً وَتِسْعُونَ، وَقَالَ تَمَامَ الْمِائَةِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، غُفِرَتْ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ.)) ❷

”جو شخص ہر نماز کے بعد تینتیس ((سُبْحَانَ اللَّهِ)) تینتیس ((الْحَمْدُ لِلَّهِ)) اور تینتیس ((۳۳)) مرتبہ ((اللَّهُ أَكْبَرُ)) کہے، پس یہ (۹۹) پورے ہوئے۔ اور سو (۱۰۰) کا عدد پورا کرنے کے لیے کہے: ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ)) ”اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اور اس کا کوئی شریک نہیں اور اسی کے لیے بادشاہی ہے، اور اسی کے لیے

❶ صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب فضل التسبیح، رقم: ۶۴۰۵۔

❷ صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب الذکر بعد الصلوة، ویان صفته، رقم: ۱۳۵۲۔

حمد ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔“

تو اس کے گناہوں کو معاف کر دیا جاتا ہے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔“

4- سیدنا معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ أَكَلَ طَعَامًا، ثُمَّ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنِي هَذَا الطَّعَامَ،

وَرَزَقْنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةَ، عُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)) ❶

”جو شخص کھانا کھائے، اور پھر کہے: ((الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنِي هَذَا

الطَّعَامَ وَرَزَقْنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةَ))

”تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا، اور میری کسی بھی

کوشش اور طاقت کے بغیر مجھے کھانا عطا کیا۔“

تو اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔“

5- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اور جو شخص کپڑے پہنتے ہوئے یہ دعائیہ الفاظ کہے، تو اس

کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ (کلمات یہ ہیں):

((الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَسَانِي هَذَا الثَّوْبَ، وَرَزَقْنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ

مِنِّي وَلَا قُوَّةَ)) ❷

”تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے یہ کپڑے پہنائے، اور میری کسی

بھی کوشش اور طاقت کے بغیر مجھے یہ کپڑے عطا کیے۔“

13..... اذان دینا:

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

❶ سنن ترمذی، کتاب الدعوات، باب ما یقول إذا فرغ من الطعام، رقم: ۳۴۵۶۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”حسن“ کہا ہے۔

❷ صحیح ابو داؤد، أول کتاب اللباس، باب ما یقول إذا لبس ثوباً جدیداً، رقم: ۴۰۲۳۔

((إِنَّ الْمُؤْذِنَ يُغْفَرُ لَهُ مَدَى صَوْتِهِ)) ❶

”بے شک مؤذن کے گناہ اس کی آواز کی مقدار برابر معاف کر دیے جاتے

ہیں۔“

14..... نماز ہنچگانہ:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک انہوں نے نبی ﷺ سے سنا، آپ

فرما رہے تھے:

((أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهْرًا بِبَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسًا،
مَا تَقُولُ ذَلِكَ يَبْقَى مِنْ دَرْنِهِ؟ قَالُوا لَا يَبْقَى مِنْ دَرْنِهِ شَيْئًا قَالَ
فَذَلِكَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ، يَمْحُوا اللَّهُ بِهِ الْخَطَايَا.)) ❷

”تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر تم میں سے کسی کے دروازے کے سامنے نہر ہو، اور

وہ اس میں ایک دن میں پانچ دفعہ غسل کرے، تو اس کے جسم پر کیا کوئی میل

کچیل باقی رہے گی؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: نہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ

پانچ نمازوں کی مثال ہے، اللہ ان کی وجہ سے اس آدمی کی تمام خطائیں معاف

کر دیتا ہے۔“

نبی ﷺ نے مزید فرمایا:

((الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ مُكَفِّرَاتٌ مَا بَيْنَهُنَّ إِذَا اجْتَنَبَ

الْكِبَايِرَ.)) ❸

❶ مسند احمد: ۲/۲۶۶۔ صحیح الجامع الصغیر، للألبانی: ۱۹۲۹۔

❷ صحیح بخاری، کتاب مواقیب الصلاة، باب الصلوات الخمس كفارة، رقم: ۵۲۸۔ صحیح مسلم،

کتاب المساجد، باب المشي إلى الصلاة تحي به العطايا وترفع به الدرجات، رقم: ۱۵۲۲۔

❸ صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب الصلوات الخمس والجمعة إلى الجمعة ورمضان إلى رمضان

مكفرات لما بينهن ما اجتنبت الكبائر، رقم: ۵۵۲۔

”پانچ نمازیں، اپنے درمیان والے گناہوں کو مٹا دیتی ہیں، جب آدمی کبیرہ گناہوں سے بچے۔“

ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری (۱۲/۲) میں پہلی حدیث کی یہ تشریح کی ہے کہ (پانچ نمازیں اپنے درمیان والے گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔ یعنی پورے دن میں جب وہ کبیرہ گناہوں سے بچے۔..... واللہ اعلم۔

15..... کثرت سجود:

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((عَلَيْنِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ لِلَّهِ فَإِنَّكَ لَا تَسْجُدُ لِلَّهِ سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَكَ اللَّهُ بِهَا دَرَجَةً، وَحَطَّ عَنْكَ بِهَا خَطِيئَةٌ.)) ❶

”تجھے اللہ کی رضا کی خاطر کثرت سے سجدے کرنے چاہئیں جب بھی تو سجدہ کرتا ہے تو اس کے ساتھ اللہ تمہارا ایک درجہ بلند کرتا ہے، اور ایک غلطی معاف کر دیتا ہے۔“

سیدنا ربیعہ بن کعب الاصلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رات گزارا کرتا تھا، پس میں آپ کے لیے وضو اور قضائے حاجت کے لیے پانی لایا، تو آپ ﷺ نے مجھے فرمایا:

((سَلْ . فَقُلْتُ: أَسْأَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ، قَالَ أَوْ غَيْرَ ذَلِكَ؟ قُلْتُ: هُوَ ذَاكَ قَالَ: فَأَعِنِّي عَلَى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ.)) ❷

”سوال کرو! میں نے کہا: میں جنت میں آپ کی رفاقت چاہتا ہوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے علاوہ کچھ اور بھی چاہیے؟ میں نے کہا: یہی

❶ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب فضل السجود والحث علیہ، رقم: ۱۰۹۳.

❷ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، رقم: ۱۰۹۴.

چاہیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر کثرتِ سجود کے ساتھ میری مدد کرو۔“
امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی وضاحت اس حدیث سے بھی ہوتی ہے
جس میں آپ ﷺ نے فرمایا:

((أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ))

”بندہ اپنے رب کے زیادہ قریب سجدے کی حالت میں ہوتا ہے۔“

اور اسی کے موافق اللہ کا فرمان بھی ہے:

﴿وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ﴾ (٦٩) (العلق: ١٩)

”سجدہ کرو اور اللہ کے قریب ہو جاؤ۔“

کیونکہ سجدہ کرنا تواضع اور اللہ کی بندگی کا سبب ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

وہ سجدہ جس سے روح کانپ جاتی تھی

آج اسی کو ترستے ہیں زمین و آسمان

16..... نماز کے لیے چلنا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((..... وَذَلِكَ أَنَّهُ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى

الْمَسْجِدِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا الصَّلَاةُ ، لَمْ يَخْطُ خُطْوَةً إِلَّا رُفِعَتْ لَهُ

بِهَا دَرَجَةٌ ، وَحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَتُهُ .)) ❶

”اور یہ کہ بے شک جب بندہ وضو کرے، اور اچھا وضو کرے، پھر وہ مسجد کی طرف

لکے اور اس کو صرف نماز نے ہی گھر سے نکالا ہو، جب بھی کوئی قدم اٹھاتا ہے تو

اس پر اس کا ایک درجہ بلند کر دیا جاتا ہے، اور ایک خطا مٹا دی جاتی ہے۔“

17..... نماز میں آمین کا فرشتوں کی آمین سے ملنا:

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((إِذَا قَالَ الْإِمَامُ غَيْرَ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ، فَقُولُوا: آمِينَ، فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلَهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.)) ❶

”جب امام ”غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ“ کہے تو تم کہو: آمین۔ پس جس شخص کی آمین فرشتوں کی آمین کے ساتھ مل گئی، تو اس کے تمام سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔“

18..... رکوع سے اٹھنے کے بعد ”اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ“ پڑھنا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا قَالَ الْإِمَامُ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، فَقُولُوا ”اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ“ فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلَهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.)) ❷

”جب امام ”سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ“ کہے تو تم ”رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ“ کہو، کیونکہ جس کا یہ کہنا فرشتوں کے کہنے کے ساتھ ہو گیا، اس کے پچھلے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے۔“

19..... قیام اللیل:

سیدنا ابوامامۃ الباہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

❶ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب التسميع والتحميد والتأمين، رقم: ۹۲۰۔ صحیح بخاری، کتاب الأدان، باب جهر المأموم بالتأمين، رقم: ۷۸۲۔

❷ صحیح بخاری، کتاب الأدان، باب فضل اللهم ربنا لك الحمد، رقم: ۷۹۶۔

((عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَإِنَّهُ ذَابُّ الصَّالِحِينَ قَبْلَكُمْ وَهُوَ قُرْبَةٌ لَكُمْ إِلَى رَبِّكُمْ، وَمُكَفَّرَةٌ لِلْسَيِّئَاتِ، وَمَنْهَاجٌ لِلْإِثْمِ)) ❶

”تم پر قیام اللیل لازم ہے، کیونکہ وہ تم سے پہلے نیک لوگوں کی عادت ہے اور تمہارے لیے تمہارے پروردگار کے قرب کا ذریعہ ہے، اور برائیوں کو مٹانے والا اور گناہوں سے روکنے والا ہے۔“

20..... اللہ کی راہ میں جہاد کرنا:

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يُعْفَرُ لِلشَّهِيدِ كُلُّ ذَنْبٍ إِلَّا الدِّينَ)) ❷

”قرض کے علاوہ شہید کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔“

اور اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنْ لَهُمُ الْجَنَّةُ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ﴾ (توبہ: ۱۱۱)

”بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں کو اور ان کے مالوں کو اس بات کے عوض خرید لیا ہے کہ ان کو جنت ملے گی، وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں پس وہ قتل کرتے ہیں اور قتل کیے جاتے ہیں۔“

امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تمہارے نفسوں کی قیمت جنت ہے، پس اسے کم پر نہ بیچنا۔

21..... حج و عمرہ میں متابعت:

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((تَابِعُوا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ، فَإِنَّمَا الْمَتَابَعَةُ بَيْنَهُمَا تَنْفِي الْفَقْرَ))

- ❶ مستدرک حاکم: ۳۰۸/۱۔ حاکم اور علامہ البانی نے ارواء الغلیل ۱۹۹/۲ میں اسے ”حسن“ قرار دیا ہے۔
- ❷ صحیح مسلم، کتاب الجہاد، رقم: ۴۸۸۹۔

وَالذَّنُوبَ كَمَا يَنْفِي الْكَبِيرُ خُبْتَ الْحَدِيدِ .)) ❶
 ”جج عمرہ کے درمیان متابعت کرو، پس ان کے درمیان متابعت فقیری اور گناہوں کو مٹا دیتی ہے، جیسا کہ بھیڑی لوہے سے زائد، لوہے اور رنگ کو اتار دیتی ہے۔“
 نوٹ! متابعت کا مطلب یہ ہے کہ حج کے بعد ساتھ ہی عمرہ کر لینا۔
 22..... صدقہ دینا:

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:
 ﴿إِنْ تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَإِنْ تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَاءَ فَهِيَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَيُكَفِّرُ عَنْكُم مِّن سَيِّئَاتِكُمْ وَاللَّهُ يَمَّا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝﴾
 (البقرة: ۲۷۱)
 ”اگر تم صدقہ کو ظاہر کرو تو وہ تمہارے لیے اچھی ہی بات ہے، اور اگر تم چھپا کر فقراء کو دو تو وہ تمہارے لیے بہتر ہے، اور وہ تمہارے گناہوں کو مٹا دے گا اور جو تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے۔“

اور نبی ﷺ کا فرمان ہے:
 ((إِنْ الصَّدَقَةُ لَتُطْفِئَ غَضَبَ الرَّبِّ وَتَدْفَعُ مِيتَةَ السُّوءِ .)) ❷
 ”صدقہ یقیناً رب کے غصے کو بجھا دیتا ہے، اور برائی کو مٹاتا ہے۔“
 23..... حد کا قائم کیا جانا:

نبی ﷺ کا فرمان ہے:
 ((أَيُّمَا عَبْدٍ أَصَابَ شَيْئًا مِمَّا نَهَى اللَّهُ ثُمَّ أَقِيمَ عَلَيْهِ حَدُّهُ، عَفَرَ لَهُ ذَلِكَ الذَّنْبُ .)) ❸

- ❶ سنن ابن ماجہ، کتاب المناسک، باب فضل الحج والعمرة، رقم: ۲۸۸۷۔ مسند أحمد: ۳۸۷/۱، رقم: ۳۶۹۳۔ صحیح الجامع الصغیر، للألبانی، رقم: ۲۸۹۹۔
- ❷ سنن ترمذی، ابواب الزکاة، رقم: ۶۶۴۔ تخریج مشکلة الفقر رقم: ۱۱، رقم: ۳۳۰۹۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔
- ❸ مستدرک حاکم ۳۲۸۸/۴۔ صحیح الجامع الصغیر للألبانی: ۲۷۳۲۔

”جو بندہ بھی اللہ کے منع کردہ کام کا ارتکاب کر بیٹھا، اور پھر اس پر حد قائم کر دی گئی تو اس کا یہ گناہ اس حد کی وجہ سے مٹا دیا جائے گا۔“

24..... اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے اچھی مجالس میں حاضر ہونا:

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((مَا مِنْ قَوْمٍ اجْتَمَعُوا يَذْكُرُونَ اللَّهَ لَا يُرِيدُونَ بِذَلِكَ إِلَّا وَجْهَهُ
إِلَّا نَادَاهُمْ مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ أَنْ قُومُوا مَغْفُورًا لَكُمْ قَدْ بَدَلْتُ
سَيِّئَاتِكُمْ حَسَنَاتٍ)) ❶

”کوئی بھی ایسی قوم جو اللہ کا ذکر کرنے اور اس کی رضا مندی کی خاطر جمع ہوتی ہے تو
آسمان سے منادی کرنے والا نغادیتا ہے: آج تم اس طرح کھڑے ہو کہ تمہیں معاف
کر دیا گیا ہے، اور تمہیں تمہاری خطائیں بھی نیکیوں میں تبدیل کر دی گئی ہیں۔“

25..... اتباع رسول ﷺ:

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ
وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ❶﴾ (آل عمران: ۳۱)

”فرمادیجئے! اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو مجھ (محمد) کی اتباع کرو، اللہ
تم سے محبت کرے گا، اور تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا، اور اللہ بخشنے والا
مہربان ہے۔“

کبھی نے کیا خوب کہا:

مصور کھینچ وہ نقشہ جس میں یہ صفائی ہو

ادھر فرمان محمدؐ ہو ادھر گردن جھکائی ہو

چند مسنون اذکار

وہ کلمات جو اللہ تعالیٰ نے سیدنا آدم علیہ السلام کو سکھائے تاکہ ان کے ذریعہ اپنی توبہ کا اعلان کریں۔ وہ یہ تھے:

﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝﴾ (الأعراف: ۲۳)

”اے ہمارے رب! ہم نے اپنے اوپر بہت ظلم کیا، اور اگر تو نے ہمیں معاف نہ کیا اور ہمارے حال پر رحم نہ کیا تو ہم بے شک خسارہ پانے والوں میں سے ہوں گے۔“

اللہ تعالیٰ کے آخری نبی محمد ﷺ کثرت سے استغفار کیا کرتے، آپ ﷺ کا فرمان ہے:

((وَاللّٰهُ اِنِّى لَا سَتَغْفِرُ اللّٰهَ، وَاتُوبُ اِلَيْهِ فِى الْيَوْمِ اَكْثَرَ مِنْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً.)) ❶

”اللہ کی قسم! میں ایک دن میں ستر سے زیادہ مرتبہ اللہ سے بخشش طلب کرتا ہوں، اور اس سے توبہ کرتا ہوں۔“

اور ایک حدیث میں آپ ﷺ نے لوگوں کو توبہ کرنے کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ، فَإِنِّى أَتُوبُ إِلَى اللَّهِ فِى الْيَوْمِ مِائَةً مَرَّةً.)) ❷

”اے لوگو! تم سب اللہ کے ہاں توبہ کرو، پس یقیناً میں ایک دن میں اللہ سے

❶ صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب استغفار النبی ﷺ فی الیوم والليلة، رقم: ۶۳۰۷.

❷ صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب استحباب الاستغفار، والاستکثار منه، رقم: ۶۸۵۹.

سو (۱۰۰) مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔“

چنانچہ ہم ذیل کی سطور میں چند ان ادعیہ کا ذکر کرتے ہیں جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے بخشش طلب کرنے کا حکم فرمایا ہے، یا جن کے ذریعہ سے رسول اللہ ﷺ اپنے رب سے مغفرت طلب فرمایا کرتے تھے۔

۱۔ سیدنا شدا بن اوس سے روایت ہے، کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بندے کا یہ کہنا سید الاستغفار (استغفار کا سردار) ہے۔ جو شخص یہ دن میں دل کے یقین کے ساتھ پڑھے، اور شام ہونے سے پہلے اسے موت آ جائے، تو وہ جنتی ہے۔ اور جو اسے یقین کے ساتھ رات کو پڑھے، اور صبح ہونے سے پہلے اسے موت آ جائے، تو وہ جنتی ہے۔
 ((اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ ، اَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰی عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ ، اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ ، اَبُوْ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ ، فَاغْفِرْ لِّیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذَّنْبَ اِلَّا اَنْتَ .)) •

”اے اللہ! تو میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو نے ہی مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں۔ اور میں جہاں تک طاقت رکھتا ہوں تیرے عہد اور تیرے وعدے پر قائم ہوں۔ اور میں اپنے کیے ہوئے عمل کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں، میں ان نعمتوں کا بھی اعتراف کرتا ہوں جو تو نے مجھ پر کیں اور میں اپنے گناہوں کا بھی اعتراف کرتا ہوں۔ پس تو مجھے معاف کر دے۔ بے شک تیرے سوا کوئی گناہوں کو معاف کرنے والا نہیں۔“

۲۔ اللہ تعالیٰ نے مومنین کے متعلق خبر دی ہے کہ وہ میری جناب میں گریہ زاری اور مغفرت کی دعا یوں کرتے ہیں:

﴿غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ﴾ (البقرة: ۲۸۵)

”اے ہمارے رب! ہم تیری مغفرت چاہتے ہیں، اور ہمیں تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔“

3- اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو سکھایا کہ وہ ہر حال میں اپنے رب کی حمد و ثناء بیان کرتے رہیں، اور اس سے مغفرت و رحمت کی دعا کرتے رہیں۔

﴿رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ﴾ (المؤمنون: ۱۱۸)

”(آپ کہیے) میرے رب! میری مغفرت فرما دے اور مجھ پر رحم کر دے، اور تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے۔“

4- اللہ عزوجل نے مومنوں کی علامات بیان کرتے وقت فرمایا کہ مومن وہ ہیں جو دعا کرتے ہیں:

﴿رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۚ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۖ إِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا﴾ (الفرقان: ۶۵-۶۶)

”اے ہمارے رب! ہم سے جہنم کے عذاب کو ٹال دے، بے شک اس کا عذاب ہمیشہ کے لیے جان کو لگ جانے والا ہے۔ یقیناً وہ بڑا ہی برا ٹھکانا اور جائے قیام ہے۔“

5- سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے ایسی دعا سکھائیے جسے میں اپنی نماز (کے تشہد) میں پڑھا کروں، تو آپ ﷺ نے فرمایا (یہ) دعا پڑھا کرو۔

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِکَ وَاَرْحَمٰنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ)) ❶

❶ صحیح بخاری، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ: وَكَانَ اللّٰهُ سَمِیْعًا بَصِیْرًا، ۷۳۸۷.

”اے اللہ! میں نے اپنے آپ پر بہت ظلم کیا، میرے گناہوں کو تیرے علاوہ کوئی معاف نہیں کر سکتا، لہذا اپنی خاص مغفرت سے مجھے بخش دے، اور مجھ پر رحم فرما۔ بلاشبہ تو بخشنے والا اور نہایت رحم فرمانے والا ہے۔“

6- سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب تشدد سے سلام پھیرنا چاہتے تو سلام سے پہلے یہ دعا پڑھتے:

((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَسْرَفْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ.))

”اے اللہ! میرے اگلے اور پچھلے، خفیہ اور اعلانیہ گناہوں کو معاف فرما دے اور جو میں نے (اپنی حیثیت سے) تجاوز کیا کہ جن کے بارے میں تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے، تو ہی مقدم ہے تو ہی مؤخر ہے، تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں۔“

7- اللہ تعالیٰ کے ناموں کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرنا۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں جو شخص ان کو یاد کر کے گنتا رہے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔“

اللہ تعالیٰ کے ناموں میں (الْغَفَّارُ) بخشنے والا۔ (التَّوَّابُ) توبہ قبول کرنے والا۔ (الْغَفُورُ) معاف کرنے والا۔ (الْغَفُورُ) بار بار بخشنے والا بھی شامل ہیں۔

8- سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یقیناً رسول اللہ ﷺ اپنے تجدد میں یہ دعا پڑھتے تھے:

① صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب صلاة النبی ﷺ ودعائه باللیل، رقم: ۱۸۱۲۔

② صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب لله مائة اسم غیر واحد، رقم: ۶۴۱۰۔

((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي كُلَّهُ، دِقَّةً وَجِلَّةً، وَأَوَّلَهُ وَآخِرَهُ، وَعَلَانِيَتَهُ وَسِرَّهُ.)) ❶

”اے اللہ! میرے چھوٹے، بڑے، اگلے، پچھلے، ظاہر اور خفیہ تمام گناہ معاف فرمادے۔“

9۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک رات میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے بستر پر نہیں دیکھا، میں آپ کو ڈھونڈنے لگی تو میرا ہاتھ آپ کے کتوے پر پڑا، اور در آنحالیکہ آپ سجدہ میں تھے، اور آپ کے دونوں پیر کھڑے تھے اور آپ اس وقت یہ پڑھ رہے تھے:

((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخِطِكَ، وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ، لَا أُحْصِي ثَنَاءَ عَلَيْكَ، أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ.)) ❷

”اے اللہ! میں تیری خوشنودی کے ذریعے تیرے غصے سے پناہ طلب کرتا ہوں، تیری پکڑ سے تیری معافی کی پناہ میں آتا ہوں، اور تجھ سے تیری ہی پناہ کا طلب گار ہوں۔ اے اللہ! میں تیری تعریفیں بیان کرنے کا صحیح حق ادا نہیں کر سکتا۔ تو بالکل ویسا ہے جس طرح تو نے اپنی تعریف کی ہے۔“

10۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رات کو رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا، اور آپ ﷺ جب دو سجدوں کے درمیان بیٹھے تو یہ پڑھتے:

﴿رَبِّ اغْفِرْ لِي، رَبِّ اغْفِرْ لِي﴾ ❸

”اے میرے پروردگار! مجھے بخش دے۔ اے میرے پروردگار! مجھے بخش دے۔“

❶ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب ما يقال في الركوع والسجود، رقم: ۱۰۸۴۔

❷ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب ما يقال في الركوع والسجود، رقم: ۱۰۹۰۔

❸ صحیح ابو داؤد، کتاب الصلاة، باب الدعاء في الركوع والسجود، رقم: ۸۷۴۔

11- سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ دو سجدوں کے درمیان (یہ) دعا پڑھتے تھے:

﴿اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاجْبُرْنِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي.﴾^①

”اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، مجھے ہدایت دے، میرے نقصانات کا تدارک فرما، مجھے عافیت عطا فرما، اور مجھے رزق دے۔“

12- سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ کلمات صبح و شام پڑھنا نہیں بھولتے تھے:

((اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي دِينِي وَدُنْيَايَ وَأَهْلِي وَمَالِي. اللَّهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِي وَامِنْ رَّوْعَاتِي، وَاحْفَظْنِي مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ، وَمِنْ خَلْفِي، وَعَنْ يَمِينِي وَعَنْ شِمَالِي، وَمِنْ فَوْقِي وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِي.))^②

”اے اللہ! میں دنیا اور آخرت میں تجھ سے عافیت اور درگزر کی کا سوال کرتا ہوں، اے اللہ! میں تجھ سے اپنے دین، دنیا اور اپنے اہل و مال میں معافی اور عافیت کا خواستگار ہوں۔ اے اللہ! میرے رازوں کی پردہ پوشی فرما اور میری گھبراہٹوں (خوف) کو امن دے۔ اور مجھے آگے، پیچھے، دائیں، بائیں اور اوپر سے اپنی حفاظت میں رکھ اور میں تیری (عظمت کے ذریعے) پناہ طلب کرتا ہوں کہ نیچے سے اچانک ہلاک کر دیا جاؤں۔“

13- سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی وفات سے قبل یہ کلمات

① صحیح الترمذی، کتاب الصلاة باب ما يقول بين السجدين، رقم: ۲۸۴.

② صحیح سنن ابن ماجہ، کتاب الدعاء، رقم: ۳۸۷۱.

کثرت سے پڑھتے تھے:

((سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ، أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ، وَأَتُوبُ إِلَيْهِ.)) ❶

”اے اللہ! میں تیری خوبیوں کے ساتھ تیری پاکیزگی بیان کرتا ہوں، میں اللہ

تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں، اور اسی کی طرف توبہ کرتا ہوں۔“

14۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو یہ (کلمات)

کہے، تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اگرچہ اس نے جہاد سے بھاگنے کا

ارتکاب کیا ہو۔

((أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَأَتُوبُ

إِلَيْهِ.)) ❷

”میں اس اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ زندہ

جاوید ہے، اور قائم رکھنے والا، اور پوری کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے۔ اور

میں اس کے حضور اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں۔“

رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ

وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ.



❶ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب تفسیر سورة إذا جاء نصر الله.....، رقم: ۴۹۶۷۔ صحیح مسلم،

کتاب الصلاة، باب ما یقال فی الركوع والسجود، رقم: ۴۸۴۔

❷ صحیح سنن ابو داؤد، کتاب الصلاة، باب الاستغفار، رقم: ۱۵۱۷۔ مستدرک حاکم: ۵۱۱/۱۔